Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

650

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम सवानेउमरी जलालुद्दीन

मोहम्मद अकबर बादशाह

लेखक

प्रकाशन वर्ष 1862

आगत संख्या 650

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

~~6549~~

650

650;U

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

650

سوانح عمری

جلال الدین محمد اکبر شاہ شہنشاہ ہند

مع نورتن اکبری

650;U

... ل الدین محمد اکبر شاہ

ہمایوں کے انتقال کے بعد اکبر کی عمر صرف ۱۳ برس اور چار مہینے کی تھی۔ ہمایوں نے اپنی اچانک مرگ سے کچھ ہی دن قبل اکبر کو ایک فوج کی سرکردگی میں (برائے نام) پنجاب کی طرف روانہ کیا تھا۔ اصل میں فوج کی کمان بیرام خاں کرتا تھا۔ جسکو اکبر خان بابا کہتا تھا۔ خان بابا ترکی زبان میں پدر شاہ کو کہتے ہیں۔ بیرام خاں مذہباً شیعہ تھا اور ایران کا رہنے والا تھا۔ جب شاہ اسمٰعیل والئے ایران نے ٹرینس اوذی نیا فتح کرنے میں بابر کی مدد کی ہے تو بیرام خاں ایران ... اسلی لد ... ار مقرر کرکے بھیجا گیا تھا۔ نہ تو اکبر کی عمر اس قابل تھی کہ وہ بذاتِ خود انتظامِ سلطنت ... نہ اس میں یہ قابلیت تھی اسلئے جو کچھ سیاہ سفید

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کرتا تھا بیرام خاں ہی کرتا تھا۔ جب شیر شاہ نے ہمایوں کو شکست دی ہے تو بیرام اپنے آقا سے جُدا ہوگیا تھا اور پھر گجرات ہوتا ہوا سندہ میں اپنے آقا سے آملا تھا۔ ہمایوں نے ایسے وقت میں کہ جب اس سے زمانہ برگشتہ تھا اپنے ایک ایسے نمک حلال اور خیر خواہ ملازم کا خیر مقدم کیا۔ پھر بیرام خان ہمایوں کا نفس ناطقہ ہوگیا اور جو کچھ ہمایوں کرتا وہ بیرام کی مرضی کے خلاف نہ کرتا تھا۔ ہمایوں کی وفات یا شہادت کے وقت بیرام سکندر سور کی بیخ کنی میں لگا ہوا تھا کہ اتنے میں اسے خبر لگی کہ میرزا سلیمان والئے بدخشاں نے کابل پر قبضہ کرلیا اور تمام اُن افغانی صوبوں کو دبالیا کہ جو ہمایوں نے فتح کرلئے تھے۔ ادھر ہیمو نے ایک عظیم الشان فوج جمع کرکے یہ قصد کرلیا تھا کہ جسطرح ہوسکے سلطان عادل اور سکندر سور سے ملکر مغلوں کو بالکل ہندوستان سے نیست و نابود کردیا جائے اور پھر یہاں پٹھانوں کی حکومت قائم ہو۔ آخر ایک عظیم الشان جنگ کے بعد اکبر نے ہیمو پر فتح پائی۔ عین جنگ میں ہیمو کی آنکھ میں ایک تیر لگا اور پھر وہ گرفتار کرلیا گیا اور اکبر کے خیمہ میں لایا گیا۔ بیرام نے درخواست کی کہ حضور پہلے اپنے ہاتھ سے ایک زخم لگادیں تاکہ حضور کا لقب غازی ہوجائے۔ پھر یہ قتل کردیا جائیگا۔ مگر اس ہونہار بچے نے انکار کیا آخر بیرام نے اپنے ہاتھ سے اسے قتل کر ڈالا۔ یہ واقع ۵ نومبر ۱۵۵۶ء مطابق ۲ محرم ۹۶۴ھ ہجری کو وقوع میں آیا +

اس فتح کے بعد بہت جلد اکبر کا قبضہ دہلی اور آگرہ پر ہوگیا۔ ان شہروں پر قبضہ کرکے اکبر نے سکندر سور پر حملہ کیا اور جسقدر حصّہ وہ ملک کا دبائے بیٹھا تھا سب اکبر نے فتح کرلیا اور آخر یہانتک نوبت پہونچی کہ سکندر سور نے قلعہ مان کوٹ میں پناہ لی یہ قلعہ سلیم شاہ نے تعمیر کرایا تھا۔ گویا اکبر ہی کے زمانہ سے اصلی تاریخ تیموری خاندان کی ابتدا ہوتی ہے بیرام خاں کا تمام امور سلطنت پر پورا قبضہ تھا۔ کل انٹرنیل (اندرونی) اور ایکسٹرنیل (بیرونی) معاملات کی باگ اسکے ہاتھ میں تھی۔ اسی سے تمام سلطنت میں ایک تخلل عظیم برپا ہوگیا۔ بیرام خاں کے مغرورانہ اور سخت درشت مزاج نے ایک عام ناراضی پھیلادی۔ اور سب ناراض ہوگئے +

جب ہیمو کو اکبر نے شکست دی ہے تو بیرام خاں نے تردی بیگ کو جو دلی کا گورنر تھا قتل کروا ڈالا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مگر اکبر سے حکمنامہ پر دستخط نہ کرائے۔ یہ شخص بابر کا بہت محبتی تھا اور اکثر ہمایوں کے مصائب میں اس نے ساتھ بھی دیا تھا۔ ایک دن اکبر ہاتھیوں کی کُشتی دیکھ رہا تھا کہ ایک مست ہاتھی بگڑ کر بیرام خاں کے خیمہ کی طرف چلا گیا خیمے اس نے اکھیڑ کر پھینک دیئے۔ بیرام نے فوراً مہاوت کو قتل کروا ڈالا اور مہاوت کے ساتھ ایک شاہی خاندان کا آدمی بھی مارا گیا۔ پیر محمد خاں جو اکبر کا معلم تھا اگر وہ بجبر مکّہ شریف روانہ نہ ہو جاتا تو اسے بھی بیرام قتل کروا ڈالتا +

یہ سوانگ اکبر کو اچھّا نہ معلوم ہوا اور اب اس نے چاہا کہ میں بیرام کی قید سے رہائی پاؤں۔ بیرام نے بھی اکبر کے تیور پہچان لئے۔ قصہ مختصر یہ ہے کہ اکبر نے فرمان جاری کیا کہ ہم نے عنان سلطنت اپنے ہاتھ میں لے لی ہے۔ اب بیرام کے ہوش اُڑ گئے کہ یہ گل ہی اور کھل گیا اس نے اپنے دو رشتہ داروں کو بطور سفارت کے اکبر کے دربار میں بھیجا مگر وہ فوراً آتے ہی گرفتار کر لئے گئے۔

پہلے تو بیرام نے یہ چاہا کہ میں اکبر کو قتل کرڈالوں مگر یہ موقع نہ ہوا پھر اس نے چاہا کہ میں مالوہ دبا بیٹھوں اور کُھلم کُھلا سرکشی کروں مگر اسکی بھی ہمّت نہ پڑی پھر بیرام خاں نے یہ بہانہ کیا کہ میں مکّہ شریف جاتا ہوں یہ بہانہ کرکے وہ ناگور چلا گیا۔ ناگور میں اس نے اپنی قسمت کے اُتار چڑھاؤ کو دیکھا کہ قسمت کا اونٹ کس کل بیٹھتا ہے۔ اتنے میں اکبر نے بیرام خاں کی موقوفی کا فرمان جاری کیا۔ اور صاف لکھ دیا کہ تم اپنے عہدہ سے برخواست کئے گئے اور اب تم اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو فوراً حج کو روانہ ہو جاؤ +

یہ دیکھتے ہی بیرام پوشیدہ گجرات روانہ ہوا اور ادھر اکبر بھی بذاتِ خود اس کے مقابلہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ بیرام نے کچھ فوج جمع کی اور چاہا کہ پنجاب کو دبا بیٹھوں مگر یہاں اُسے شاہی فوج نے شکست دی۔ جب بیرام نے اپنی قسمت کو یوں پائمال پایا تو سخت مایوسی کی حالت میں اس نے اپنے کو نوجوان ہونہار شہنشاہ کے رحم پر سونپ دیا۔ اکبر نے بیرام کے استقبال کے لئے کئی امراء بھیجے اور جب وہ اکبر کے خیمہ میں آیا تو اس نے اپنے کو اکبر کے قدموں پر ڈال دیا۔ اکبر نے اپنے ہاتھ سے بیرام کو اُٹھایا گو یہ ظاہر تھا کہ اس نے سرکشی کی تھی مگر اکبر کی اُسکی گذشتہ خدمات پر بہت بڑی نظر تھی۔ اس نے اسکی خیر خواہی کو جو ہمایوں کے ساتھ کی تھی فروگذاشت نہ کیا تھا سارا قصور چشم زدن میں معاف کر دیا اور اپنے دربار میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کرتا تھا بیرام خاں ہی کرتا تھا۔ جب شیر شاہ نے ہمایوں کو شکست دی ہے تو بیرام اپنے آقا سے جُدا ہو گیا تھا اور پھر گجرات ہوتا ہوا سندھ میں اپنے آقا سے آملا تھا۔ ہمایوں نے ایسے وقت میں کہ جب اس سے زمانہ برگشتہ تھا اپنے ایک ایسے نمک حلال اور خیر خواہ ملازم کا خیر مقدم کیا۔ پھر بیرام خان ہمایوں کا نفس ناطقہ ہو گیا اور جو کچھ ہمایوں کرتا وہ بیرام کی مرضی کے خلاف نہ کرتا تھا۔ ہمایوں کی وفات یا شہادت کے وقت بیرام سکندر سور کی بیخ کنی میں لگا ہوا تھا کہ اتنے میں اسے خبر لگی کہ میرزا سلیمان والئے بدخشاں نے کابل پر قبضہ کر لیا اور تمام اُن افغانی صوبوں کو دبا لیا کہ جو ہمایوں نے فتح کرلئے تھے۔ ادھر ہیمو نے ایک عظیم الشان فوج جمع کر کے یہ قصد کر لیا تھا کہ جسطرح ہو سکے سلطان عادل اور سکندر سور سے ملکر مغلوں کو بالکل ہندوستان سے نیست و نابود کر دیا جائے اور پھر یہاں پٹھانوں کی حکومت قائم ہو۔ آخر ایک عظیم الشان جنگ کے بعد اکبر نے ہیمو پر فتح پائی۔ عین جنگ میں ہیمو کی آنکھ میں ایک تیر لگا اور پھر وہ گرفتار کر لیا گیا اور اکبر کے خیمہ میں لایا گیا۔ بیرام نے درخواست کی کہ حضور پہلے اپنے ہاتھ سے ایک زخم لگا دیں تاکہ حضور کا لقب غازی ہو جائے۔ پھر یہ قتل کر دیا جائیگا۔ مگر اس ہونہار بچے نے انکار کیا آخر بیرام نے اپنے ہاتھ سے اسے قتل کر ڈالا۔ یہ واقع ۵ نومبر ۱۵۵۶ء مطابق ۲ محرم ۹۶۴ھ ہجری کو وقوع میں آیا +

اس فتح کے بعد بہت جلد اکبر کا قبضہ دہلی اور آگرہ پر ہو گیا۔ ان شہروں پر قبضہ کر کے اکبر نے سکندر سور پر حملہ کیا اور جسقدر حصہ وہ ملک کا دبائے بیٹھا تھا سب اکبر نے فتح کر لیا اور آخر یہانتک نوبت پہونچی کہ سکندر سور نے قلعہ مان کوٹ میں پناہ لی یہ قلعہ سلیم شاہ نے تعمیر کرایا تھا۔ گویا اکبر ہی کے زمانہ سے اصلی تاریخ تیموری خاندان کی ابتدا ہوتی ہے بیرام خاں کا تمام امور سلطنت پر پورا قبضہ تھا۔ کل انٹرنیل (اندرونی) اور ایکسٹرنیل (بیرونی) معاملات کی باگ اسکے ہاتھ میں تھی۔ اسی سے تمام سلطنت میں ایک تخلل عظیم برپا ہو گیا۔ بیرام خاں کے مغرورانہ اور سخت درشت مزاج نے ایک عام ناراضی پھیلادی۔ اور سب ناراض ہو گئے +

جب ہیمو کو اکبر نے شکست دی ہے تو بیرام خاں نے تردی بیگ کو جو دلی کا گورنر تھا قتل کروا ڈالا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مگر اکبر سے حکمنامہ پر دستخط نہ کرائے - یہ شخص بابر کا بہت مصاحب تھا اور اکثر ہمایوں کے مصائب میں اس نے ساتھ بھی دیا تھا - ایک دن اکبر ہاتھیوں کی کُشتی دیکھ رہا تھا کہ ایک مست ہاتھی بگڑ کر بیرام خاں کے خیمہ کی طرف چلا گیا جس نے اُکھیڑ کر پھینک دیئے - بیرام نے فوراً مہاوت کو قتل کروا ڈالا اور مہاوت کے ساتھ ایک شاہی خاندان کا آدمی بھی مارا گیا پیر محمد خاں جو اکبر کا معلم تھا اگر وہ بجبر مکہ شریف روانہ نہ ہو جاتا تو اسے بھی بیرام قتل کروا ڈالتا +

یہ سوانگ اکبر کو اچھا نہ معلوم ہوا اور اب اس نے چاہا کہ میں بیرام کی قید سے رہائی پاؤں - بیرام نے بھی اکبر کے تیور پہچان لئے - قصہ مختصر یہ ہے کہ اکبر نے فرمان جاری کیا کہ ہم نے عنان سلطنت اپنے ہاتھ میں لے لی ہے - اب بیرام کے ہوش اُڑ گئے کہ یہ گل ہی اور کھل گیا اس نے اپنے دو رشتہ داروں کو بطور سفارت کے اکبر کے دربار میں بھیجا مگر وہ فوراً آتے ہی گرفتار کر لئے گئے - پہلے تو بیرام نے یہ چاہا کہ میں اکبر کو قتل کر ڈالوں مگر یہ موقع نہ ہوا پھر اس نے چاہا کہ میں مالوہ دبا بیٹھوں اور کھُلم کھُلا سرکشی کروں مگر اسکی بھی ہمّت نہ پڑی پھر بیرام خاں نے یہ بہانہ کیا کہ میں مکہ شریف جاتا ہوں یہ بہانہ کر کے وہ ناگور چلا گیا - ناگور میں اس نے اپنی قسمت کے اُتار چڑھاؤ کو دیکھا کہ قسمت کا اونٹ کس کل بیٹھتا ہے - اتنے میں اکبر نے بیرام خاں کی موقوفی کا فرمان جاری کیا - اور صاف لکھ دیا کہ تم اپنے عہدہ سے برخاست کئے گئے اور اب تم اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو فوراً حج کو روانہ ہو جاؤ +

یہ دیکھتے ہی بیرام پوشیدہ گجرات روانہ ہوا اور اِدھر اکبر بھی بذاتِ خود اس کے مقابلہ کے لئے روانہ ہو گیا - بیرام نے کچھ فوج جمع کی اور چاہا کہ پنجاب کو دبا بیٹھوں مگر یہاں اُسے شاہی فوج نے شکست دی - جب بیرام نے اپنی قسمت کو یوں پائمال پایا تو سخت مایوسی کی حالت میں اس نے اپنے کو نوجوان ہونہار شہنشاہ کے رحم پر سونپ دیا - اکبر نے بیرام کے استقبال کے لئے کئی امراء بھیجے اور جب وہ اکبر کے خیمہ میں آیا تو اس نے اپنے کو اکبر کے قدموں پر ڈال دیا - اکبر نے اپنے ہاتھ سے بیرام کو اُٹھایا گو یہ ظاہر تھا کہ اس نے سرکشی کی تھی مگر اکبر کی اُسکی گذشتہ خدمات پر بہت بڑی نظر تھی - اس نے اسکی خیر خواہی کو جو ہمایوں کے ساتھ کی تھی فروگذاشت نہ کیا تھا سارا قصور چشم زدن میں معاف کر دیا اور اپنے دربار میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

اعلےٰ درجہ کا عہدہ عنایت فرماکر گجرات ہی کا گورنر مقرر کردیا۔ جب بیرام خاں گجرات جانے کی تیاری کر رہا تھا اس کو ایک افغان نے قتل کرڈالا۔ جسکا باپ ہمایوں کی جنگ میں بیرام خاں کے ہاتھ سے مارا گیا تھا +

اکبر کی عمر اسوقت پوری اٹھارہ برس کی تھی۔ یہ کیونکر ممکن ہوسکتا ہے کہ اٹھارہ برس کی عمر کا بچہ اس نئی فتح شدہ سلطنت کا پورا انتظام کرسکے کہ جسے ابھی پورا استحکام نہ ہوا تھا۔ مگر اس ہونہار نوجوان کی فطری قابلیتوں اور دماغی قوتوں نے اس وسیع سلطنت کا بار اپنے اوپر سنبھال لیا۔ اور دن بدن اصلاح ہوتی گئی +

اکبر ایک جسیم اور دل چلا بہادر تھا۔ خوفناک خطروں اور ہولناک حادثوں میں بیٹھ جانا اور گھس جانا اسکے بائیں ہاتھ کا داؤں تھا۔ جنگ میں مخالفوں کی دو دھاری چمکتی ہوئی تلواروں میں گھس جانا اور شمشیر بازی کرنا یہ کچھ بات ہی نہ تھی۔ ہاتھیوں۔ شیروں۔ چیتوں کا شکار اپنے ہاتھ سے کیا کرتا تھا۔ اور لڑتے ہوئے ہاتھیوں کو علیحدہ کرنا یہ اکبر کا معمولی کام تھا۔ اس طبیعت اور جوشیلی عادتوں نے اکبر کو اس وسیع سلطنت کا مستقل حکمران بنادیا اور اسکا رعب اسقدر چھایا کہ سب فرمانبردار مطیع بن گئے۔ جتنی قابلیتیں کہ اتنی بڑی سلطنت سنبھالنے میں ممکن ہوسکتی ہیں وہ اکبر میں فطرتی تھیں اور وہ انکو بطرز احسن عمل میں لاتا تھا +

اکبر نے صرف صلح کل ہونے کے باعث سے تالیف قلوب امید سے زیادہ کرلی تھی۔ ہندوؤں کو مسلمانوں کے برابر بڑے بڑے عہدے دیئے اور بغیر امتیاز ملک و قوم ہر فرقہ کا مسلمان اعلےٰ اعلےٰ عہدوں پر ممتاز تھا۔ جب اکبر تخت پر بیٹھا ہے اسکی سلطنت صرف پنجاب میں مقید تھی یا دہلی آگرہ کے مضافات اسکے قبضہ میں تھے۔ دوسرے برس میں اس نے پنجاب کو مستقل طور پر اپنی حکومت میں شامل کرلیا۔ تیسرے برس اپنی حکومت کے بغیر جنگ کے اجمیر فتح کرلی اور چوتھے برس گوالیار کے قلعہ پر قبضہ کرلیا اور لکھنؤ سے افغانوں کو نکال باہر کیا اور اپنی سلطنت گینجز سے ادھر جونپور کے مشرق تک پھیلادی +

جب شیر شاہ ثانی پسر عادل نے جو ہنوز ان صوبوں میں حکومت کر رہا تھا یہ دیکھا کہ اکبر نے جونپور پر قبضہ کرلیا وہ ایک عظیم لشکر سے حملہ آور ہوا۔ جونپور کے میدان میں خان زماں اکبر کے سردار

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے جنگ ہوئی شیر شاہ ثانی کو متواتر شکست پر شکست ملی۔ یہ واقعہ ۱۵۶۰ء مطابق ۹۶۷ ہجری کو وقوع میں آیا ✣

خان زماں نے دیکھا کہ جونپور کا سارا ملک میری حکومت میں آگیا ہے شہنشاہ نوجوان ہے وہ اس قابل نہیں ہے فوراً ملک کو دبا بیٹھا اور اپنے کو شاہ جونپور مشہور کیا۔ جن سرداروں کو اکبر نے خان زماں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا تھا وہ بھی اسی کے ساتھ مل گئے۔ پھر انہوں نے اوزبکوں کو بھی اپنے شریک کر لیا۔ اکبر ہنوز تازہ دم تھا اسے ہرگز پروا نہ تھی کہ الہ آباد وغیرہ کے ضلعوں میں سرکشوں نے ایک آفت مچا رکھی ہے۔ دو برس کے عرصہ میں اس نے کل سرکشوں کو زیر و زبر کر ڈالا۔ تمام ممالک کو ان کی بغاوت سے صاف کر دیا کہ پھر کسی میں ہمت نہ رہی کہ وہ بغاوت کرتا یا دوسرے کو بغاوت پر آمادہ کرتا ✣

اس جونپور وغیرہ کی بغاوت کے بعد کابل کی طرف سے بغاوت کا دھواں اُٹھا۔ یعنے عبد المعالی جو قوم کا سید اور باشندہ کاشغر تھا اور ۱۵۵۱ء میں ہمایوں کا ملازم ہوا تھا بغاوت کی۔ اس بغاوت میں شرف الدین بھی شریک تھے۔ یہ بغاوت ۱۵۶۱ء مطابق ۹۶۹ ہجری کو وقوع میں آئی۔ ان سرکشوں نے اکبر کی فوج کو شکست دی اور یہ چیرہ دست ہو کر سیدھے دہلی پر حملہ آور ہوئے اکبر نے انہیں واپس پھر جانے کو مجبور کیا اور ان کو انڈس کے پار کر دیا۔

پھر اکبر نے راجپوتانہ کی طرف رخ کیا بہارامل مہاراجہ امبار (جے پور) پہلے ہی سے اکبر کا مطیع تھا اس نے اطاعت قبول کر لی اور دونوں باپ بیٹوں کو شاہی فوج میں بڑے بڑے عہدے ملے۔ یہاں سے اکبر مارواڑ روانہ ہوا ایک خفیف مقابلہ کے بعد قلعہ مرتا کو فتح کر لیا جو بہت مضبوط اور دشوار گذار تھا۔ یہاں سے اکبر نے اپنی فوج کا رخ رانا چتوڑ (اودیپور) کی طرف پھیرا۔ اودے سنگھ جو اسوقت سلطنت کر رہا تھا رانا سنگا کا بیٹا تھا جو بابر کا سخت حریف تھا مگر اودے سنگھ نہایت کمزور طبیعت کا شخص تھا ✣

جوں ہی اس نے سُنا کہ اکبر آندھی اور مینہہ کی طرح حملہ آور ہو رہا ہے وہ قلعہ کو چھوڑ گجرات کے شمال میں جنگلی پہاڑیوں میں چلا گیا۔ جب مالک ہی نہ ہوا پھر چتوڑ کے قلعہ پر قبضہ ہو جانا کچھ بات ہی نہ تھا ✣

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گو اودے سنگھ چلا گیا تھا لیکن اس قلعہ میں ہنوز ایک زبردست راجپوتوں کی فوج موجود تھی جسکی کمان جے مل جو ایک بہادر اولوالعزم راجپوت تھا کر رہا تھا۔ تمام میواڑ کے راجپوت اٹاٹٹ اس قلعہ میں بھرے پڑے تھے اور ہر ایک اپنی جان دینے کو مسلمانوں کے مقابلہ میں موجود تھا۔ اکبر خراں شیر کی طرح اس قلعہ کی طرف بڑھا جو مورچہ بندی کہ اکبر نے چتوڑ فتح کرنے کے لیئے کی تھی وہ ہنوز یورپ میں بڑی وقعت کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ اور جو ترکیب کہ قلعہ چتوڑ کے فتح کرنے کے لئے عمل میں لایا تھا وہ بڑے بڑے یوروپین پولٹیشن کو بھی نہیں سوجھتی +

ایک رات کو جے مل چتوڑ کے قلعہ کی برجی پر توپوں کو دیکھ رہا تھا اور مشعلچی روشنی دکھا رہے تھے اکبر بھی اپنے مورچوں کی دیکھ بھال کر رہا تھا کہ اس نے اپنی آنکھوں سے جے مل کو اپنی زد پر دیکھا فوراً اپنی بندوق کا فیر کیا گولی جے مل کے سر پر لگی اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ صدہا رانیاں جے مل کی ارتھی کے ساتھ چتا میں بیٹھ کر جل گئیں +

اکبر کی فوج یلغار کرتی ہوئی قلعہ پر چڑھ گئی اس معرکہ میں آٹھ ہزار راجپوت قتل کیئے گئے بعض مسلمان مورخ اس سے بھی زیادہ تعداد لکھتے ہیں۔ یہ فتح بماہ مارچ ۱۵۶۸ء مطابق بماہ شعبان ۹۷۵ھ ہجری میں وقوع میں آئی +

گو چتوڑ کا قلعہ فتح ہو چکا تھا لیکن پھر بھی رانا خود مختاری کا دم بھر رہا تھا۔ نو برس کے بعد اسکا بیٹا اور جانشین رانا پرتاب کو مل نیر اور گوگنڈا کے مضبوط مقامات سے بیدخل کرکے انڈس کے پار نکال دیا گیا +

اکبر کی وفات سے پہلے اس نے ایک نئے شہر کی بنیاد ڈالی جسکو اودے پور کہتے ہیں اور جہاں ابتک اسکی اولاد حکومت کر رہی ہے۔ اسکی اولاد اور راجاؤں کو دیکھکر خود بخود دہلی کے تخت کی مطیع ہو گئی اور جب تک بادشاہت قائم رہی طاعت و فرمانبرداری کا دم بھرتی رہی اس کے دو برس بعد اکبر نے رین تمبور کے مضبوط قلعہ پر قبضہ کر لیا اور پھر کالنجر فتح کر لیا سابق الذکر قلعہ پر اکبر نے بذاتِ خود حملہ کیا تھا اس قلعہ کی حدود جودھپور۔ مالدیو سے ملتی ہیں جودھپور کے بوڑھے رانا نے اکبر کی خدمت میں اپنے بیٹے کو روانہ کیا اکبر کو بُرا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

معلوم ہوا کہ وہ خود کیوں نہیں حاضر ہوا اسی خفگی سے رائے سنگھ والئے بیکانیر کو جودھپور دیدیا ابھی بیکانیر والے کا قبضہ ہوا تھا کہ بوڑھا رانا مر گیا اس کے بیٹے نے نہایت فرمانبرداری سے اطاعت کا دم بھرا اکبر نے اسپر بڑی مہربانی فرمائی۔ اور اسکو اسکے باپ کا ملک دیدیا ✠

یہاں سے اکبر نے اپنی عنانِ توجہ گجرات فتح کرنے کے لئے پھیری۔ بماہ ستمبر ۱۵۷۲ء مطابق جمادی الاول ۹۸۰ھ ہجری کو گجرات فتح کیا۔ گجرات فتح کرکے اکبر نے بنگال کے فتح کی تیاری کی یہ بہار کا ایک حصہ تھا۔ اسوقت داؤد یہاں حکومت کر رہا تھا۔ اس نے یہ وعدہ کرلیا کہ میں خراج دیا کرونگا۔ اکبر نے اس کے وعدہ پر توجہ نہ کی اور عین بارش کے موسم میں روانہ بنگال ہوا۔ داؤد بنگال چلا گیا اور باقیماندہ حصہ اکبر کے دست اقتدار میں آیا۔ اکبر نے اپنے ایک لیفٹنٹ کو داؤد کے تعقب میں چھوڑا اور آپ آگرہ واپس چلا آیا۔ اس عرصہ میں حکیم مرزا نے لاہور وغیرہ پر سلیمان والئے بدخشاں کی مدد سے قبضہ کرلیا تھا اور کابل پر اکبر کی سوتیلی ماں تصرف کئے بیٹھی ہوئی تھی۔ اپنی سلطنت حاصل کرنے کے چند برس بعد تمام سرکشوں کو نیست و نابود کردیا۔ پھر اکبر نے بنگال فتح کرکے اور تمام افغانی صوبوں کو اپنے قبضہ میں لاکر کشمیر کا رُخ کیا۔ جس رستہ سے اکبر کشمیر گیا تھا وہ رستہ ابھی تک چلتا ہے۔ غرض تمام ہندوستان پر اکبر کی پورے طور سے حکومت ہوگئی۔ اس نے ۵۱ برس تک بڑے جاہ و جلال سے سلطنت کی۔ تمام افغان تُرکی افغان کشمیر سے تبت تک اس کے قبضہ میں آگیا تھا۔ آخر ۱۳ اکتوبر ۱۶۰۵ء بمطابق ۱۰۱۴ھ ہجری کو اکبر کا انتقال ہوگیا ✠

مرتے وقت اکبر نے ایک شیریں ایڈریس دیا اور وہ یہ تھا کہ جو کچھ میں نے تمہارا قصور کیا ہے تم معاف کرنا۔ اور پھر اتحاد کی طرف اشارہ کیا کہ تم سب ملکر رہنا۔ پھر جہانگیر اکبر کے پیروں پر گر پڑا اور نہایت پھوٹ پھوٹ کر رویا ✠

اکبر نے اپنے بیٹے سلیم کو چھاتی سے لگایا اور کہا کہ میرے پُرانے دوستوں کی تو اپنے دربار میں وہ ہی عزت قائم رکھیو کہ جو میرے آگے ہے اور حرم میں تمام بیگموں کی وہ تنخواہیں جاری رہیں جو میرے سامنے ہیں۔ پھر اکبر نے ایک مُلّا کو جو شہزادہ سلیم کا بہت پیارا تھا اپنے پاس بلایا اور کہا تم گواہ رہنا میں مسلمان ہوں پھر اس نے یہ کلمہ پڑھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مگر مسٹر بلوچ مین اپنی کتاب صفحہ ۲۱۲ میں لکھتے ہیں کہ اکبر کا ایمان لانا مشتبہہ ہے غرض کچھ ہو اس نے سب کے روبرو کلمہ پڑھا اور پھر جان بحق تسلیم ہوا +

اکبر قوی ہیکل اور خوبصورت شخص تھا - پورٹوگیز جی سوئٹیس اکبر سے خود آکر ملا ہے - اسوقت اکبر کی عمر پچاس برس کی تھی وہ لکھتا ہے اکبر کا رنگ ایسا گورا تھا کہ جیسے یوروپین اور اسکا نقشہ بھی ایسا ہی اعلے درجہ کا حسین تھا - اس میں ذاتی قوت اور چالاکی بہت تھی - بچپن میں اکبر شراب خواری اور عیاشی میں مصروف رہتا تھا لیکن بعدازاں وہ انتہا درجہ کا متقی اور پرہیزگار بنگیا تھا - اکبر خاص خاص دنوں میں گوشت نہ کھایا کرتا تھا - بلکہ ایک برس میں تین مہینے بے گوشت ہی گذارا کرتا تھا - اکبر بہت کم سویا کرتا تھا یعنے چوبیس گھنٹے میں صرف تین گھنٹے - اور کبھی کبھی تمام رات فلسفیانہ مباحث میں بسر کر دیتا تھا - مذہبی فلسفہ اور سائنس کی بحثوں کا اسقدر شایق تھا - کہ عین جنگ کے وقت میں بھی وہ زیادہ تر ان ہی میں مصروف رہتا تھا - شب و روز کی جنگوں اور اندرونی چپقلشوں میں جو سلطنت کے ساتھ ہوتی ہیں اکبر پھنسا ہوا تھا مگر جس اطمینان اور شوق سے اسکے ہاں علمی مباحث ہوا کرتے تھے اسکے طبیعی اطمینان کا نقشہ کھینچتے ہیں +

اکبر کہا کرتا تھا کہ میری دل لگی اور تفریح ان ہی مباحث میں زیادہ تر ہوتی ہے - اکبر کو جانوروں کے لڑانے کا بھی بہت شوق تھا اور یہ عموماً ہاتھی وغیرہ جانوروں کا خود شکار کرتا تھا - یہ کبھی کبھی تین تین دن تک برابر پا پیادہ رستہ طے کرتا تھا - آگرہ سے اجمیر جو ۲۲۰ میل ہے دو دن میں پہونچتا - ایک ایک دن پا پیادہ چالیس چالیس میل رستہ طے کر لیا کرتا تھا - اکبر کی تاریخ پر اگر نظر ڈالی جائے تو بقول ایلفنسٹن صاحب بہادر تاریخ ہند صفحہ ۵۳۲ عجیب و غریب جرأت و شجاعت سے بھری ہوئی ہے - بایں ہمہ اکبر کو جنگ سے ایسا شوق تھا کہ وہ میدان میں بذات خود تلوار لیکر آجاتا تھا اور دشمنوں کو زیر و زبر کرتا تھا +

اکبر کے مذہبی خیالات کی بابت بہت کچھ باہمی مورخوں کے جھگڑے ہیں - تمام اسلامی مورخ اور عیسائی اکبر کو اسلام سے خارج کہتے ہیں اور یہ رائے دیتے ہیں کہ اکبر دہریہ ہوگیا تھا اسلئے دہریوں کو اسکی گورنمنٹ میں بڑا عروج تھا اور وہ عموماً باتیں بھی دہریہ پن کی کرتا تھا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یعنے آفتاب کی پرستش اور اپنے آپ کو سجدہ کرانا - مگر جب ایک غور بین نظر اکبر پر ڈالی جاوے گی تو معلوم ہوگا کہ اکبر کو چند ملانون نے بدنام کردیا تھا - اور یہہ اتہام کہ اکبر اپنے کو سجدہ کراتا ہے یہہ بھی ملانون ہی کی شرارت تھی - مشرق و مغربی شاہون کا یہہ قاعدہ پرانا تھا کہ جب کوئی دربار مین داخل ہو وہ تین بار سجدہ نما سلام کرے اس سے واقعی مذہب کو کچھ علاقہ نہین تھا - مذہب کیا ہے صرف روحانی قوئ کو مضبوط کرنا اور ان سے قابل نتائج حاصل کرنا ہے -

اس قسم کے ادب اداب سلطنت کے رعب اور دبدبہ کے لئے ضروری ہوتے ہین ان سبھی مذہبی پیرایہ مین شہنشاہ پر اتہام لگانا مورخ کے لئے بڑا ہی بدنما ہے - جب ملا گجراتی اکبر کی اس کیفیت سے آگاہ ہوے تو وہ بھاگ کر **عبداللہ خان** اوزبک والئے ترکستان کے پاس چلے گئے اور وہان اونہون نے یہہ باتین بنائین کہ چونکہ اکبر بے دین اور دہریہ ہوگیا ہے اس لئے مین نے اسکی سلطنت کو چھوڑ دیا اوزبک **عبداللہ خان** نے اکبر کو اپنے خط مین مذہب کا اشارہ کیا - اکبر نے اسے جواب دیا کہ ہم اپنے آبائی اسلامی مذہب پر قایم ہین جب لوگون نے خدا کو نہین چھوڑا یعنے اسکا بیٹا بنادیا اور پیغمبرون کو نہین چھوڑا اور ان کو جادوگر مشہور کیا پھر ہمین اگر بے ایمان یا بددین کہین تو کچھ تعجب کی بات نہین ہے - اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اکبر اپنے اسلامی دین پر قائم تھا مان کے مرنے پر داڑھی کا مُنڈوا دینا یہہ بات مذہب سے کچھ علاقہ نہین رکھتی تھی اسمین ایک بہت بڑی پالیسی چھپی ہوئی تھی جسکو مُلّا نے نہین سمجھ سکتے - بقول امام فخرالدین رازی یہہ صحیح ہے کہ سلطنت کو مذہب سے کچھ علاقہ نہین ہے اکبر نے اس کلیہ کو دکھا دیا تھا - اکبر سے بہتر صلح کل شہنشاہ ہندوستان مین نہین گذرا -

اکبر کی اسقدر شہرت ہے کہ اگر ایک کسان کی لڑکی سے دریافت کیا جائے تو وہ بتادیگا کہ اکبر شہنشاہ ہند تھا چند ہندو مورخون نے اکبر پر سخت سخت الزامات لگائے ہین مگر وہ قابل تحقیق ہین اور اس حیثیت کے نہین ہین کہ ان پر توجہ کیجائے تمام یورپ مین اکبر اور عالمگیر کی بہت شہرت ہے اور اکثر مورخون کو ان دونون اولوالعزم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شہنشاہون کے مقابلہ کرنے مین طبع آزمائی کرنی پڑتی ہے۔ بڑی بات یہہ تھی کہ اکبر پڑھا لکھا نہ تھا لیکن پھر بھی فلسفیانہ مباحث سے وہ ایک فاضل اجل کی طرح دلچسپی لیتا تھا سائنس پر اسے بڑا عبور تھا۔ اور یہہ عبور صرف اسکے دینی اور اخلاقی قابلیتون کے سبب حاصل ہوگیا تھا۔ پولٹیکل معاملات مین اسکی رائے اعلیٰ درجہ کی تھی اور جو کچھ وہ پیشین گوئی کرتا تھا ضرور پوری ہوتی تھی رحیم اور عادل بہت تھا۔ انسان کی قابلیت کی قدر کرتا تھا۔ وزیراعظم اس نے شیخ مبارک کے لڑکے کو کردیا تھا کہ جو نہ رئیس زادہ تھا اور نہ شاہی خاندان مین سے تھا۔

عہدہ دینے مین ذات اور حسب ونسب کی قید نہ تھی بلکہ لیاقت پوچھی جاتی تھی خواہ کسی مذہب اور فرقہ کا ہو اگر قابل نہین ہے وہ ہرگز اعلیٰ عہدہ پر ممتاز نہین کیا جاتا تھا۔ اسکے ہان اسکے بیٹون سے عہدہ مین زیادہ غیر شخص تھے اس سے پولٹیکل معاملات کی سمجھ اکبر کی ظاہر ہوتی ہے۔ اکبر ہمیشہ اپنے لوگون کو اپنا مقرب بناتا تھا کہ جو فاضل اجل ہوتے تھے اور جنہین مختلف علوم پر عبور ہوتا تھا۔

پادری برہمن ملا سب کو ایک نظر سے دیکھتا تھا اور ان از اوانہ باہمی جواب وسوال مین بھی رخنہ انداز نہوتا تھا۔ اسکا جنازہ آگرہ مین ایک خوبصورت سنگ مرمر کی عمارت مین رکھا گیا ہے۔

اکبر کی بیویان

جودہ بائی

یہہ حسین جمیلہ بیگم راجہ مالدیو والے کی لڑکی تھی اسکے حسن وجمال کے شہرہ نے اکبر کو اسکی طرف متوجہ کیا۔ یہہ بیگم جب تک سلیم نہ پیدا ہولیا اپنے آبائی مذہب پر رہی لیکن بعد ازان یہہ دین اسلام مین شریک ہوگئی تھی ساس کے حسن وجمال کی شہرت تو تھی ہی مگر اسکی شاعری اور شیرین کلامی نے اکبر کو اور بھی اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔ یہہ بھاشہ زبان کی شاعرہ بہت اچھی تھی اور خود اپنی ہی مرضی سے اکبر سے شادی کرنا قبول کیا تھا۔ جسوقت اکبر نے اپنی جنت بھیجی ہے تو راجہ بڑا ہی مذبذب ہوا کہ اگر صاف جواب دیتا ہون تو خرابی ہے، اور قبول کرتا ہون اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لڑکی راضی ہوئی نہوئی پھر بھی مشکل ہے سوچ سوچ کر راجہ نے اکبر کا پیغام اپنی لڑکی کو دیا۔ لڑکی معمولی عورتون مین سے نہین تھی بلکہ عقلمند اور ہوشیار تھی اس نے اپنے باپ سے اقرار کر لیا اور کہا کہ اگر مین انکار کرتی ہون تو اسکا نتیجہ تمہاری اور سلطنت کے لئے اچھا نہین ہے۔ اور اگر منظور کر لیتی ہون تو کچھ بُرائی نہین ہے۔ بڑی دیر کے مسورہ کے بعد راجہ نے اپنی لڑکی کی اکبر سے شادی کر دی۔

اس سے پہلے اکبر کی اور کئی بیویان تھین ان سے ہنوز کوئی نرینہ اولاد نہین ہوئی تھی۔ اکبر شب و روز اسی آرزو مین رہتا تھا کہ کسی طرح سے میرے ہان کوئی بیٹا پیدا ہو۔ فرزند نرینہ کی آرزو کوئی معمولی خواہش اور آرزو مین سے نہ تھی بلکہ اسکے تمام فلسفیانہ خیالات اور وہمی ہو کی صحبتین خیرباد ہو گئی تھین اکبر کی خواہش تھی خواہ کوئی صورت نکلے اور کوئی تدبیر ہو کسی طرح میرے ہان فرزند نرینہ پیدا ہو۔ اسی اثنا مین اکبر کو خبر لگی کہ آج کل ایک بزرگ شیخ سلیم قصبہ سیکری مین مقیم ہے وہ بہت بڑا ولی کامل جس کے لئے دعا کرتا ہے خدا اوسکی دعا قبول کرتا ہے اکبر کے مصاحب اس قسم کے تھے کہ اکبر کے دربار مین فقیرون کا دخل بھی نہ تھا بلکہ فقیرون کے خیالات اور طریق پر ٹھٹے اڑائے جاتے تھے ہان یہ صحیح ہے کہ اہل ہنود کے تصوف کو وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ باینہمہ فقیرون سے خوش اعتقادی کا خیال مطلق نہ تھا جب ضرورت نے زور ڈالا تو اب یہ خیال آنے لگا کہ شاید شیخ سلیم کی دعا سے میری مراد حاصل ہو اور فرزند ہونے کا کانٹا کلیجہ سے نکلے۔ پہلا اکبر نے ارادہ کیا کہ اپنے کسی معتمد خاص کو ان کی خدمت مین بھیجون لیکن آخر کار اپنی بیوی کی صلاح سے یہی مشورہ طے پایا کہ اکبر بذات خود شیخ سلیم کی خدمت مین حاضر ہو اور ان سے دعا تے فرزند کرائی۔ شیخ سلیم کو خبرداروں نے پہلے ہی خبر پہنچادی تھی کہ شہنشاہ اکبر تشریف لاتے ہین۔ یہ فقیر ایک غریب سا شخص تھا اسی تمام عمر مین بھی شاہون تو کیا رئیسون سے بھی ملنے کا اتفاق نہوا تھا اپنی معمولی حالت سے گذر کرتا تھا۔ جون ہی اسنے یہ خبر سُنی وہ تھرا گیا کہ شہنشاہ کیون تشریف لاتے ہین خبر نہین مین نے کیا قصور کیا ہے۔ مین تو ایک پردیسی شخص ہون نہ مجھے کسی سلطان سے غرض اور نہ شہنشاہ سے مطلب۔ مگر لوگون نے یقین دلایا کہ بادشاہ حسن عقیدت کی وجہ سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آتا ہے آپ ذرا ادب اداب اور تہذب سے ملیے گا۔ یہ بیچارہ سیدہا سادہ شخص شہنشاہ کی آمدآمد کی خبرین سن سنکر دہلنے لگا کہ دیکھئے کیونکہ نبڑتی ہے یہانتک کہ اکبر شاہ شاہصاحب کی خدمت مین پہنچے شیخ سلیم دیکھتے ہی اُٹھ بیٹھا دوستانہ معانقہ کیا اور اپنے کھجور کے بورئے پر بٹھایا۔ اکبر نے شاہ صاحب کے ہاتھون پر بوسہ دیا اور ادھر ادھر کی باتین کرکے یہ کہنے لگا مین یہان آپ کی خدمت مین صرف اسلئے حاضر ہوا ہون کہ آپ مستجاب الدعوات ہین دعا کیجئے کہ فرزند نرینہ جیتا جاگتا میرے ہان پیدا ہو اور وہ پروان چڑھے شیخ نے دعا مانگی اور کہا بابا تیرے ہان فرزند پیدا ہوگا مگر چند شرطین مین کرتا ہون پہلی شرط تو یہ ہے کہ یہان تو شاہی عمارات بنوادے۔ دوسرے جب تیری بیگم اور فلان بیگم کو (سلیم کی مان کی طرف اشارہ تھا) پورے دن لگین یعنے زمانہ حمل ختم ہوجاوے تو میرے چھوٹے سے جھونپڑے مین بچہ پیدا ہو اور اسکا نام میرے نام پر رکھا جائے اکبر نے اپنے ہان فرزند پیدا ہونے کی بشارت مین فقیر کی کل ہدایتین منظور کرلین اور عرض کیا کہ مین عمارات کے بنانے کا تو ابھی حکم کرتا ہون اور یہ باقیماندہ ہدایتین وقت پر پوری کی جاوین گی۔ کئی ہزار اشرفیان فقیر کے حکم سے مساکین اور غربا کو دی گیئن۔ فقیر نے چونکہ یہ بشارت دی تھی کہ راجہ مالدیو کی لڑکی کے ہان تیری خواہش کے بموجب فرزند نرینہ پیدا ہوگا اسلئے یہ خوشی بیگم صاحبہ کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی تھی۔

اکبر کی محبت شب و روز اپنی بیگم پر زیادہ ہونے لگی۔ خدا کی شان سے حمل رہکر پورے دن لگے یہ بھی عہد تھا کہ اگر میرے ہان فرزند وارث تاج و تخت پیدا ہوگا تو مین پاپیادہ خواجہ معین الدین چشتی کے مزار پر جاؤنگا۔ فقیر کے جھونپڑے کے آگے بچہ پیدا ہونے سے کچھ دن پہلے شاہی خیمے نصب ہوگئے۔ فقیر نے اپنا چھوٹا تمبو کھڑا کردیا اسمین شہنشاہ بیگم اُتاری گیئن۔ الغرض ۹۷۷ھ ہجری چودھوین سال جلوس کو جہانگیر پورے چار بجے صبح کے پیدا ہوا۔ اکبر اور اکبر بیگم کی خوشی کا عالم کچھ بیان نہین ہوسکتا۔ سیکری مین سلیم کے پیدا ہونے سے پہلے ہی شاہی عمارتین بن گئی تھین اکبر نے فقیر کی ہدایت کے بموجب فرزند کا نام سلیم فقیر کے نام پر رکھا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اکبر نے اپنا دار الخلافۃ آخرکار فتحپور سیکری کو بنا لیا۔ فتحپور سیکری سے اجمیر پاپیادہ حسب وعدہ خواجہ معین الدین چشتی کی درگاہ پر پہنچا یہ درگاہ ایک سو دو مائل سیکری سے ہے۔ پہلے اس درگاہ کی نہ تو اتنی رونق تھی نہ اسکے گرد چاندیکا کٹہرہ تھا یہ سب اکبر ہی نے جاکر بنوا دیا تھا۔ اکبر کی یہ بیگم یعنے والدہ سلیم جلال الدین شیروانی لکھتا ہے کہ مسلمان ہوگئی تھی مگر ویلر اپنی تاریخ ہند صفحہ ۱۰۹ مین تحریر کرتا ہے کہ جتنے راجپوت لڑکیان اکبر کے ہان تھین سب مرتے دم تک اپنے آبائی مذہب پر قائم رہین ان کی پرستش کے لئے محل مین بُت وغیرہ رکھّے رہتے تھے اور یہ بازادی بتون کی پرستش کرتین۔ یہ بات تو کسیقدر صحیح معلوم ہوتی ہے کہ ہر رانی کے لئے پوجا کرانے یا سنسکرت پڑھانے کے لئے کئی بوڑھے برہمن ستّر ستّر اسی برس کے مقرر تھے چنانچہ جو برہمن کہ سلیم کی مان کو سنسکرت پڑھاتا تھا اسکا نام رامانند تھا لیکن جلال الدین شیروانی نے لکھّا ہے کہ یہ رامانند وہ برہمن تھا جس نے سلیم کے نانا کو پڑھایا تھا۔

سلیم کو کئی مہینے تک خود رانی نے دودھ پلایا۔ سلیم کی مان اس امید پر کہ میرا ہی بچہّ اکبر کے بعد وارث ہند ہوگا بڑی ہوشیاری اور حفاظت سے اپنے بچہّ کی پرورش کرتی تھی اور اسکو پانچ چھ مہینے کی عمر سے ادب آداب اور کچھ کچھ تہذیب کا سبق دینے لگی تھی۔ اکبر بھی اپنے بچے سلیم کی ہر ہر بات پر جان دیتا تھا۔

چونکہ سلیم کی مان اول ملنبر کی خوبصورت اور صاحب حُسن تھی اسلئے سلیم بھی چاند کا ٹکڑا پیدا ہوا۔ یہ کل مورخونکا اتفاق ہے کہ مغلیہ خاندان مین جہانگیر سے بہتر اور کوئی پادشاہ خوبصورت نہین ہوا۔ جلال الدین شیروانی سلیم کی مان کی نسبت لکھتا ہے کہ یہ شراب نوشی مین اکثر مخمور رہتی تھی۔ اور کسی مورخ نے یہ حال نہین لکھّا ہے صرف جلال الدین شیروانی ہی تحریر کرتا ہے کہ یہ مے خوار بہت تھی۔ اکبر کی اور بیویون کی طرف ویلر نے بھی مے خواری کا اشارہ کیا ہے مگر یہ بات سمجھ مین نہین آتی۔ شراب چاہے دراصل اکبر کے زمانہ مین بُری نہ سمجھی جاتی ہو مگر شراب پینا یہ تو سخت بے ادبی ہے اور ہر معمولی شرفا کی حلقون مین بھی خلاف تہذیب ہی ثابت ہوا ہے۔ جب سلیم کی مان کا اُستاد پنڈت مر گیا تو کچھ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

زمانہ تک بہیر بل نے اسے تعلیم دی۔ سلیم کے بڑے ہونے پر اسنے پڑھنا پڑھانا چھوڑ دیا اور اب اپنے بیٹے کی تعلیم و تربیت مین مصروف ہوئی۔

ہر چند اسنے کوشش کی کہ سلیم اپنے نانا کے مذہب پر آجاوے تو اکبر کے بعد یہ مغلیہ سلطنت راجپوتون کی سلطنت ہو جاتے گی۔ مگر یہ مراد اس کی بر نہ آئی اور سلیم بہت جلد مرزا عبدالرحیم خانخانان کی اتالیقی مین دیدیا گیا جو بڑا ہی پکا مسلمان تھا اور جس نے ہمیشہ اپنی مذہبی اصول ہی مدنظر رکھے۔

سلیم کے پیدا ہونے سے یہ بیگم گویا ممتاز بیگمون مین سے شمار ہوتی تھی بادشاہ نے اسے راحت جان خطاب دیا تھا اس خطاب نے کچھ شہرت نہین پائی۔ اکبر کو زیادہ محبت اس سے یون بھی تھی کہ بعض بعض راجپوتون کے معاملہ مین اسے مشورہ دیا کرتی تھی اور اپنی صائب رائے سے اندیشون اور تفکرات کی اکبر کی بہت کچھ مدد کرتی تھی بہیر بل کے لطیفہ پر لطیفہ اور شعر پر شعر ہی بیگم کہا کرتی تھی۔ جتنی باتین اسمین تھین وہ ایسی ہی تھین کہ اکبر گھنٹا بھر کا بیٹھا ڈیڑھ اور دو گھنٹے بیٹھا تھا شمشیر بازی اور تیر اندازی مین بھی خوب مشاق تھی گولی سے چھوٹے چھوٹے پرند اڑا دیتی تھی۔ ایکدن ایک بلند درخت پر دو چھوٹے چھوٹے پرند بیٹھے ہوئے تھے یہ لعلون سے بھی چھوٹے تھے اکبر نے کہا اگر تم ایک پرند کو جو بائین طرف بیٹھا ہے اڑا دو تو تمہاری نشانہ بازی معلوم ہو۔

سلیم کی ماں نے فوراً بندوق اوٹھالی اور اوسی پرند پر داغی جس کا نشانہ اکبر نے بتایا تھا۔ اکبر بہت خوش ہوا اور اوسیوقت بہرام خطاب دیا سلیم کی ماں نے کہا بہرام خطاب تو مردونکا ہوتا ہے مجھپر یہ زیب نہین دیتا۔ اکبر نے جواب دیا تم کیا بہرام سے کم ہو مرد نہ سہی مردون کی صفت تو تم مین موجود ہے یہ بھی یاد رہے کہ بہرام نشانہ بازی ہی مین بہت مشہور تھا۔ اسی لئے وہ قصہ کہانیون مین بیان کیا جاتا ہے۔

جلال الدین شیروانی نے سلیم کی ماں کی حسن کی بڑی تعریف کی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ایسی خوبصورت رانی سے شادی کر کے اکبر اپنے کو خوش نصیب کہا کرتا تھا۔ یہ بیگم اکبر سے پورے گیارہ برس اور تین مہینے چھوٹی تھی یعنے سنہ ۱۵۵۳ع مین پیدا ہوئی اور عین شباب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے عالم مین اسکی شادی اکبر سے ہوئی جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے - مروت اور سخاوت مین بے مثل تھی دیتے وقت نہ ہندو سے غرض ہوتی تھی نہ مسلمان سے اسکی کل خواہین لونڈیان باندیان چیلیان اس سے بہت خوش تھین اور اسپر جان نثار کرتی تھین - کیئی درجن تو وہ چیلیان تھین کہ جو اپنے باپ کے ہان سے لیکر آئی تھی اور کیئی درجن شاہی خواصین تھین - کھانا (ہمیشہ مسلمان ہونے کے بعد بھی) چوکا ہی لگوا کر کھاتی رہی ہان پوشاک کا طریقہ بالکل مسلمانی تھا -

جودہ بائی کے انتقال کی صحیح تاریخ نہین معلوم لیکن ہان لوٹ صاحب کی تحریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جودہ بائی احمد نگر کی فتح کے بعد ۱۶۱۳ء مین عالم بقا کو سدھاری تھی - جب جودہ بائی والئے جودھپور کی لڑکی اور اودے سنگھ کی بہن سلیم کی مان کا انتقال ہوا تو اکبر نے حکم دیا کہ تمام شہر ماتمی لباس پہنے اور نائیون کو حکم ہوا کہ ایک ایک راجپوت کے گھر جا کر بھدرا کیا جائے - یہ پالیسی اکبر کی نہ صرف مسلمانون کو بلکہ کیقدر ہندون کو بھی ناگوار گذری -

بھدرا کرانے کا طریقہ یہہ ہندؤنکا ہی نہین ہے بلکہ مصر و یونان مین بھی یہی طریقہ برتا جاتا تھا - ان ممالک مین ہندوستان سے بھی زیادہ یہانتک غلو تھا کہ گھوڑون کی ایال تک اُڑوا دیتے تھے - بھدرا کرانے سے غرض یہ ہے کہ ماتم کی پوری صورت بنجائے - نائی مختلف سردارون کے مکان پر پہنچے کیئی سردارون نے تو کان دبا کر اپنا بھدرا کرالیا اور بعض نے کیقدر بھدرا کرانے سے تامل کیا اور ایک عرضداشت شہنشاہ کی خدمت مین بدینمضمون بھیجی کہ حضور کے حکم سے ہمین کسی طرح چارہ نہین ہے لیکن ہم ہندو ہونے پر بھی اپنے بزرگون کے مرنے پر بھدرا نہین کرتے جن لوگون نے کہ اپنا بھدرا نکرانا چاہا یہہ راجپوت قوم ہرا مین سے تھے ان کے ہان یہہ رسم نہ تھی کہ کسی کے مرنے پر اپنی موچھون کو اور ڈاڑھی کا صفایا بلوائین راؤ بھوج ان راجپوتونکا سردار تھا کہین اسنے نائی کے ساتھ سخت کلامی کی اور کہا کہ ہم ہرگز اپنی ڈاڑھی مونچھ نہین منڈائینگے ہماری جان کے ساتھ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

داڑھی مونچھین ہین۔ راؤ بھوج کا صرف اسقدر کہنا غضب ہوگیا اور لوگون نے اس سے وہ چند زیادہ اکبر کی خدمت مین عرض کیا کہ اس نے بڑی گستاخی کے کلمے کہے ہین۔ یہہ سنتے ہی اکبر کو غصہ آگیا اور کہا کہ ابھی راؤ کے ہاتھ پاؤن باندھ لاؤ۔ یہہ راؤ بھوج نے گجرات و احمدنگر کی فتوحات مین اکبر کی بہت مدد کی تھی اور حق نمک پورا ادا کیا تھا اسے اپنی بہادری اور اپنی قوم کی یکجہتی پر بہت بڑا ناز تھا۔

جون ہی اس نے سُنا کہ اکبر نے میرے لئے یہہ حکم دیا ہے وہ بگڑ گیا اور اس نے اپنے راجپوتون سے ملکر کہا کہ پابزنجیر جانے سے قتل ہی ہوجانا بہتر ہے۔ سب راجپوت بھڑک اوٹھے اور وہ شمشیر بدست ہوکر آمادہ بغاوت ہوگئے۔ **ابوالفضل** نے موقع پاکر عرض کیا کہ راجپوتون کی یہہ صورت ہے مفت مین وہ خیرخواہ سلطنت اور نمک حلال قتل کئے جائینگے کہ جو حضور کے پسینہ کی جگہ خون بہانے کو موجود ہین اور جنہون نے گجرات احمدنگر مین بڑی بڑی کارنمائیان کئے ہین بہتر ہوگا اگر حضور راؤ کا قصور معاف کرکے بعزت اس کو دربار مین طلب فرمائین۔

اکبر اپنی اسی طیش بھری آواز مین۔ مین ان سرکشونکا ابھی بیج تک کا ناس کردونگا تاکہ انہین بھی سرکشی کی قدر معلوم ہو۔ ابوالفضل: یہہ حضور بندگان عالی درست ارشاد فرماتے ہین لیکن سرکشی نہین ہے بلکہ وہ ناز ہے جو بچے اپنے والدین پر کرتے ہین۔ یون ہی بڑی دیر تک ابوالفضل اور اکبر کے باتین ہوتی رہین آخر بعزت اکبر دربار مین بلانے پر راضی ہوا راؤ بھوج دست بستہ حاضر ہوا اور اس نے بڑی معذرت کی قصور معاف ہوگیا۔

اکبر نے اپنی پیاری بیوی جودہ بائی کی یادگار مین ایک بہت بڑا قیمتی مقبرہ بنوایا وہ آگرہ مین اُس جگہ پر ہے جہان آجکل گورون کی قواعد ہوتی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ سنہ ۱۸۵۷ع کو ہمارے ہر دلعزیز کفایت شعار گورنمنٹ انگلشیہ نے اس کے قیمتی منقش تعویذون کو اُکھڑوا کر فروخت کرواڈالا۔ اور اوسپر طرہ یہہ ہوا کہ خاص قبر کی جگہ کو سپاہیون کی ایکسرسائز کے ہتے سرنگ لگواکر اڑوا دیا افسوس ہے کہ گورنمنٹ کو مطلق خیال نہ آیا کہ شہنشاہ اکبر کی ممتاز بیگم اور شہنشاہ جہانگیر کی والدہ ماجدہ کی یہہ بیعزتی کی گئی کہ اسکی ہڈیان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور خاک تک اکھڑوا کر پھینکوا دی برخلاف اکبر کے کہ اس نے اپنے خاص دار الخلافہ مین اپنے روپیہ سے گرجا بنوایا اور کوئی ممانعت انجیل پڑھنے کی نہ کی۔ یہہ حسرت ناک واقع ہمیشہ تاریخ کے صفحہ کو سیاہ رکھے گا اور اس الزام سے ہماری گورمنٹ کبھی بری نہوگی کہ اسے شہنشاہان سابقہ کی کچھ بھی عزت کرنی نہین آتی۔

جسوقت جودہ بائی کا انتقال ہوا ہے اکبر پر حالت غشی طاری ہوگئی ادہر جہانگیر نے ماتم شروع کیا اور ادہر بوڑھے اکبر پر یہہ آفت۔ جہانگیر نے اپنی مان کے چھپر کھٹ کو پکڑ لیا اور کہا اماجان مین بھی تمہارے ساتھ دفن ہونگا۔ جہانگیر اپنی پیاری مان کے جنازہ کے ساتھ پاپیادہ مدفن تک گیا چالیس دن ہوش نہ آیا۔ اپنا تاج سر پر سے اتار کر پھینکدیا اور کہا مجھے خوشی تاج پوشی کی اسوقت ہوتی کہ جب میری پیاری مان زندہ رہتی۔ دس دن تک تمام سلطنت کی عدالتین بند رہین یعنے جس جس شہر مین خبر ہوتی گئی سرکاری حکم سے دس دس دن تک عدالتین بند رہین۔

مسٹر مل مین نے جودہ بائی کی بابت مفصلہ ذیل نوٹ دیا ہے۔ چونکہ یہہ دلچسپ ہے اسلئے درج کیا جاتا ہے مل مین صاحب اپنی کتاب سیاحت ہند صفحہ ۱۵۹ مین تحریر فرماتے ہین ہمین زیبا ہے کہ جب ہم کسی غیر ملک کی خاتون یا غیر خاتون کی طرز معاشرت پر قلم اٹھائین تو ہمارا فرض ہے کہ ہم انصافاً اسکی صفات اور معائب پر نظر ڈالین یہہ نہین کہ متعصب مورخون کی طرح ہماری آنکھین صفات کی طرف سے توانذھے ہوجائین اور اس کے معائب ہی پر قلم فرسائی کرین۔

چونکہ مجھے جودھ بائی کی کیفیت کسیقدر تشریح کے ساتھ معلوم ہوئی ہے اسلئے مین اس کی بابت اپنی رائے ظاہر کرتا ہون۔ جودہ بائی جسکی پرورش ایک ایسے مقام مین ہوئی تھی کہ جہان سوائے چند سردارون کی عصمت پناہ لڑکیون اور مہربان مان کے کوئی نہین تھا۔ مالدیو نے جسکی بہادری اور شجاعت کی دھاک اس زمانہ مین جانباز راجپوتون کے حلقہ مین بڑے شوق سے بیان کیجاتی تھی اپنی پیاری لڑکی جودہ بائی کو کبھی اور رانیون کی طرح محل سے باہر نہ نکالا اور سوائے تھوڑی سی سنسکرت کے اور کچھ نہ پڑھایا۔ ہان محل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہی مین گھوڑے پر چڑھنا نیزہ بازی کرنا تیر کا نشانہ لگانا یہہ تو عمر ہی مین تعلیم کر دیا گیا تھا۔ فطری طور اُسے شاعری سے حصّہ ملا تھا۔

آٹھوین دن مشاعرہ کے طور پر اپنے محل مین ایک جلسہ کرتی تھی جسمین تمام سردارون کی رانیان بلائی جاتی تھین۔ کھانا کھانے کے بعد اپنی غزلین سُنایا کرتی تھی۔ اسکی عادتین سادہ اور بے لوث تھین یہہ ہمیشہ اپنی مذہبی عبادتون مین اپنا زیادہ وقت صرف کرتی تھی۔ راجہ بالدیو اپنی بیٹی کی اس شائستہ حالت پر جان سے فدا تھا۔ وہ اس کے حکم مین ایسا چلتا تھا کہ جیسے ایک فرمانبردار نوکر سچے سرپرست آقا کی تابعداری کرتا ہے۔

جودہ بائی نے اپنی ماں کے مرنے پر ایک دردناک نظم موزون کی تھی جو جیسی پر اثر تھی اسیقدر رولا دینے والی اور جگر کے شق کرنے والی تھی۔ اسکے ہندی اشعار جسمین سوائے فطرت کی خوبیون کے دکھانے اور معمولی الفاظ استعمال کرنے کے اور کچھ نہوتا تھا شہر کے اکثر بچے عورتین گایا کرتی تھین ہر تہوار پر اپنے ہاتھون سے ہزار ہا روپیہ تقسیم کر دیا کرتی اور غربا مساکین یتیمون کی پرورش مرعی رکھتی تھی۔

یہانتک کہ اپنی عالی طبیعتی اور غربا نوازی پر یہہ عوام الناس مین اوتار مشہور ہو گئی۔ اکبر سے شادی ہونے کے پہلے اس خاتون نے ایک خواب دیکھا جسکا مضمون حسب ذیل ہے ہے اور جسکو پورے طور سے ملمین صاحب نے بیان کیا ہے۔

جودہ بائی نے دیکھا کہ مین اپنے محل مین بیٹھی ہوئی ہون۔ یکایک مجھے خیال آیا کہ یہہ پرند بلند پروازی کرتے پھرتے ہین اور کس آسانی سے کرہ باد مین تیرتے پھرتے ہین کاش مجھے بھی یہہ قوت ہوتی تو مین بھی خوب آسمان کی سیر کرتی جون ہی یہہ خیال آیا فوراً جودہ بائی بھی کہین کی کہین پہنچی مگر آسمان پر اندھیرا اور اس تاریکی مین کیفیت سیاحی آسمان نہ آتی تھی۔ تھوڑی دیر تک تو اسی تاریکی مین اُڑتی رہی لیکن اسی اثنا مین اسنے دیکھا کہ میرے پہلو سے ایک چاند نکل کر بلندی پر چڑھنے لگا۔ رفتہ رفتہ وہ چاند بلند ہوتا گیا اور آخر یہانتک ہوا کہ اسکی روشنی دور دور افق پر پڑنے لگی ہنوز اس سے جودہ بائی فیضیاب ہوئی تھی کہ از خود اڑنے کی قوت جاتی رہی اور جودہ بائی نیچے آرہی۔ پھر جودہ بائی کی آنکھ کھل گئی جودہ بائی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نے اپنے باپ مالدیو کو بلا کر یہہ کیفیت بیان کی اس نے بوڑھے پنڈتون سے تعبیر پوچھی۔ انہون نے بڑی دیر کے فکر کے بعد یہہ جواب دیا جو کچھ آپ کی صاحبزادی جودھ بائی نے دیکھا ہے اسکا مطلب یہہ ہے کہ اسکی شادی غیر قوم سے ہوگی اور وہ شخص آپ سے عزت و رفعت مین زیادہ ہوگا۔ اور پھر اسی شخص سے رانی صاحبہ کے ہان لڑکا پیدا ہوگا جب اس کے مالک تاج و تخت ہوتے کے دن آئین گے رانی صاحبہ ٹرگباشی ہوجائین گی۔ یہہ سنکر راجہ مالدیو کو بڑا تعجب آیا نہ یہہ ہوسکتا ہے کہ برہمنون کا کہنا جھوٹ سمجھتے اور نہ یقین ہی کرنے کو دل چاہتا تھا۔ اسی تذبذب مین تھا کہ اکبر کی نسبت آئی اور شادی ہوگئی۔

طلمین صاحب لکھتے ہین کہ جودھ بائی اکبر کی کل اینون مین حسین اور جمیل تھی۔ یون تو اکبر کے محل مین صدہا رانیان اور بیگمین تھین مگر جودہ بائی اپنی طرز مین نرالی تھی۔ اسکا تبسم اسکی تیوری چڑھانی اسکا چلنا اسکا گفتگو کرنا سب تعریف کے قابل تھا۔ اکثی بت مثلاً گنیش جی مہادیو جی وغیرہ کی مورتین اسکی پرستش کے لئے محل مین رکھی رہتی تھین اکبر کسی مذہبی بات مین دست اندازی نکرتا تھا۔ طلمین صاحب یہہ بھی لکھتے ہین کہ ہندوانی رسمین مسلمانون کے ہان ہندوستان مین آکر بڑھ گئی ہین یہہ سب اسی سبب سے زیادہ ہوئی ہین کہ مسلمان شاہون کے ہان رانیان تھین وہ اپنے سب تہوار ہندوانی کیا کرتی تھین اسلیے عوام کی عورتونمین گو وہ مسلمان تھین یہی ہندوانی رسمین جاری ہوگئین ہر مورخ نے اس بات کا افسوس کیا ہے کہ جودھا بائی کی انگریزی سلطنت مین افسوس یہہ ہے کہ خاک اور ہڈیان تک اکھیڑ کر پھینکدی گئین اور اسکی قبر کے تعویذ اکھڑوا کر فروخت کروا ڈلے۔ حیف صد حیف۔ فقط۔

اکبر کی دوسری بیگم

سلیمہ سلطانہ

یہہ بیگم حسن خان میواتی کی بھتیجی تھی (سلیم کی مان سے پہلے اس سے شادی ہوئی تھی) حسن خان میواتی بہت بڑا بہادر جاگیردار تھا اسکا دارالسلطنت جوار تھا بادشاہ نے اسکی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بھتیجی کی درخواست کی۔ اس نے شہنشاہ کی درخواست منظور کر لی۔
اور بطرز احسن نکاح ہو گیا۔ یہہ لڑکی سوائے میواتی بولی کے اور کچھ نہ جانتی تھی بادشاہ کو ایسی جاہل کندہ ناتراش لڑکی کی صحبت ناگوار گذری۔ مگر اسکی غریبی اور حسن نے بادشاہ کو اپنے اوپر فریفتہ کر رکھا تھا۔ آخر بادشاہ نے عبداللہ سلطان پوری کو جو افغانی شاہون کے زمانہ مین شیخ الاسلامی کا خطاب رکھتا تھا اور اکبر نے مخدوم الملک کا خطاب عطا کیا تھا اور جسکی عمر اسی کے پیٹے مین پہنچ چکی تھی معلم مقرر کیا۔ اور تاکید کر دی کہ سلیمہ سلطانہ کو علاوہ کتابی تعلیم کے زبانی تعلیم بھی دی جائے اور تہذیب و اخلاق آداب شاہی کے تمام قواعد سکھائے جائین۔

عبداللہ سلطان پوری جس نے بعد ازان اکبر پر فتوی کفر کا لگایا تھا۔ سلیمہ سلطانہ کی تعلیم مین مشغول ہوا۔ یہہ ملا بہت پرانا اور فاضل اجل تھا اس نے زمانہ کا بڑا سرد و گرم دیکھا تھا۔ اسے طریقہ تعلیم مین بھی خوب درک تھی۔

اول سے اسنے پڑھانا شروع کیا گو یہہ میواتن تھی لیکن پھر بھی ذہین اور طباع تھی چند برس مین خاصی تعلیم حاصل کر لی زبان بھی درست ہو گئی اور ادب آداب شاہی مین بھی خوب طاق ہو گئی۔ اکبر دن بدن سلیمہ سلطانہ پر فریفتہ ہوتا جاتا تھا۔ وہ بات ہی نہین رہی وہ زبان وہ طرز گفتگو وہ معاشرت سب مین فرق آگیا۔ ہوتے ہوتے یہانتک نوبت پہنچی کہ مشیر السلطنت کا خطاب عطا کیا گیا۔

سلیمہ سلطانہ مین علاوہ اور خوبیون کے ایک یہہ خوبی بہت بڑی تھی کہ اپنے ہمعصر شاہی بیگمات سے وہ ربط ضبط پیدا کر لیا تھا کہ سب سلیمہ سلطانہ کی حقیقی دوست بن گئی تھین۔ اور اس سے بمحبت پیش آتی تھین خصوصاً سلیم کی مان سے بہت کچھ ربط و ضبط تھا سلیم سلیمہ سلطانہ اپنی سوتیلی مان کے پاس آکر اکثر کھیلا کرتا تھا۔ یہانتک کہ اپنی سگی مان سے بھی زیادہ سلیمہ سلطانہ کا آداب اور اوسکی محبت کرنے لگا۔ کئی واقعے اسکی زندگی مین بڑے نامی گذرے ہین پہلا واقع تو یہہ ہے کہ جب مولوی عبداللہ نے پوشیدہ اکبر پر فتوہ کفر دیا اور بعد ازان وہ معتوب ہوئے تو پریشان و خستہ عبداللہ خان اوزبک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پاس چلے گئے یہان صرف اس جرم مین کہ انہون نے جاتے وقت کوئی اجازت نہین لی انکا مال و اسباب اور مکان قرق ہوگیا تھا۔ سلیمہ سلطانہ کو مدت کے بعد اپنے شفیق اوستاد کی یہہ خبر معلوم ہوئی سلیمہ سلطانہ رونے لگی اور کہا کہ بڑھاپے مین کمبخت نے ناحق جلا وطنی اختیار کی اب یہہ شب و روز اسی فکر مین رہنے لگی کہ کون سی تدبیر ہو کہ وہ بوڑھا معلم پھر ہندوستان آوے اور وہی خطاب مخدوم الملک کا اسکا بحال ہوجاوے یہہ سوچ ہی رہی تھی کہ بذریعہ چند تاجرون کے ایک فدویت نامہ سلیمہ سلطانہ کی خدمت مین آیا اسکا مضمون مفصلہ ذیل ہے۔ مخدومہ مکرمہ معظمہ عفت پناہ سلیما سلطانہ۔ مین نہین کہہ سکتا کہ آیا میری برگشتہ بختی کی خبر آپ نے گوش گذار فرمائی یا نہین گو عبد اللہ خان اوزبک والئے توران کے دربار مین وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہون لیکن ہوائے ہندوستان ہے جو ہر وقت دل مین موجزن ہوتی رہتی ہے میرا یہان لمحہ لمحہ تکلیف مین گذرتا ہے گو مین اپنی عمر کا زمانہ طے کر چکا ہون اور مین جانتا ہون کہ اس دار فانی مین چند روز کا مہمان اور ہون پھر بھی یہہ مجھے گوارا نہین ہے کہ میری عمر کا سب سے چھوٹا یا قیماندہ حصہ غیر ملک اور غیر آب ہوا مین صرف ہو اور مین ترکی افغان سرحدون کے پہاڑون مین اپنی مٹی خراب کرون مجھے آپ سے بہت بڑی امید ہی کہ مین اپنا مالوفہ وطن ان اشتیاق بھری آنکھون سے دیکھونگا اور پھر حضور شہنشاہ کی زیارت نصیب ہوگی۔ فقط۔

جونہی یہہ عرضی یا فدویت نامہ سلیمہ سلطانہ کو پہنچا وہ اور بھی روئی اس نے شب کو نہایت ادب سے کچھ تمہیدی باتین کرکے اکبر کی خدمت مین پیش کی۔ اکبر فطری طور پر رحیم اور قدردان تھا سلیمہ سلطانہ سے کہنے لگا کہ اگر مخدوم الملک بغیر اس عرضی بھیجنے کے بھی آگیا ہوتا مین اسکی وہی عزت کرتا کہ جیسی کیا کرتا تھا۔ یہہ اسکی نری غلطی تھی کہ مجھپر یہہ الزام عاید کیا اور پھر بغیر میری اجازت کے ہندوستان چھوڑ دیا۔ آیندہ اسے خیال رہے کہ پھر ایسی بیہودہ باتین جن سے میری ذات پر نہین بلکہ سلطنت پر برا اثر پڑتا ہے نکرے اور اپنے خیالات کو اپنے ہی ساتھ رکھے اور دوسرون کو ان کے مطیع ہونے پر مجبور نکرے اسکو ان باتون سے کیا غرض عیسے بدین خود موسی بدین خود جو کچھ اس نے میری نسبت اوزبک کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہا ہے مجھے اسکی شکایت نہین ہے بلکہ اس خیال کی شکایت ہے جو ایسی بیجا باتون کے کہنے کا اس کے دل مین آیا تم اسکا جواب لکھو اور بوڑھے مخدوم الملک کو بلا لو- اس کا وہان رہنا مجھے بھی ناگوار معلوم ہوتا ہے- وہ بہت بڑا فاضل ہے مگر ملّانے پن نے اسے بالکل کھو دیا- باینہمہ وہ قدر کے قابل ہے اور اس کا باہر رہنا ہمین تکلیف دیتا ہے-

یہہ کہکر اکبر چلا گیا سلیمہ سلطانہ بہت خوش تھی اکبر کی اس قدردانی پر ہزار دل سے آفرین کرتی تھی کہ اتنے بڑے قصور کے بعد بھی اپنا شوق ملاقات ظاہر کیا اور یہہ الفاظ فرمائے کہ ہمین اسکا ہندوستان سے باہر رہنا تکلیف دیتا ہے-

سلیمہ سلطانہ نے فوراً ایک نامہ مولوی عبداللہ سلطانپوری کے نام لکھا جس کا ترجمہ مسٹر اسٹوارٹ بیلی کتاب سے درج کیا جاتا ہے- وہو ہذا-

مخدوم و مکرم حضرت شیخ مولانا عبداللہ سلطان پوری

شعر پند حکیم عین صواب است و محض خیر ۔ فرخندہ بخت آنکہ بسمع رضا شنید۔ مجھے کمال خوشی ہوئی کہ آپ نے دوبارہ ہندوستان واپس آنے کا قصد کیا بڑی خوبی کی بات ہے کہ نمک اکبری نے مقناطیسی کشش دکھائی اور آپ کو ادھر مائل کیا- جب آپ ترکی افغان تشریف لے گئے ہین تو مجھے مدت کے بعد یہہ کیفیت معلوم ہوتی-

آپ کی تشریف بری کے اصلی اسباب تو دریافت نہین ہین لیکن غالباً یہہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرت ظل اللہ نائب و خلیفہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم والیے ہندوستان جنّات نشان کیخدمت عالی مین ناشایستہ الفاظ استعمال کرکے ان کو کسیقدر اشاعت بھی کیا اول تو یہہ آپ جیسے بزرگ سے امید نہین ہے اور اگر خدانخواستہ یہہ صحیح ہے کہ آپ ہی اس ناقابل امر کے فاعل ہین تو یہہ بدنامی آپ ہی تک محدود نہین ہو سکتی بلکہ اسکا اثر کل فرقہ علما پر ایسا ہی پڑ سکتا ہے کہ جیسا آپ پر- یہہ مانا کہ دربار مین ہر مذہب کے مقتدی کو ایسی ہی آزادی ہے کہ جیسے مسلمانون کے مقتدی کو پھر یہہ کوئی خلاف اسلام امر نہین ہے اگر یہہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ آپ کا خیال صحیح ہے پھر بھی آپ کو مفصلہ ذیل اشعار پر عمل کرنا چاہئے- اشعار

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیچ دانی کہ شیر مردے چیست ٭ شیر مرد زمانہ دانی کیست ٭ آنکہ با دشمنان تواند ساخت ٭
وآنکہ با دوستان تواند زیست ٭ عقلمند کا بڑا ہنر یہی ہے کہ اپنے دشمنوں میں بھی دوستوں
کیطرح ملکر رہے - مین نے حضرت بندگان عالی کیخدمت مین عرض کر دیا ہے - خداوندمین
وزمان نے اپنے دریادلی سے معاف کردیا اور اجازت فرمائی ہے کہ شیخ اپنے عہدہ پر بحال
کیا گیا - آیندہ وہ اسباب جن سے یہہ افسوسناک واقعہ آپ نے ملاحظ کیا ہے پھر ظہور
مین نہ آوین - آیندہ آپ خود عالم ہین - شعر -

اے خواجہ سلام لک ورزحمت ما چون ٭ اے معدن زیبائے وی کان وفا چونی - فقط -

جونہی یہہ رقعہ ملا عبد اللہ نے دیکھا فوراً روانہ دہلی ہوا اور دہلی سے آگرہ آکر باریاب
سلطانی ہوا - وہ ہی خطاب وہی تنخواہ اور سارا روپیہ قرق شدہ مکان دیدیا گیا - یہہ بات
سلیمہ سلطانہ کی بہت مشہور ہوئی اور اسکا نیک نام تمام ہندوستان مین مشہور
ہوا - دوسری مشہور بات سلیمہ سلطانہ کی یہہ ہے -

کہ جب شہزادہ سلیم نے سرکشی کی اور الہ آباد پر قبضہ کرلیا اور تیس لاکھ روپیہ خزانہ کا
اپنے قبضہ مین کیا اور پھر بنگال کی طرف رخ کیا تو اکبر جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے
دکن سے روانہ ہوا اس نے آتے ہی سلیمہ سلطانہ جہانگیر کی سوتیلی مان کو روانہ
کیا کہ وہ جاکر جہانگیر کو سمجھائے اور اسے سرکشی سے باز رکھے - یہہ کیفیت ایلفنسٹن
صاحب بہادر نے اپنی کتاب تاریخ ہند مین لکھی ہے - سلیمہ سلطانہ گو میواتن نژاد
تھی لیکن پھر بھی اعلی درجہ کی فہیم اور عقیل تھی - سلطنت کے ہتکنڈون سے خوب واقف
تھی یہہ پانسو سوارون کو ساتھ لیکر سیدھے الہ آباد آئی -

جونہی جہانگیر نے یہہ سُنا کہ والدہ ماجدہ آتی ہین وہ فوراً استقبال کے لئے روانہ ہوا
اور بیس میل سے اپنی سوتیلی مان کو بڑے تزک اور احتشام سے الہ آباد لیکر پہنچا -
خوب باہم گفتگو ہوئی سلیمہ سلطانہ نے شہزادہ کو اونچ نیچ سلطنت سے آگاہ کیا - اور
کہا کہ مداومت ذات باری کو ہے کوئی ہمیشہ قایم رہا ہے نہ رہے گا تمہین چاہئے
کہ اپنے باپ کی رضاجوئی کرو یہی وقت ہے اگر بدگمان دل ہاتھ مین لے لیا تو یہہ سلطنت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آج کو نہین اور کچھ عرصہ کے بعد تمہاری ہے اور اگر اسکے خلاف عمل در آمد ہوا تو پھر دین و دنیا مین وہ سرخروئی جو سعادتمند بچے مہربان والدین سے حاصل کرتے ہین مجھے ڈر ہے کہ کہین محروم نہو جائے۔ سبسے قیمتی اور سب سے برکت والی چیز تمہارے پاس ہی اسپر تو تم قبضہ نکرو اور ادہر ادہر بھٹکتے پھرو۔ قطعہ۔

آفتاب اندرون خانہ وما ❖ دربدر میرویم ذرہ مثال ❖ گنج در آستین و میگردیم ❖ گرد ہر کوئی بہر ملک مثقال ❖ یہہ اشعار جلال الدین شروانی لکھتا ہے کہ سلیمہ سلطانہ نے اپنے سوتیلے بیٹے شہزادہ سلیم کے آگے پڑھے تھے۔ غرض یہہ ہے کہ جو کچھ سلیمہ سلطانہ نے منظور کرلیا اور اب اسنے سرکشی کے دائرہ سے نکلکر اطاعت اور فرمانبرداری کی راہ مین قدم زنی اختیار کی۔ پھر یہہ بیگم سنہ ۱۶۱۵ع ماہ جنوری مین عالم بقا کو سدھاری۔

جہانگیر نے اپنی شفیق سوتیلی مان کے انتقال پر خوب آہ و بکا کی۔ اسکا مقبرہ لاہور مین بے مرمت پڑا ہوا ہے۔

اکبر کی تیسری بیگم

مریم یا میری

اس حسینہ خاتون کی بابت ویلر نے بہت کچھ قلم فرسائی کی ہے چونکہ مریم کا بیان زیادہ دلچسپ ہے اسلئے مین تفصیل کے ساتھ بیان کرنا چاہتا ہون۔ مریم یا میری کا باپ ولیم نامی پرتگیزی تھا اور یہہ لوگ گوا مین آباد تھے۔ ولیم گوا مین بہت بڑا کیتھلک مذہب کا رہنما تھا یہہ لڑکی جو آیندہ اکبر شہنشاہ کی بیگم بنی نہ صرف خوبصورت اور نازک اندام تھی بلکہ یہہ اپنے مذہب کی بڑی پاسدار اور پیچ کرتی تھی اور ہمیشہ اسے یہی خیال رہتا تھا کہ کسیطرح ہمارا مذہب پروٹسٹنٹ فرقہ سے زیادہ پھیلے اور اوسپر غالب آجائے۔ بارہ برس کی عمر مین لڑکی نے اپنی مذہبی تعلیم پورے طور سے حاصل کرلی۔ اور اب گوا کے زنانہ مدرسہ مین جہان یتیمون کے یتیم بچے پڑھنے آتے تھے معلمہ مقرر ہوئی۔

مریم یا میری کی عادتین اور طریقے بالکل متعصبانہ اور مسیحانہ تھے وہ بغیر واقفکاری کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اپنا مذہب تمام جہان سے بہتر جانتی تھی اور اسے یقین تھا کہ اگر کوئی نجات حاصل کرنا چاہتا ہے تو بغیر مسیحی ہونے کے ہرگز نہین حاصل ہوگی مریم اپنے والدین کے ساتھ بہت سرگرمی سے مشن کی کارروائی کیا کرتی تھی۔ اور حضرت عیسیٰ کے گرد بعض وقت اس سرگرمی سے چکر کھاتی تھی گویا کر پڑے گی ہوتے ہوتے یہانتک نوبت پہنچی کہ مریم کے مشن کی آنکھین اکبری دربار کی طرف اُٹھنے لگین شب و روز یہہ سُنتی رہتی کہ اکبر کے ہان مذہب کو آزادی ہے اور ہر مذہب والا اپنے سوال وجواب آزادانہ کرسکتا ہے اس سننے سے ان کے دل مین کرید سے ہوتی تھی کہ ہم بھی اپنے مذہب کا اثر مغلون پر ڈالین اور دی گریٹ مغل یعنے اکبر کو عیسائی کرین۔

مگر یہہ حیران تھی کہ ہم اس کام کو کیونکر اوٹھائین اور اکبری دربار مین پہنچکر اپنے مذہب کی دعوت کیونکر کرین۔

ایک دن مریم کے باپ نے اپنے مشن کے کل ممبرون کو جمع کیا اور ان سے یہہ مشورہ کیا کہ ہم مغل سلطنت مین اپنا مذہب پھیلانا چاہتے ہین یہہ ہمین یقین ہے کہ اکبر دی گریٹ مغل ہمین ہماری کارروائی پر مانع نہین آئے گا۔

مریم کے چچا نے جو بہت بوڑھا تھا اور اسے پٹھان سُلطانون کی بھی پوری کیفیت معلوم تھی زمانہ کا رنگ اور گرم و سرد خوب دیکھا تھا اور وہ مغلون کی طبیعت اور خونخواری کو خوب جانتا تھا یہہ کہنے لگا ہمارے لیے یہی بہتر ہے کہ ہم اپنی جگہ پر قایم رہین ایسا نہو کہ ہمارے مشن کو زک ملے اور اس کے ممبر خواری و ذلت سے قتل کردیے جائین۔

مریم۔ یہہ نہین ہوسکتا اے میرے معزز چچا مین معافی مانگ کر عرض کرتی ہون۔ مین نے مختلف مسیحون تاجرون سے اکبر اور اوس کے وزرا کے مزاج کی کیفیت بخوبی سُنی ہے وہ کبھی مذہب پر ناحق کسیکو نہین ستاتا ہمین امید ہے کہ ہمارے مشن کو وہان کامیابی ہوگی وہ زمانہ ظلم و اب نہین رہا۔ ہمین ہرگز زیبا نہین ہے کہ ہم بے بنیاد قولون کو اپنے دل مین جگہ دین اور اپنی کامیابی سے ہاتھ دھو کر بیٹھے رہین۔ بوڑھے مسیحی یعنے مریم کے چچا نے اپنا لمبی ڈاڑھی والا سر ہلایا اور یہہ کہنے لگا مریم مین تجھے جتا دیتا ہون کہ تو نازک بازی کھیلنا چاہتی ہے۔ تُم ابھی بچی ہو تُم نے زمانہ کا کیا دیکھا ہے۔ نہ ہماری گورنمنٹ ایسی قوی ہے کہ وہ ہمارا انتقام لیگی یہی ہم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اپنے خداوند کا شکریہ ادا کرتے ہین کہ مغلون کی نظر گوا سپر نہین ہے ورنہ وہ بہت آسانی سے تاخت وتاراج کر سکتے ہین تمہین اختیار ہے میری رائے تو یہہ ہرگز نہین ہے آگے تم جانو اور تمہارا کام۔

نتیجہ اس انجمن کا یہہ ہوا کہ ایک سفارت بہت ادب سے اکبر کے دربار مین بھیجی جائے اور اس سے اجازت لیکر آگرہ مین ایک گرجا بنوایا جائے اگر اکبر نے آگرہ مین گرجا بنانے کی اجازت دیدی تو تو ہمین کامیابی ہوئی کوئی بات ہی نہین ہے اور جو اسنے اجازت نہین دی تو ہم واپس چلے آئینگے سب نے مریم یا میری کو تجویز کیا جسکی عمر اٹھارہ برس کی تھی جسکے جوبن کا بڑے جوش وخروش سے اُبھار تھا۔ اس کی دولت انگیز بل کھاتی ہوئی زلفین اس کے دونون کندھون پر پڑی ہوئین بل کھا رہی تھین اور اس کے سڈول ڈھلے ہوئے اعضا اور سفید ملاحت امیز رنگ سچے حُسن کی بانگی دکھا رہا تھا جلال الدین شروانی نے اس کی خال وخط کا نقشہ کھینچا ہے جو مفصلہ ذیل درج کیا جاتا ہے۔

یہہ مسیحی خاتون کہ جو مسیحی مشن کے ساتھ گوا سے آگرہ آئی اور اکبر کی بیہ بیگم بنکر محل مین داخل ہوئی چھریرے جسم اور لمبے قد کی لڑکی تھی۔ ہزارہا سیاہی مائل بھورے حلقے اس کی پشت پر بل کھا رہے تھے جنہون نے اس مسیحی خاتون کے حسن کو اور بھی دوبالا کر دیا تھا اسکی لاثانی خوبی اسکی بے مثال رعنائی اسکی لاجواب دلپذیر ہیئت فطرت کے پورے کمال کا فوٹو اتارتی تھی۔ اسکی نیلاہٹ ہیز آنکھون سے ایسے چمکتے ہوئے نورانی چمکارے نکل رہے تھے کہ جیسے آسمان کے گہری نیلی چادر سے چاند کی روشن شعاعین پرتو فگن ہوتی ہین۔ اس خوبی کے ساتھ جسوقت وہ ارغوانی لبون کو جنبش دیتی تھی اور ادھر سے اس کے سفید موتیون کی طرح دانت چمکتے تھے تو ایک بجلی سی کوندجاتی تھی۔

یہہ نوجوان جمیل لڑکی امیرانہ سیاہ پوشاک پہنکر اکبر کے دربار مین حاضر ہوئی۔ اسکی وضع اور صورت سے پایا جاتا تھا کہ یہہ کیا تو کسی رئیس اعظم کی بیٹی ہے یا شہزادی ہے مگر صرف ایک صلیب کا نشان جو اس کے سینے پر بنا ہوا تھا اس سے یہہ پایا جاتا تھا کہ یہہ کسی پادری کی بیٹی ہے۔ اس حسینہ خاتون کی اُنگلیون مین کسی جواہر کی انگوٹھی اور چھلے کے اوپر نیچے جو وہ پہن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رہی تھی شادی کی انگشتری نہ تھی اور نہ اسکی شریفانہ ہیئت مجموعی سے یہہ پایا جاتا تھا کہ ابھی دنیا کی کدورت اور آلایشون کا دھبہ اس کے دامن پر نہین لگا تھا اور اس کے مقدس اور پاک روح مین کسی قسم کی فکر کی تہہ زاید نہین ہوئی تھی۔ فقط۔ یہانتک جلال الدین شروانی نے اِس کے حسن و جمال کا نقشہ کھینچا ہے۔

قصہ مختصر یہہ کہ مریم اس سج دھج سے اکبری پر شوکت دربار مین پہنچی۔ ویلیڑ کی دبی زبان اس امر کی شاہد ہے کہ مسیحون نے اس نوجوان خاتون کو اکبر کے دربار مین صرف اِس غرض سے بھیجا تھا کہ اکبر کی اسپر نگاہ پڑجائے اور یہہ محل مین داخل ہوجائے پھر ہم آسانی سے آگرہ مین گرجا بنا مین گے اور کیا تعجب ہے جو اکبر مسیحی بھی ہوجائے۔

ان عیسائیون کا خیال صحیح نکلا جسوقت یہہ خاتون حاضر دربار ہوئی ہے اور اس نے شاہی ادب سے سلام مجرا کیا ہے اور پھر یہہ اپنی پتلی کمر کو جھکا کر دونوں ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی ہے اکبر خیال سے زیادہ اسپر فریفتہ ہوگیا اور کچھ دیر تک تیز تیز نظرون سے ملاحظہ کیا۔ مریم آگے بڑھی اور اس نے دست بستہ یہہ عرض کیا۔

حضور کو غالباً معلوم ہوگا کہ مین بندگان عالی کی خدمت مین کیون حاضر ہوئی ہون صرف عرض یہہ ہے کہ مین بندگان عالی کی خدمت مین عرض کرکے ایک گرجا بنوانے کی اجازت لون مین گویا گوا کے تمام مسیحون کی طرف سے وکیل بنکر آئی ہون مین عرض کرتی ہون کہ حضور کے مبارک زمانہ مین ہر مذہب کو اسلام کی طرح آزادی دیگئی ہے یہہ دیکھکر ہم گوا کے مسیحون کو بھی ہمت ہوئی کہ ہم بھی اپنے مذہب کو پیش کرین اور بصد لجاجت عرض کرین کہ جو استحقاق اورون کو ملا ہے وہ ہی ہمارے مذہب کو ملنا چاہئے۔ یہہ برجستہ تقریر اور آزادانہ عرض داشت سُنکر اکبر اور بھی مسیحی خاتون پر لٹو ہوگیا۔ اور اسنے مسکرا کر جواب دیا۔

یہہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ مذہب مسیحی جس سے ابتک اسلام سے چولی دامن کا ساتھ چلا آتا ہے کل بکلہ بحث کے معرکہ مین آئے اور اپنی صداقت کی دلیلین دے۔ اس دن تو صرف اسیقدر باتین ہوئین۔ مسیحی خاتون کی حفاظت کے لئے فوراً ایک گارڈ آگیا اور تمام مہمان نوازی کے سامان اشارہ ہی سے کردیے گئے۔ تین چار دن کے بعد اکبر نے حکیم ہمام گیلانی کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ذریعہ سے **مریم یا میری** کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر تم شادی کرنا چاہتی ہو تو اکبر پسند کرتا ہے۔ مریم پہلے ہی سے اس کی راہ دیکھ رہی تھی فوراً راضی ہوگئی لیکن ساتھ ہی اس کے ذرا اپنے مذہب کی وقعت جتلانے کے لئے یہہ کہا کہ مجھے ملکہ اکبر بننا فخر ہے لیکن ساتھ ہی اس کے یہہ بات ہوگی کہ مین اپنے ارکان مذہب پورے طور پر آزادی سے ادا کرون گی اور میرے کسی مذہبی فعل مین اکبر دست اندازی نکرے گا۔

یہہ شرط فوراً منظور کرلی گئی اور مریم سے اکبر کا نکاح ہوگیا۔ نکاح ہونے کے بعد **جلال الدین** شیروانی نے اس خط کو نقل کیا ہے کہ جو مریم نے اپنے باپ کو بھیجا ہے چونکہ وہ دلچسپ ہے اس لئے درج کیا جاتا ہے۔ وہو ہذا۔

میرے معزّز اور قابل احترام پاپا۔ خداوند عیسی مسیح کا شکر ہے کہ ہمین امید سے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی۔ میری ازادانہ اور عالمانہ تقریر اور خوش وضعی پر اکبر دل سے فریفتہ ہوگیا اور اس نے اپنے خاص ہمام **فیزیشئن** (طبیب) کے ذریعہ سے پیغام شادی دیا۔ چونکہ مین نے اکبر کو اپنے اوپر پورا فریفتہ دیکھا اور یہہ سمجھ لیا کہ میری شادی مسیحی مشن کے لئے اچھے اور قیمتی نتائج پیدا کریگی مین نے بخوشی منظور کرلیا اور اب مین شہنشاہ بیگم بن گئی محل مین داخل ہوتے ہی مجھے **مریم زمانی بیگم** کا خطاب ملا اور کئی لاکھ روپیہ کے جواہرات دوسرے دن خواجہ سرا کشتیون مین لیکر میری خدمت مین حاضر ہوئے چونکہ مین گہنے کی عادی نہین ہون مجھے خوف معلوم ہوا کہ مین نے خواجہ سے یہہ دریافت کیا کہ کیا ہر بیگم کے لئے لازمی امر ہے کہ وہ یہہ وزنی قیمتی زیور ضرور ہی پہنے اس نے بڑی تعظیم اور ادب سے یہہ عرض کیا نہین بیگم صاحبہ یہہ کچھ ضرور نہین شاہون کے ہان دستور ہے کہ جب کوئی باعصمت خاتون داخل محل ہوتی ہے تو اسکو بطور تحفہ کے شاہ کی طرف سے یہہ دیا جاتا ہے۔ حضور بخوشی قبول فرما دین اور اسمین آپ کو اختیار ہے چاہے اپنے پاس رہنے دین چاہے جہنین چاہے کسیکو بخشدین۔ یہہ سنکر مین نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ اور اب مین ازادی اپنی زندگی بسر کر رہی ہون۔ اکبر پانچوین چھٹے میرے پاس دو تین گھنٹے کے لئے آتا ہے اور اور بہت مہربان ہے۔ مجھے امید ہے کہ مین بہت جلد پادری **ریڈالیف یا ردلیف** کو اور آپکو بلواتی ہون آپ تیار رہیے گا۔ عنقریب شاہی گارڈ روانہ ہوگا جو آپ کو بڑی عزت سے گوا سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آگرہ پہنچا دیگا۔ اور جو کچھ ہوگا وقتاً فوقتاً عرض کرتی رہونگی۔ فقط۔

جلال الدین شروانی لکھتا ہے کہ جونہی یہہ خبر ولیم کو پہنچی وہ مارے خوشی کے کھل گیا اور اُسنے اپنے خداوند عیسی مسیح کی لکڑی کی تصویر کے گرد طواف کرنے کا اچھا موقع ملا۔ ولیم نے معہ اپنی بیوی اور کل کنبہ والون کے کاٹ کی صورت کے گرد چکر کھایا اور خوب نیاز نذر چڑھائی گئی۔ ولیم نے اپنے کنبے والون کی دعوت کی اور گوا مین ایک دھوم مچگئی کہ مریم شہنشاہ بیگم بنگئی اب مسیحی مذہب خوب ترقی کریگا۔ ایک مورخ یہہ بھی لکھتا ہے کہ مریم گوپادری کی بیٹی تھی لیکن شاہی خاندان مین ہونے کی وجہ سے اسی کا باپ گورنر گوا تھا۔ چند روز کے بعد بقول ویلر صاحب مختصر تاریخ ہند صفحہ ۷۵ مین یہہ لکھا ہے کہ یہہ خط جو اکبر نے گورنر مریم کے باپ کے پاس بھیجا تھا مریم ہی کی کارگذاری تھی۔ چونکہ وہ خط مختلف مورخون نے نقل کیا ہے اور اسکی اور اوسکی عبارت نہایت دلچسپ اور مطلب خیز ہے اسلئے ہم بعینہ درج کرنا مناسب جانتے ہین۔ یہہ وہ خط ہے جو مریم کی تحریک سے ولیم کو بھیجا گیا تھا۔ وہو ہذا۔

معاوضہ حضرت شاہنشاہی بہ پادری ولیم گورنر گوا

سپاس بے قیاس نثار بارگاہ حقیقی کہ مملکتش مصئون از صدمہ زوال است و سلطنتش مامون از لطمہ انتقال فضائے بدیع تمامی زمین و آسمان گوشہ ایست از اقطاع ابداع او و پیدائے لامکان قطعہ ایست از جہان اختراع او مدبرے کہ انتظام عالم و انتظام بنی آدم بدستیاری عقل بادشاہان عدالت پیشہ و پائمردی عدل شہریاران نصفت اندیشہ منوط مربوط ساختہ۔ مقدرے کہ بروابط محبت و ضابطہ مودت طنطنہ ایتلاف و التیام و دیدیہ امتزاج و استیناس در افراد کائنات و انواع مکونات انداختہ و درود نامحدود و ہدیہ ارواح طیبہ معاشر انبیا و رسل علی نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام اند کہ سالکان اصوب طرق و ہادیان اصلح سبل اند عموماً و خصوصاً بر ضمائر ارباب بصائر کہ مقتبس از انوار ولایت و متجلی از اشعہ حکمت و درایت اند مخفی محتجب نیست کہ درین عالم ناسوت کہ مرات عالم ناہوت ست ہیچ چیزے بر محبت فائق نیست و ہیچ امرے چون مودت لایق نے۔

چہ مدار صلاح عالم و نظام کون را برتودد و تالف نہادہ اند و در ہر دلے کہ آفتاب محبت پرتو انداز و جہان جان و عالم روح و روان را از ظلمت بشری مے پردازد۔ فکیف وقتے کہ در سلاطین

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ صلاح این طائفہ صلاح عالم و عالمیانست متحقق شود بناءً علیٰ ہذا ہمگی ہمت عالی ہمت بان مصروف ست کہ روابط و محبت و وداد و ضوابط و ارتباط و اتحاد میان عبداللہ موکد و مشید باشد سیما در طائفہ علیہ ملوک کہ بمزید عنایت الٰہی شرف اختصاص دارند خصوصاً بان سلطنت مآب خلافت قباب مورد تجلیات معنوی محی مراسم عیسوی الغنی عن التعریف والتوصیف کہ تعوق نسبت و ساطت ہمسائیگی متحقق است و رعایت حقوق جوار و محبت بآن عمدۂ سلاطین نامدار محقق و موکد و از اشرف مقتضیات محبت جانی و اکمل موجبات مودت روحانی تالف صوری و تانس ظاہریست چون بواسط موانع عظمیٰ و بواعث کبریٰ احراز مشاہدہ جسمانی در پردہ توقف مے ماند۔ امرے کہ خلف آن شرف تواند شد ارسال رسل و رسائل ست کہ ارباب فطنت و ذکا آنرا قائم مقام و مکالمہ و نائب مناب مجادیہ میدانند امید کہ علی التواتر و التوالی ارباب رسل و رسائل از جانبین مفتوح باشد و سوانح احوال و لطائف آمال از طرفین مبین و مشرح گردد بر ضمیر منیر واضح خواہد بود کہ باتفاق جمیع ارباب ملل و نحل و اصحاب دین و دول نشاتین دینی و دنیوی و عالم صوری و معنوی مشخص و معین و مدلل و مبرہن است کہ نشاء صوری دنیوی در برابر نشاء معنوی اخروی چہ قدر دارد و عقلائے روزگار و کبرائے ہر دیار در تکمیل این حالت فانیہ ظاہریہ چہ قدر مساعی جمیلہ و وادعی جزیلہ باقدام میرسانند و خلاصہ اعمار و زبدہ اوقات را در استحصال مقاصد صوریہ بچہ طریق صرف میسازند و در مستلذات سریع الزوال و مشتہیات قریب الانتقال چگونہ مضمحل و منہمک اند الله تعالیٰ مارا بمحض عنایت ازلی و ہدایت لم یزلی خود باچندین مشاغل و عوائق و روابط و علائق ظاہری ورد طلب خود کرامت فرمودہ و با نکہ ممالک چندین سلاطین عالیمقدار را در حوزۂ تصرف ما در آوردہ و بمقتضائے عقل در انتظام والتیام این ممالک بر نہجیکہ جمیع رعایا و کافہ برایا مرفہ الحال و منشرح البال باشند سعی باید نمود و توجہ برین باید داشت اما الحمد لله کہ استرضائے الٰہی و شوق ماہو الحق سر ہمہ مطالب و فاتحہ ہمہ مبارک ست و چون اکثر ابنائے روزگار اسیر ربقۂ تقلید اند ہر کہ در طریقۂ آبا و اجداد و اقارب و معارف مشاہدہ مے نماید بے آنکہ تامل در دلائل و براہین نماید آن کیش کہ در اہل آن نشو و نما یافتہ اختیار مے کند و از شرف تحقیق کہ علت غائی ایجاد عقل است محروم ماند

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

برابر آن در اوقات طیبہ با دانایان جمیع ادیان صحبت داشتہ از کلمات نفیسہ و مقاصد عالیہ ہر کدام مستفید و مستفیض مے شویم چون بتباین السنہ و تغایر لغات درمیان ہست لائق آنکہ بارسال این طور کسے کہ آن مطالب عالیہ باحسن عبارت خاطرنشان کند مسرور سازند و بسمع ہمایون رسیدہ کہ کتب سماوی مثل توریت و انجیل و زبور بزبان عربی و فارسی در آوردہ اند اگر آن کتب مترجم یا غیر آن کہ نفع آن عام و فائدہ آن تمام باشد در آن ولایت بودہ باشد فرستند درینولا بجہت تاکید مراسم وداد و تشیید مبانی اتحاد سیادت مآب فضائل اکتساب صادق العقیدت والاخلاص **سید مظفر** را کہ بمزید التفات و عنایت سرفراز و مخصوص بودہ فرستادم سخنے چند بالمشافہ خواہد گفت اعتماد نمایند و ہموارہ ابواب مکاتبات و مراسلات را مفتوح دارند والسلام علےٰ من اتبع الہدیٰ ۔ فقط ۔

یہہ خط بماہ ربیع الاول ۹۹۰ھجری مین لکھا گیا ۔ مظفر یہہ خط لیکر سیدھا گوا پہنچا اور پادری **ولیم** گورنر گوا کو دیا ۔ جون ہی ولیم نے یہہ شاہی معاوضہ دیکھا فوراً کھڑا ہوگیا اور تین سلام کرکے اس خط کو لے لیا ۔ یہہ خوشی ایک معمولی شے نہ تھی بلکہ ایسی ممتاز خوشی تھی کہ جس نے یہ صرف گورنر کو خوش کیا بلکہ تمام قوم کو فخر بخشا ۔ گورنر نے تمام کیتھلک مذہب کے مسیحون کو مدعو کیا اور نہایت تعظیم اور تکریم سے یہہ خط ترجمہ کرکے سُنایا گیا ۔ خط سُنکر چارون طرف صدائے مبارکبادی بلند ہوگئین سب مسیح والے کاغذ پر بوسہ دینے کے لئے آگے بڑھے اور اونہون نے سجدے نما سلام کرکے بوسہ دیے اور الٹے قدمون ہٹکر چلے گئے ۔ مظفر کی اسقدر خاطرداری کی کہ اگر اکبر آتا تو اس سے زیادہ شاید وہ نکرسکتے ۔

کئی دن مظفر کو وہان رکھا اور پھر یہان سے ولیم نے پادری **ریڈالف** کو جسے **ابوالفضل** نے **ردیف** رکھا ہے کئی نسخے الہامی کتابون کے دیکر روانہ کیا ۔

پادری ردیف ایک بڑا عالم اور فاضل شخص تھا جون ہی وہ اکبر کے دربار مین آیا اور اس نے مقدس بائبل پیش کی تو بقول دیگر مورخ مختصر تاریخ ہند صفحہ ۵۰ کے اکبر نے ان الہامی کتابون کو صرف تعظیم کے لئے اپنے سر پر رکھ لیا ۔ دوبارہ انہون نے حضرت **عیسیٰ** اور حضرت **مریم** کی مورتین پیش کین اکبر نے انپر بھی احتراماً بوسے دیے اور ان مجسم تصویرون کی بڑی عزت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی۔ اب ویلر سوال کرتا ہے کہ جب اکبر اناجیل اور حضرت مسیح اور بیوی مریم کی تصاویر سے یون پیش آیا کیا یہہ بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ مریم کا بڑھاپا نہین ہوا تھا اور مریم کی تعلیم کا اثر نہ تھا۔ نہین یہہ مریم ہی کی تعلیم کا اثر تھا اور مریم ہی نے الہامی کتب اور حضرت مسیح و مریم کی تصویرون کی پرستش سکھائی تھی۔

میرے خیال مین یہہ محض غلط ہے ہرگز مریم کو ابتک کوئی ایسا موقع نہین ملا تھا کہ وہ اکبر کو اپنے مذہب کی تعلیم کرتی اور اسکو اس بات پر آمادہ کرتی کہ وہ مسیحی کتب سماوی کی تعظیم و تکریم کرے۔ وہ خود ایک صلح کل شخص تھا اسکی فطری عادت تھی کہ وہ ہر مذہب کی تعظیم کیا کرتا تھا اور اس کے ہر آرتھوڈاکس یعنے راسخ الاعتقاد مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اناجیل کی ایسی ہی تعظیم و تکریم کرے کہ جیسے وہ اپنی الہامی کتاب کی کرتے ہین۔

ویلر لکھتا ہے کہ جب پادری رودلف اکبر پہنچا ہے تو اُس دن تمام شب بحث رہی اور خوب ردوبدل ہوتا رہا۔ پھر آگے جاکر ویلر لکھتا ہے کہ مسیحی مدت تک یہی سمجھتے رہے کہ ہم دی گریٹ مغل کو مسیحی بنالین گے۔ مگر یہہ ان کی نری خام خیالی تھی۔ لطف یہہ تھا کہ اس بحث مین مریم بھی موجود تھی جو ایک کمرہ مین علیحدہ بیٹھی ہوئی یہہ بحث گوش گذار کر رہی تھی بحث عالمانہ اور دلچسپ تھی ابوالفضل گویا ثالث بالخیر تجویز ہوا تھا۔ رات بھر مین کچھ فیصلہ نہین ہوا۔ بقول مسٹر ویلر اکبر نے پادریون کو اپنے محل کے احاطہ مین ٹھہرایا۔ اکبر نے صرف مریم کی سفارش پر آگرہ مین نہ صرف گرجا ہی بنوا دیا بلکہ حضرت عیسیٰ کی مجسم تصویر کے آگے ڈنڈوت کی پھر اسنے اپنے پرائم منسٹر ابوالفضل کو حکم کیا کہ بہت جلد اناجیل کا ترجمہ فارسی مین کرو"۔ ویلر نے اس امر پر بڑا زور دیا ہے کہ اگر کچھ عرصہ کے لئے تو ضروری عاف دل کا عیسائی ہوگیا تھا۔ بلکہ وہ یہہ بھی لکھتا ہے کہ مسلمان مورخون جنہون نے اکبر کی سوانح عمری لکھی ہین اس امر کی شکایت کرتے ہین کہ اکبر نے پادریون کو دربار مین دخل دیا انہین اکبر کے مسیحی کرنے کا خوب موقع ملا اور وہ ہمیشہ اسی کوشش مین رہے کہ اکبر کو عیسائی بنالین یہہ سارا مریم کا طفیل تھا کہ جو دن بدن اپنا اثر اکبر کے دل مین بڑھاتی جاتی تھی"۔ یہہ ساری باتین ویلر نے سخت تعصب سے نقل کی ہین اس کی جتنی روایتین ہین سب بے بنیاد ہین

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وہ کہتا ہے کہ سوائے عالمگیر کے سب بادشاہ مسیحی ہوئے ہین اور مسیحی ہونے کی شہادت یہہ پیش کرتا ہے کہ وہ سب شراب پیتے تھے حالانکہ وہ یہہ نہین جانتا کہ شراب پینے سے آدمی اسلام سے نہین نکل جاتا - جب شراب پی کر نماز پڑھنا (لیکن زیادہ نشہ نہو) درست ہے پھر شراب سے بیدین کیونکر ہو سکتا ہے - خیر اس مذہبی بحث سے کچھ غرض نہین اب ہم مریم کی مختصر سوانح عمری لکھتے ہین جس سے یہہ معلوم ہوگا کہ مسیحی خاتون کی محل مین جا کر کیا طرز معاشرت رہی تھی اور وہ اکبر سے کس طرح پیش آئی جاتی تھی یا اکبر کی توجہ اسپر کس درجہ تک مبذول رہتی تھی -

پادری ردیف کے آنے پر مریم نے اکبر سے عرض کر کے یہہ حکم لے لیا تھا کہ پادری ردیف میری اجازت پر جب مین بلاؤن میرے محل مین بازادی آجایا کرے - اکبر نے فوراً اجازت دیدی - پادری ردیف تفسیر اور فقہ مسیحی کا سبق پڑھانے علی الصباح مریم کے پاس آیا کرتا تھا اور گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ تعلیم دیکر چلا جاتا تھا -

مریم نے آٹھوین دن گرجہ مین جانے کی بھی اجازت لیلی تھی جہان وہ محافہ مین بازادی جاکر بیٹھتی اور اپنے پادری ردیف کی پریچ سنتی - اس مباحثہ مین جو پادری ردیف سے ہوا کرتا تھا چلمن کے پیچھے بیٹھکر ساری بحث کو گوش گزار کرتی - ایک دن اکبر شب کو اپنی مسیحی خاتون مریم زمانی بیگم کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور اس سے ایک دن پہلے پادری ردیف اور سیّد عبد اللہ کا مناظرہ بھی ہو چکا تھا - مریم نے ادب سے دریافت کیا کہ کل کے مناظرہ کا نتیجہ کیا ہوا -

اکبر - کل تو پادری ردیف کو جواب نہ آیا اور وہ خاموش ہو رہے ہان انہون نے آٹھ دن کی مہلت مانگی ہے -

مریم - متعجب ہو کر - حضور وہ کونسا اعتراض تھا جس کا جواب پادری ردیف جیسا فاضل اجل نہ دے سکا -

اکبر - مجھے اس اعتراض کا زیادہ خیال نہین ہے لیکن ہان اسقدر کہہ سکتا ہون کہ انجیل مقدس کی صحت وغیر صحت پر بحث تھی سید عبد اللہ نے یہہ کہا تھا کہ آپ کوئی ایسا ثبوت دیجیے جس سے یہہ معلوم ہو کہ اس مجلد کتاب مین وہی ہدایتین اور اقوال درج ہین جو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حضرت علیسی نے فرمائے تھے گو پادری صاحب نے اسکی بابت بہت کچھ کہا لیکن عبد اللہ نے اعتراضون کی ایسی بھرمار کردی کہ پادری صاحب ساکت ہوئے پھر سوائے اٹھ دن کی مہلت لینے کے اور کچھ بن نہ آیا۔ یہہ سُنکر مریم کسی قدر خفیف ہو کر چیکی ہو رہی مریم کی اصل مین کوشش یہہ تھی کہ اگر اکبر کرسٹان ہو جائے تو مین اعلان دلوا دون کہ اکبر فلان تاریخ سے عیسائی ہوا ہے آج سے یہہ گورمنٹ مسیحی گورمنٹ کہلائے گی۔ یہان بات ہی اُلٹی پڑ گئی۔ مریم نے اس کا مسلم جواب بہتیرا سوچا لیکن اسکی سمجھ مین نہ آیا۔ دوسرے دن پادری ردیف کو بلا کر ساری کیفیت دریافت کی۔

جو کچھ اکبر نے بیان کیا تھا وہی اس نے بھی دھورا دیا۔ مریم نے دیکھا کہ پادری ردیف کے مُنھ پر ہوائیان اُڑ رہی ہین اور جون جون دن گزرتے جاتے ہین ان کی جان آدھی ہوئی چلی جاتی ہے۔

ردیف۔ پیاری مریم کوئی مسلم جواب اسکا ہو بھی سکتا ہے یا نہین۔ مریم اس اعتراض پر پہلے ہی سے غور کر رہی تھی سوچتے سوچتے یہہ کہا کہ اسکا جواب اگر ہو سکتا ہے تو صرف یہہ ہے کہ جب مخالف آپ سے یہہ سوال کرے تو آپ اسکے جواب مین یہہ کہدیجیئے گا کہ اگر یہہ اصلی انجیل نہین ہے تو پھر آپ اصلی انجیل پیش کیجیئے۔ گو یہہ جواب ایسا نہین ہے کو ساکت کردے لیکن خواہ مخواہ جھگڑا کرنے کے لئے خاصہ جواب ہے۔ یہہ سُنکر پادری ردیف بہت خوش ہوا اور اسے یہہ جواب اچھا معلوم ہوا۔ ہمین یہان مذہبی بحث کے درج کرنے سے غرض نہین ہے بلکہ مریم کی تیز فہمی دکھانی ہے۔ جس سے ناظر اندازہ کر سکتا ہے کہ یہہ لڑکی جو اپنی قوم کی رتی پر ریپریزنٹیٹو بنکر آئی تھی صرف خوب صورت ہی نہ تھی بلکہ ہر طرح کی لایق و فایق اور عالم تھی۔ یہہ ایک مشہور بات ہے کہ اسنے ایک تصویر سونے کی حضرت عیسی کی بنوائی تھی۔ تصویر مین تو اسقدر لاگت نہ آئی تھی لیکن اسمین چار لاکھ روپیہ کا جواہر جڑوا دیا گیا تھا۔ یہہ مجسم تصویر بڑے دالان مین رکھی گئی تھی اسکی حفاظت کے لئے آٹھ قلماقنیان مقرر کی گئی تھین جو ہر وقت علاوہ حفاظت کے اس کی صفائی بھی کیا کرتی تھین۔ روز مرہ صبح کو اُٹھکر یہہ اس تصویر کے آگے ڈنڈوت کیا کرتی۔ اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چاشت تک انجیل کھولے ہوئے پڑھتی رہتی اگر پادری ردیف آگیا تو اس سے تعلیم حاصل کی اور نہین اپنی کتاب کا خود ہی مطالعہ کرتی۔ جلال الدین شروانی نے لکھا ہے کہ ایک دن جہانگیر کھیلتا ہوا آنکلا مریم اسوقت نہ تھی۔

جہانگیر سیدھا حضرت عیسے کے پاس گیا اور قلماقنیون سے دریافت کیا یہہ کیا چیز ہے۔ قلماقنیان۔ حضور شہزادہ عالم یہہ حضرت عیسیٰ ہین۔ یہہ سُنکر سلیم کو ہنسی آگئی اور انسے کہا کہ مجھے غلاف اوٹھاکر حضرت عیسیٰ کو دکھا دو قبل از وقت حضرت عیسے کیون آگئے اور یہان کیون بیٹھ رہے۔ پہلے تو قلماقنیون نے منع کیا کہ آپ اپنی والدہ کو آجانی دین پھر ملاحظ کیجیے گا لیکن شہزادہ نے نہ مانا اور غلاف اُتار کر دیکھا۔ جو لعل کہ آنکھو نمین لگے ہوے تھے وہ سلیم کو بہت پسند آئے سلیم کی عمر شاید گیارہ بارہ برس کی ہوگی قلماقنیون سے کہا کہ تم اِس تصویر کی دونون آنکھین مجھے نکال دو یہہ سنتے ہی وہ تھرا گئین اور دست بستہ عرض کرنے لگین ذرا آپ تامل کرین نہین تو ہماری جانون پربن جانے گی بہلا ان باتون کو جہانگیر کہان خیال کرتا تھا فوراً حضرت عیسے کی تصویر کو گرا کر آنکھین نکال لین یہہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ کے قیمتی لال تھے جو آنکھون کے ڈھیلون کی جگہ رکھے گئے تھے۔ ادہر وہ لال لیکر دروازہ کے باہر نکلا اور ادہر مریم بھی اپنے ہال مین آئی۔ دیکھا کہ قلماقنیان رو رہی ہین اور وہ تصویر چت پڑی ہوئی ہے۔ یہہ دیکھتے ہی مریم کے ہوش اُڑگئے ایک دہشت سی اسکی صورت پر چھاگئی۔ کپکپاتی ہوئی لہجہ مین دریافت کیا کہ یہہ کیا ہوا۔ محافظین کیا جواب دیتین خاموش کہڑی ہوئی دیکھا کین۔

پھر دوبارہ غصّہ کے لہجہ مین دریافت کیا کہ یہہ کیون گر پڑے لطف یہہ ہے کہ ابھی تک آنکھونپر مریم کی نظر نہ پڑی تھی انہون نے ناچار ساری کیفیت عرض کردی۔ مریم مارے غصّہ کے لال ہوگئی مگر کر ہی کیا سکتی تھی۔ آہستہ سے اس تصویر کو اُٹھایا اور قلماقنیون کو رخصت کرکے کئی گھنٹے تک روباکی۔ پھر اس نے ردیف کو بلایا اور اپنی جگر خراش رام کہانی دھورائی۔ پادری ردیف بڑا تجربہ کار اور عقلمند تھا پہلے تو خاموشی کے ساتھ سنتا رہا جب مریم چپ ہوگئی تو پادری ردیف نے کہا اگر میری رائے لیتی ہو تو یہہ ہے کہ تم اس بات کو زبان سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہ نکالو بلکہ ان عورتون کو بھی منع کر دیا جائے کہ یہہ بھی کسی سے اس امر کا ذکر نکرین۔ لازم یہہ ہے کہ اسے تم گرجے مین بھیجدو اور یہان نہ رکھو سلیم ابھی بچّہ ہے اسنے معمولی طبیعت اور سیدھی سادی خیالات سے یہہ بات کی ہے یہہ فکر کا مقام نہین ہے۔

ہم اگر کوئی نتیجہ یہان حاصل کرین گے تو صرف اتّحاد اور انکساری سے نہ کہ بگاڑ کر اور باہم نزع کرکے۔

مریم کو یہہ نصیحت ردیف کی اچھی معلوم ہوئی اور اسنے تمام خواصون کو فہمایش کردی کہ اس کا ذکر کسی سے نہ آوے اگر کہین بھی یہہ بات اُڑی تو مین سخت تر اور شدید تر عذاب مین تمھین مبتلا کرون گی۔

دوسرے دن حضرت عیسی کی اندھی تصویر گرجے مین بھیجی گئی۔ لعلون کے بجائے نیلم کی آنکھین جڑی گئین۔ سلیم نے وہ لعل اپنی مان جودہ بائی کو جاکر دیے اور کہا کہ مین عیسی کی آنکھین نکال کر لایا ہون۔

جودہ بائی۔ پیارے سلیم یہہ کیا کہتے ہو کیسی آنکھین اور کیسے حضرت عیسی۔ سلیم نے ساری باتین بیان کین کہ مین اسطرح یہہ آنکھین لایا ہون۔ جودہ بائی نے منع کیا کہ آیندہ یہہ حرکت نکرنا۔ تمھاری وہ بھی مان ہے تم سے ناراض ہوگی وہ لعل جودہ بائی نے مریم زمانی بیگم کو بھجوادیے اور کہا کہ بچے نے بے خیالی مین یہہ فعل کیا ہے مجھے امید ہے کہ تم معاف کروگی مریم اپنے عیسی کی آنکھین لیکر اور بھی شرمندہ ہوئی۔ ہرچند اس نے کوشش کی کہ یہہ بات کسی پر ظاہر نہو لیکن کہین یہہ بات چھُپ سکتی تھی چندہی روز مین کل محل مین ہوا کی طرح سے پھیل گئی اور پھر مریم کے پاس حضرت عیسے کی تعزیت کے خط آنے لگے۔

ویلر اپنی کتاب مختصر تواریخ صفحہ ۵ہ مین تحریر کرتا ہے مریم نے اکبر کو مسیحی بنانے کا کوئی دقیقہ باقی نہین چھوڑا تھا مگر وہ حمیدہ بانو بیگم سے جو کٹّی مسلمان اور متعصب ایوان والی تھی مرتے دم تک اسکی راسخ الاعتقادی کی یہی کیفیت رہی اِس کے علاوہ وہ لکھتا ہے کہ اکبر کی تمام رانیان اور بیگمین مریم کے خلاف تھین وہ یہہ نہین چاہتی تھین کہ اکبر ایک ہی بیوی کا ہوکر رہجائے۔ کچھ دنون تک مسیحیّت کا زیادہ شہرہ رہا اکبر نے اپنے دانیال کو پادری ردیف

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے تعلیم دلوائی تھی - بظاہر ابوالفضل بھی مسیحی ہوگیا تھا لیکن دراصل ابوالفضل جس آزادی سے گرجے مین جاکر عبادت کرسکتا تھا ایسی آزادی سے مسجد مین اور اسی آزادی سے مندر مین - جب وہ خدا ہی کا قائل نہ تھا پھر اسے سب مذہب برابر تھے - بعض مورخ لکھتے ہین کہ وہ خدا ہی کو مانتا اور پھر سب مذہبون کو ایک ہی نظر سے دیکھتا تھا" ویلر لکھتا ہے کہ مریم اور پادریون کی عرقریزیان اور ساری کوشش بیکار گئین - نہ مریم زمانی بیگم کا افسون چلا اور نہ پادریون کی بحثون نے کوئی نتیجہ پیدا کیا - اکبر کا عجب مذہب تھا پہلے تو وہ لارڈ اف دی پی رئیڈ کے نام سے مشہور ہوا اور اپنے اخرالزمان نبی کے نام سے اپنے کو نامزد کیا اور نیا اسلام جاری کرنا چاہا - یہہ سارا کرتب ابوالفضل اور مسلمان بیگمون کے تھے جنھون نے اسے پیغمبرون سے جا بھڑایا تھا -

اسمین بھی اکبر نے اپنی کامیابی نہین دیکھی دوسرا اعلان یہہ دیا کہ مین وشنو یعنے سورج ہون اور مجھ مین راما اور کرشنا کی صفتین ہین - یہہ کام ابوالفضل اور رانیون کا تھا جنھون نے اسے وشنو راما کرشنا بنا دیا تھا -

اسمین بھی اکبر کو کامیابی نہین ہوئی تو اس نے تیسری یہہ تدبیر نکالی کہ ہر صبح کو محل کی کھڑکی مین بیٹھکر اپنی پرستش کرایا کرتا تھا - اصل مین یہہ سب فریب کی باتین تھین جیسا کہ رومن قیصر نے تدبیرین کی تھین - اکبر چاہتا تھا کہ مین ہندوستان کا پیغمبر کہلون اور میرے ربانی حقوق تمام سلطنت مین تسلیم کرلیے جائین - جہان شہنشاہ کے یہہ خیالات ہون پھر بیچاری مریم کی کیا چل سکتی تھی - جلال الدین شروانی لکھتا ہے کہ پادری ردیف کے ساتھ جتنے مسیحی گوا سے آتے تھے سب بعد ازان مسلمان ہوگئے اس پر پادری ردیف نے زہر کھالیا اور بیچاری مریم بھی اسی رنج و صدمہ مین راہی ملک بقا ہوئی اس کی قبر اسی گرجہ مین بنی ہوئی ہے -

مسیحی دنیا مین مریم شہنشاہ اکبر کی بیگم بہت مشہور ہے مختلف مورخون نے اس کی سوانح عمری لکھی ہین ہم نے گیارہ مورخون کی کتابون سے انتخاب کردیا ہے تاکہ تاریخ کے ناظرین دلچسپی کے ساتھ پڑھین اور سمجھین کہ اکبر نے کتنی آزادی ہر مذہب کو دیدی تھی - آخری

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مضمون بعینہ مسٹر ویلیر کی تاریخ ہند کا خلاصہ ہے۔ جسمین اپنی رائے کو مطلق دخل نہین دیا گیا ہے۔ مریم نے کوئی بات ایسی نہین کی کہ جس کا نتیجہ اس کے خیال کے موافق نکلتا۔ یون تو اس بیچاری کی عمر فکر و تردد اور مختلف تدابیر مین صرف ہوئی مگر کوشش کا نتیجہ معلوم ہے۔

اکبر کی چوتھی بیگم

عارف النسا بیگم

یہہ بیگم راجہ بھار امل والئے مارواڑ کی لڑکی تھی۔ شادی بڑی چاہت سے اکبر نے اس سے کی تھی اس کا اصلی نام سروپی تھا۔ یہہ رانی ہندؤن کی تاریخ مین بڑی مشہور ہے۔ ان کی جنگی قوتین اور دلیرانہ ہنر آزمائیان مشہور زمانہ ہین۔ اسکی عمر پوری ۲۵ برس کی تھی جب اسکی شادی ہوئی ہے۔ مل مین لکھتا ہے کہ یہہ سر دفتر حسینان جہان تھی جسکی ہر وضع دلربایون کی بہری ہوئی تھی یہہ وہ ہی زمانہ کپڑے پہنکر جنگ مین آیا کرتی تھی اور جس خوبی اور خوش اسلوبی سے کہ سپاہیون کو لڑواتی تھی وہ قابل نوٹ ہے۔ ایک جنگ مین جو اپنے کسی رشتہ دار سے ہوئی تھی اس لڑکی نے وہ نام حاصل کیا کہ اسکی شجاعانہ مدح اور آفرین کی بہری گئی اور دین اکبر کے کانون مین بھی گونجنے لگین۔

یہہ جنگ جس بہادری اور خونخواری سے جیتی صفحہ تاریخ مین ہمیشہ یادگار رہے گی۔ یہہ لڑائی راجہ جسونت سنگھ جاگیردار سے ہوئی تھی جو گیارہ ہزار فوج لیکر سروپی کے ملک پر حملہ آور ہوا اس کی اصلی غرض سروپی کو قبضہ مین لانے کی تھی اس نے کئی برس سے کوشش کر رکھی تھی کہ رانی سروپی پر مین قبضہ کرلون مگر اسکی تمام کوششین بیکار گئی تھین گو بھارامل تو راضی بھی تھا لیکن سروپی راضی نہین ہوئی تھی اور وہ جسونت سنگھ کو حقارت کی نظر سے دیکھتی تھی جب جسونت سنگھ نے تمام کوششین کرلین تو آخر چھپ چھپاتے اس نے چڑھائی کی اس تیزگی اور چالاکی سے آدھمکا کہ بھارامل کو اصلا خبر بھی نہ ہوئی۔ آس پاس کے گاؤن کو اجاڑ دیا اور شہر کا آکر فوراً محاصرہ کرلیا۔ راجہ بھارامل کے چھکے چھوٹ گئے اور وہ پریشان ادھر اودھر دوڑنے لگا اپنے پرائم منسٹر باز دیو کو جسونت سنگھ کی خدمت مین بھیجا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہا کہ آپ نے کس غرض اور مطلب سے حملہ کیا ہے اور منشا کیا ہے۔ اس نے فوراً صاف جواب دیا کہ اس چڑھائی سے میری غرض فتح ملک کی نہین ہے بلکہ مین سروپی سے شادی کرنا چاہتا ہون اگر ابھی وہ راضی ہوکر اپنی لڑکی کو میرے عقد مین دے تو مین اسکا وہی دیرینہ دوست ہون اور اگر اس نے تسلیم نہین کیا تو یہی میدان ہے اور مین ہون مین نے عہد کرلیا ہے کہ یا تو مین اور میرے بے تعداد ساتھی اسی میدان مین غارت ہوجائین گے اور یا سروپی کو جبراً لیکر جاؤنگا۔

بازدیو نے یہہ ساری کیفیت اپنے آقا سے عرض کردی اور اپنی رائے ظاہر کی کہ جسونت سنگہ حسب نسب و نیز ظرف سے صحیح ہے اتنے آدمیون کے قتل ہونے اور ملک چھننے سے یہی بہتر ہے کہ آپ سروپی کو دینا منظور کرلین۔

بھارامل جو کچھ تم کہتے ہو وہ سب درست ہے لیکن غضب یہہ ہے کہ سروپی راضی نہین ہوتی مین تو پہلے ہی سے رضامند تھا لڑکی جب بھی راضی نہین تھی اب یہہ تو ہو نہین سکتا کہ مین جبراً ہاتھ پکڑ کر دیدون۔ اب مین پھر جاتا ہون اور اُسے سمجھاتا ہون اگر اس نے سمجھ لیا خیر ہے اور نہ سمجھا وہ جانے اور اُسکا کام۔ مین بوڑھا ہوچکا ہون مجھے ملک گیری کی اتنی ہوس بھی باقی نہین رہی۔ یہہ کہکر راجہ سیدھا اپنی بیٹی کے پاس آیا اور ساری کیفیت بیان کی۔ سروپی یہہ پہلے ہی سُن چکی تھی کہ جسونت سنگہ محاصرہ کئے پڑا ہوا ہے جب اس کا باپ اپنی رام کہانی ختم کرچکا تو سروپی نے کہا کہ آپ کی یہ مرضی ہے کہ مین اس بدکیش سے شادی کرون مین اپنے آپ ہلاک کرڈالتی ہون اور یا کسی طرف نکلکر چلی جاؤن گی۔

ورنہ کچھ بھی آپ مین ہمت ہے تو مستعد ہوجائیے مین ہون اور تلوار میدان ہے اور خون کی روانی۔ کیا آپ پھر بھی اپنے ہمعصرون مین مُنھ دکھانے کے قابل رہین گے کہ مجبور ہوکر ایک سفلہ چھوکرے کو اپنی بیٹی دیدی۔ شہنشاہ اکبر کے دربار مین تمہاری کیا عزت ہوگی ایسے موقع پر جان بچانی بیعزتی اور ندامت ہے اور جان کھونی عزت ہے۔ آپ فوجکو آراستگی کا حکم دیجئے نصف فوج کی کمان مین کرونگی اور نصف کی آپ کیجیے۔ پھر جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا۔ ہم ایسے مُنھ کے نوالہ نہین ہین۔ یہہ سُنکر بھارامل کو بھی جوش آگیا اور اس نے جاتے ہی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اپنے پرائم منسٹر کو حکم دیدیا کہ ابھی فوج تیار ہو۔ یازدیو بیچارہ پہلے ہی سے ڈرا ہوا تھا یہہ تو ہیرے کی کنی چاٹ کر مر گیا اور اپنے پرائم منسٹر کی اچانک موت کا صدمہ بوڑھے راجہ پر بہت پڑا لڑکی نے پھر بھی کچھ پروانہ کی اور اپنی فوج تیار کر کے جسونت سنگھ کو یہہ رقعہ لکھا جو ہم جلال الدین شیروانی کی کتاب سے نقل کرتے ہین۔ وہو ہذا۔

راجہ جسونت سنگھ جاگیردار جس نیت سے تم نے بغیر اطلاع فوج کشی کی ہے تمہین اسکا پھل عنقریب ملیگا۔ کیا تمہین معلوم نہین ہے کہ تم ایک خونخوار شیرنی کے بھٹ مین چلے آئے ہو تمہین معلوم ہو گا کہ جنگ کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ ہم نامردون کی طرح حملہ آور نہین ہوتے کہ بغیر اطلاع دھوکا دیکر چڑھ آئین بلکہ جتا کر اس سے جنگ کرتے ہین اس بنا پر تمہین آگاہ کیا جاتا ہے کہ تم کل کی جنگ کے لئے مستعد رہنا فقط۔ جون ہی یہہ رقعہ جسونت سنگھ جاگیردار کو پہنچا وہ آگ بگولا ہو گیا۔ اور اب جنگ کا خیال شدت سے اسکے ذہن مین جمنے لگا۔ اسے ہرگز امید نہ تھی کہ بھارامل مجھ سے ہم نبرد ہو گا بلکہ اس کے شوربہ چٹ مصاحبون اور جھوٹی تعریف بکنے والون نے اسے یقین دلا دیا تھا کہ آپ حملہ آور ہوئے اور سروپلی دست بستہ آپ کی خدمت مین حاضر ہو جائے گی اسی ترنگ پر یہہ اپنا کل بھیڑ بھنگا سمیٹ کر چڑھ آئے مگر جب یہان سے یہہ جواب ملا تو اسے جسونت سنگھ کی آنکھین کھلین جنگ کرنی اسے لازمی ہوئی۔ اُدھر تو شب کو سروپلی نے اپنی فوج کو سمیٹ سمٹا کر درست کیا اور ادہر جسونت کو جنگ کا تردد ہونے لگا۔ ساری رات اسی خوف ورجا مین گزر گئی۔ بہادرون کے دل ہل رہے تھے کہ دیکھیے نتیجہ کیا ہوتا ہے جب آفتاب کے نکلنے کی خبر چھوٹے چھوٹے پرند دینے لگے تو سروپلی ایک ہزار سوارونکا پرا لیئے ہوتے آگے بڑھی اپنے شہر کے چارون طرف چند چند سپاہیون کے دستے مقرر کر دیے۔

جلال الدین شیروانی لکھتا ہے کہ یہہ نظارہ قابل دید تھا کہ سروپلی کی باڈی گارڈ ہالی سو عورتین تھین جو لوہے مین غرق بھالہ تانے ہوئے آگے بڑھ رہی تھین۔ خود فولادی سر پر تھا مگر انکے نرم ریشمی بال دونون کندھونپر پڑے ہوئے تھے تاکہ تمیز ہو سکے۔ بھالہ ہاتھون مین ایک پہلو مین تلوار آویزان دوسرے پہلو مین بندوق توڑے دار لٹکی ہوئی کمر مین ایک جانب کٹار اور دوسری پہلو مین تمنچہ ان کی آنکھین گو سیاہ تھین پھر بھی غضب انگیز طپش کی جھلکی خونکیطرح

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے جھلک دے رہی تھی۔ ان کی صورتون پر شجاعانہ تمتماہٹ جلوہ دیتی تھی۔ ان کی مجسم ہیئت اس امر کی شہادت دیتی تھی کہ شیرنیان جنگ کے لئے شیرستان سے نکلی ہین۔

جب دونون صفین آراستہ ہوتین تو پہلے جو شخص میدان مین آیا وہ سرولی کی چھوٹی بہن تھی اس نے آتے ہی راجپوتی زبان مین اپنی بہادری کے اشعار پڑھے جس کا مفہوم غالباً اس شعر مین بخوبی ہوسکتا ہے۔ شعر۔

آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من ٭ آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے ٭ ادہر سے ایک شخص اس شیرنی کے مقابلہ مین (جسکی عمر ابھی سولہ برس کی بھی نہوئی تھی) آیا۔ اس راجپوت بچہ نے آتے ہی اپنا بھالہ زمین مین گاڑا اور گھوڑے کی باگین تھام کر کھڑا ہوگیا۔ لڑکی نے پکار کر کہا ہوشیار ہو کہ تیری موت کا پیغام آپہنچا۔

راجپوت۔ یہہ باتین تیری محض بے بنیاد ہین تو ایک چھوکری ہے تجھپر کیا ہاتھ اوٹھاؤن ہمارے مذہب مین جائز نہین ہے کہ ہم عورتون پر ہاتھ اوٹھائین تجھے لازم ہے کہ تو کوئی نوجوان بہادر اپنی فوج کا میرے مقابلہ کے لئے بھیجدے۔

اس بپھری ہوئی شیرنی کو کہان تاب تھی کہ وہ کچھ دیر رستہ دیکھتی اور اپنا عزیز قیمتی وقت بیہودہ اور بے سروپا باتون مین صرف کرتی گھوڑی کو مہمیز لگاکر آگے بڑھی اور کہا پھر آگاہ کرتی ہون کہ موت آپہنچی۔

پھر تو مجبوراً وہ سنبھلا اور آمادہ جنگ ہوا۔ وہ اپنا نیزہ زمین سے اٹھا کر پہرانا چاہتا تھا کہ گردن پیرون مین دکھائی دی۔ اس شیرنی نے پندرہ راجپوتون کو قتل کیا۔ یہہ دیکھکر جسونت دوسو سوارون کا ایک پرا لیکر آگے بڑھا اس کا بڑھنا تھا کہ سرولی بھی اپنی فوج لیکر چلی اور اب عام جنگ ہونے لگی۔ تین گھنٹے کامل جنگ رہی۔ جسونت سنگہ عین میدان جنگ مین مارا گیا اس کے خوشامدی مصاحب کیا قتل کئے گئے اور کیا ذلت و خواری سے گرفتار ہوگئے۔ اس فتح کی خبر آناً فاناً مین تمام ہندوستان مین پھیل گئی۔

اکبر نے جب یہہ خبر سنی اس کے منھ مین پانی بھر آیا اور اس نے بڑے جوش و خروش سے پیغام شادی دیا۔ کسی مورخ نے یہہ نہین لکھا ہے کہ شادی کیونکر ہوئی اور آیا سرولی کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

منظور کیا تو کیونکر کیا گیا جیتین درمیان آئین اور کیا کیا گفتگو ہوئی غرض یہہ کہ شادی ہوگئی اور سروبی کو **عارف النسا** کا خطاب ملا۔ محل مین جانی کی چندروز بعد اکبر سے وہ محبت ہوگئی کہ رانی اپنی جان نثار کرنی اپنا فخر سمجھنے لگی اور اب اسے یہہ سوجھی کہ اکبر کو دیوتا مشہور کرنا چاہئے۔ جلال الدین شروانی لکھتا ہے کہ وہ اکبر کو بناوٹی دیوتا کہنے لگی اس نے اعلان دیا تھا کہ اکبر وشنو ہے اسکی پرستش ہندوون پر فرض ہے لطف یہہ ہے کہ خود بھی اپنے خاوند کی دیوتاؤن کیطرح پرستش کرنی اور اکبر کی ایک خوشنما تصویر پر علی الصباح ڈنڈوت کرنا یہہ اسکا ذاتی فرض یا کام تھا۔

جلال الدین شروانی لکھتا ہے کہ سروبی اپنے مذہب کی پرستش اور دیوتاؤن پر ایمان رکھنا بھول گئی تھی ہروقت اسے اپنے معزز خاوند کی پرستش مدنظر تھی۔ اسکی طبیعت صاف اور بے لوث تھی اور اسکی طرز معاشرت وہی قدیمی ہنود کی طرح تھی۔ جب سے کہ اکبر کے محل مین داخل ہوئی پھر باہر نہین نکلی۔ تین لڑکیان اور ایک لڑکا جس نام **دانیال** تھا اس کے ہان پیدا ہوا۔ دانیال کے مرنے کے چندروز بعد اس کا بھی انتقال ہوگیا۔ غالباً اکبر سے کچھ ہی سال پہلے اسکا انتقال ہوا تھا۔ کہتے ہین اگر یہہ دس یا پندرہ برس اور بھی زندہ رہتی تو راجپوتونکا دیوتا اکبر کو ٹھیرا دیتی اور ہندوون کو یقین دلا دیتی کہ اکبر کے آگے ڈنڈوت کرنا اور اس کی مالا پھیرنا ہی مکتی کا سبب ہے یہہ آخری عمر مین اپنی بیش بہا کوششون مین کسیقدر کامیاب ہوتی چلی تھی افسوس ہے وہ یہہ ارمان لیکر کہ میرا خاوند دیوتا ہے دارالبقا کو چل بسی۔

اکبر کی پانچوین بیگم

شتلی رانی

یہہ رانی جے پور والے کی بیٹی تھی۔ اس کو راجہ نے اپنی درخواست سے اکبر کی نذر کیا تھا۔ اکبر کے محل مین داخل ہونے سے پہلے اس کی سوانح عمری کا کہین پتہ نہین لگتا اور جو ایک آدھ مورخ نے لکھا بھی ہے تو وہ کچھ ایسا مہمل ہے کہ سمجھ مین نہین آتا تاہم جو کچھ چند ہندی اور انگریزی کتابون سے ہمین تحقیق ہوا ہے درج کرنا مناسب جانتے ہین۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہہ رانی کچھہ ایسی خوبصورت نہ تھی کہ جو تعریف کے قابل ہو ہان اس کے اوصاف باطنی کی ہندی شعرا نے تعریف کی ہے۔ یہہ جے پور مین سنہ ۱۵۶۰ع مین پیدا ہوئی۔ اس کا رنگ گندمی اور ملیح تھا۔ بدن دبلا پتلا اور چھریرا تھا۔ چہرہ زرد اور کسیقدر زاویہ نما تھا۔ باینہمہ اسکی تیز تیز آنکھون سے عقل و دانش کے شعلے چمکتے تھے۔ اس کی پیشانی نمایان فراخ تھی جب اس کی پندرہ برس کی عمر ہوئی ہے اس نے ابتک ہندی یا سنسکرت کا ایک لفظ بھی نہین پڑھا تھا۔ نوجوان اور سمجھدار ہونے پر اس نے اپنے باپ سے خود درخواست کر کے پڑھنے کے لئے ایک پنڈت نوکر رکھا۔

پنڈت بڑا مہذب اور متین تھا اس نے پڑھانے کے علاوہ مجلسی ادب آداب کی تعلیم بھی دینی شروع کی۔ اصل یہہ ہے کہ فطری طور پر بعض طبیعت ایسی ہوتی ہے کہ خود بخود اصلاح کی باتین جون جون عقل بڑھتی ہے سمجھ مین اجاتی ہین زیادہ خوبی کی بات اور یہہ ہوسکتی ہے کہ ایسی طبیعت والے کو کوئی سچا اور مہذب رہنما مل جائے۔ پنڈت جانتا تھا کہ معمولی تعلیم سے یہہ بہتر ہے کہ عملی تعلیم دیجاتے تاکہ متعلمہ کی تمام عمر ادب اور تہذیب ہی مین صرف ہو شنیتلی نے وہ باتین کہ جو اور متعلم مدت مین حاصل کرسکتا ہے تھوڑے ہی دنون مین سیکھ لین۔ پہلی کتاب جو اس نے پڑھی وہ لیلاوتی (حساب مین) تھی جس سے حساب مین خوب دخل ہوگیا یہانتک کہ اکبر کے بڑے بڑے محاسبون کی سمجھ مین نہ آتا تو یہہ چٹکی بجاتے مین حل کردیتی۔ احمد شاہ بدایونی تحریر کرتا ہے (کتاب تاریخ النسا صفحہ ۱۵۲ مین) کہ ایسے مہذب بوڑھے پنڈت نے جس کے خیالات روشن اور فلسفیانہ تھے اپنے شاگرد کو یہہ مشورہ دیا کہ اگر تم اکبر کے محل مین پہنچ جاوگے تو وہ عمدہ اور قابل قدر نتیجے برآمد ہون گے کہ جنکا ابھی سان و گمان بھی نہین ہے۔ علاوہ طرفین کے اتحاد کے اکبر قطعی ہندو ہوجائیگا اور اگر وہ ہندو نہوا تو جو فرزند تمہارے ہان پیدا ہوگا وہ تو ضرور ہی اہل ہنود دین سے ہوگا۔ یہہ ماما کہ اس کا ولیعہد قطعی ہوجانا کوئی دعوی سے نہین کہہ سکتا تاہم یہہ ضرور ہوگا کہ وہ اکبر کے بعد نصف یا ایک چوتھائی کا مالک بنے گا اور بھی کئی رانیان اکبر کے ہان ہین کیا عجب ہے کہ آیندہ نسل سے ہندوی مہاراجہ تخت نشین ہون اور یہہ سلطنت یکایک اسلام سے ہندوون مین بدلجائے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پنڈت کی یہہ رائے رانی کو اچھی معلوم ہوئی اس نے شرمگین نگاہوں سے گردن جھکا کر کہا کہ آپ مہاراجہ صاحب بہادر سے یہہ مشورہ کیجیے گا - وہ اگر راضی ہوجائینگے تو مین بھی آپ کے مشورہ پر عمل کرنے کو موجود ہون -

پنڈت نے مہاراجہ سے کہا وہ اپنی لڑکی کی رضامندی دیکھکر فوراً راضی ہوگیا - پھر اس کی اطلاع شہنشاہ اکبر کو دی اکبر ایسی شادیون کے لئے منہ کھولے ہوتے بیٹھا ہوا تھا فوراً راضی ہوگیا - جب شادی ہوئی تو اکبر نے اس رانی کو کچھ خوبصورت نہ پایا اسکی خوبصورتی ایسی بھدی بھی نہ تھی کہ ناظر کی نگاہون مین نفرت پیدا کرتی تاہم اور محل کی رانیون سے وہ حسین نہ تھی اکبر پھر بھی اس کا فطری بھولپن دیکھکر لٹو ہوگیا اسکی شریفانہ وضع اسکا فیاض اور نیک طبیعی ہونا ظاہر کرتی تھی - خوبصورتی کے عوض مین خداوند تعالی نے اسے ذکی - ذہین - جودت طبع - عالی دماغ - فیاض دل اور پراوصاف و شریف بنایا تھا جن صفتون کا اثر نمائشی صورتون کی نسبت زیادہ پڑتا ہے -

اکبر نے جب اس سے باتین کین تو اسے معلوم ہوا کہ فطرت نے باطنی گوناگون صفات سے اسے کیسا مالامال بنایا ہے - اس شریف خاتون کو اپنی دینی باتین اسیقدر معلوم تھین کہ جتنی معمولی شخص کو معلوم ہوتی ہین - وہ ایک راجپوت کی بیٹی تھی اور اس کا ہندو مذہب تھا مگر پھر بھی اس نے صرف اپنے شوق سے قرآن شریف پڑھا اور بہت جلد حفظ کر لیا -

اکبر کے محل مین یہہ رانی متعجب نظرون سے دیکھی جانے لگی پھر تو اکبر کی بھی توجہ اسپر زیادہ حد سے معلوم ہوئی اور وہ معمولی وقت سے زیادہ اپنا وقت اسکی صحبت مین گزارنے لگا اس کی زندگی کا وہ مشہور واقعہ جسکی طرف جلال الدین شیروانی اور احمد شاہ بدایونی اشارہ کرتا ہے یہہ ہے کہ مریم یا میری سے ایک دن بڑی دیر تک مباحثہ ہوا - علاوہ درباری بحث کے کبھی کبھی اکبر باہم عورتون کی بحث کراکے بھی دلچسپی لیتا تھا یہہ انجمن کسی مقررہ دن یا تاریخ کو قایم نہوتی تھی بلکہ جب بیگمون نے زور ڈالا وہ مجلس منعقد ہوگئی -

اکبر علیحدہ ایک بلندی پر بیٹھا ہوا تھا چارون طرف بیگمین رانیان وغیرہ اکھٹی تھین - مریم اور شنقلی کے خیالات آزاد اور فلسفیانہ تھے وہ ہندو مذہب تھی اور اپنے کو بیگم اور مسلمانی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے مقابلے مین رانی اور ہندنی کہلانا پسند کرتی تھی تاہم وہ ازاد تھی اور اس کے خیالات مین
کسی مذہب کی کسی قسم کی کدورت نہین تھی۔ جس کے ایسے نتھرے ہوے خیالات ہون اور جسکا
دماغ اور دل مختلف مذہب کی کدورتون اور غلط فہمیون سے پاک ہو بھلا مریم کیا مناظرہ کر سکتی تھی
مناظرہ کئی گھنٹے تک رہا ہمین مناظرہ درج کرنے سے کچھ غرض نہین ہے اس لئے کہ ہم اپنی اس
کتاب مین مذہبی بحث درج کرنا نہین چاہتے تاہم چند برجستہ فقرون کا تحریر کرنا کچھ عیب ہی نہین
گنا جاتا۔ اس لئے احمد شاہ بدایونی کی کتاب مذکور الصدر سے نقل کیا جاتا ہے۔ جو علاوہ
دلچسپی دینے کے رانی اور پیاری رانی کی تیز طبعی ثابت کریگا۔

پہلا سوال جو رانی نے مریم سے کیا وہ یہہ تھا مذہب کیا چیز ہے اور اسکا اثر طبائع پر کس قدر
پڑتا ہے۔

یہہ سوال ایسا باریک اور سخت تھا کہ مریم بغلین جھانکنے لگی۔ اور کچھ دیر تامل کرکے یہہ کہا
اس بحث سے مین سمجھتی ہون کچھ نتیجہ نہین نکلے گا جو مناظرہ کہ ہم یہان کرنے بیٹھے ہین اسکی
اصلی غرض یہہ ہے کہ ہم اپنا اپنا مذہب سچائی کے پیرایہ مین بیان کرین اور یہہ ثابت کرین
کہ دنیا مین کونسا سچا ہے۔

شنتلی۔ یہہ توضیح فرماتے ہین مگر یہہ تو خیال کیجئے کہ جب مذہب کو آپ کوئی شے ثابت کرلین گے
پھر تو اسکی کسی ایک شاخ کے لئے کہ وہ برحق ہے یا نہین دلیلون کی ضرورت ہوگی اور جب
یہہ بات نہین ہوگی پھر کسی مذہب خاص پر بحث کرنا عبث ہے۔ قصہ مختصر یہہ کہ دو لڑکی
اسی مذہب کے مسئلہ پر خوب بحث ہولی مریم کافی اور شافی جواب نہ دیسکی نہ وہ دبسکتی تھی
جیسا مذہب اکبر کا تھا وہی اس پیاری رانی کا تھا۔ یہہ ہندون مین ہندو اور مسلمانون مین
مسلمان عیسائی مین مسیحی ہونا پسند کرتی تھی اس سے یہہ غرض نہین ہے کہ وہ ہر مذہب مین
جاکر اسی کا طریقہ برتنے لگتی تھی بلکہ ہر مذہب کے تھوڑے تھوڑے اصول اسے پسند تھے اور
وہ کہا کرتی تھی کہ دنیا مین کوئی مذہب ایسا نہین ہے کہ جسمین کوئی عیب نہو یا جس کی
روایتین زیادہ تر غلو سے اور مبالغہ سے نہ بیان کی گئی ہون۔ ہر مذہب کا منشا اگر ہو سکتا ہے
تو یہہ ہے کہ خدا کی پرستش کرے اور اسکی لامحدود قوتون پر استواری سے بھروسہ کرے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وہ بعض دفعہ اکبر کے تغیر و تبدل کو پسند نہ کرتی تھی کیونکہ جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے کبھی تو اکبر ہندو بنجاتا تھا اور کبھی مسلمان کبھی عیسائی کبھی مجوسی۔ نہ اس کا کوئی مذہب تھا نہ طریقہ تھا۔ شنتلی کے خیالات بھی فلسفیانہ تھے وہ بھی کسی مذہب کی پابند نہ تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ ہیں کسی مذہب پر اپنا اعتقاد جماؤں۔

اکبر اپنی اس بیگم کے خیالات بہت پسند کرتا تھا اور کہتا تھا کہ عورتوں کے ایسے شستہ خیالات بہت کم ہوتے ہیں کبھی اکبر کو ملامت کرتی تھی کہ آپ اپنی عادتیں اور طریقے رنگا رنگ کے کیوں رکھتے ہیں ایک ہی طرف کے ہو رہیئے۔ اکبر چونکہ پولیٹیکل معاملات میں بیٹھا ہوا تھا اسے ان باتوں پر ہنسی آتی تھی۔ ملکی معاملات کی تیز اور تند بے محابا ہوائیں شاہ کو کبھی ایک مذہب پر عمل نہیں کرنے دیتیں۔ اور اگر اس نے ایک مذہب پر عمل کیا بھی تو سلطنت کے لینے کے دینے پڑجاتے ہیں اور پھر امن مشکل ہو جاتا ہے۔

اگر ایک منصف نظر اکبر کی پالیسی پر ڈالی جائے گی تو اسے معلوم ہوگا کہ اکبر کا یہ قول کتنا صحیح ہے کہ جو اس نے اپنی پیاری بیوی **عارف** سے کہا تھا۔ ایکدن وہ کہنے لگا کہ جو انسان اپنی حالت متغیر رکھتا ہے وہ سنجیدہ اور متین نہیں ہو سکتا لیکن تم اتنا سمجھ لینا کہ شاہوں کی تلون مزاجی اور اپنی حالت کا تغیر بھی سنجیدہ مزاجی اور متانت ہے شاہوں کا فرض ہے کہ سلطنت کی طبیعت کا جس طرف رخ دیکھیں خود بھی وہ ہی اور ویسی ہی طبیعت بنالیں ورنہ یہہ محض ناممکن ہے کہ ان کی سلطنت ایک حالت میں بحال رہ سکے۔

احمد شاہ بدایونی لکھتا ہے کہ عارف النساء بیگم (یہہ خطاب قرآن شریف کے حفظ کرنے پر اکبر نے دیا تھا) آخر کار بڑھتے بڑھتے دہریہ ہو گئی تھی۔ کچھ عرصہ تک تو اس کا اعتقاد خدا پر رہا لیکن بعد ازاں وہ خدا کو بھی نرا خیال ہی خیال اور ہیولی سمجھنے لگی۔ گو وہ دہریہ پن کی باتیں کیا کرتی تھی پھر بھی کل بیگمیں اس کے خلق اور رنگ بلینتی پر لٹو تھیں اور اس کی صحبت کو ترستی تھیں۔ اس میں حسد نہ تھا کینہ نہ تھا کسی قسم کی بناوٹ نہ تھی اگر تھا تو صرف صاف دل تھا جو ظاہری سامان اور شان و شوکت سے زیادہ قیمتی تھا۔ اس کا ظاہر اور باطن یکسان تھا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عارف کا وقت ریاضی وغیرہ مین بہت صرف ہوتا تھا۔ وہ مختلف مشکل اور لاینحل سوالات خود حل کرتی تھی حساب کتاب مین راجہ ٹوڈرمل کی بہت مدد کرتی۔ اور عموماً ان حسابات کو حل کرتی کہ جسمین راجہ ٹوڈرمل کو وقت پڑتی اور ذرا تامل ہوتا۔

سادگی اس عصمت پناہ کو زیادہ پسند تھی۔ ایک ہار موتیونکا صرف گلے مین پڑا رہتا تھا کپڑے سفید اور دھانی رنگ کے یا کبھی کبھی جوگیا بہت پسند تھے۔ عین عالم شباب مین بچہ ہونے کے بعد اچانک مرض سے عالم بقا کو سدھاری فقط۔

اکبر کی چھٹی بیگم

سعیدہ بانو

یہہ بیگم ایک سید شریف نامی کی بیٹی نجد کی رہنے والی تھی۔ قوم کی عرباً ہونے کی وجہ سے گو یہہ ہندہی کی پیدایش تھی عربی بولتی تھی۔ فارسی زبان مین بھی اسے ملکہ تھا مگر سوائے عربی زبانون کے اور زبانون سے قدرتی نفرت تھی۔ اور یہہ نفرت اسوجہ سے تھی کہ اس کو اور زبانون کی تعلیم نہ ملی تھی شریف کسی زمانے مین تو نجد کے حکمران کا بیٹا تھا مگر ایک سیول جنگ کی طفیل سے اسے نجد چھوڑنا پڑا اور وہ پریشان وخستہ ۱۵۸۱ء مین اکبر آباد آیا۔ یہان اسکی بڑی آؤبھگت ہوئی اکبر نے شریف کو اپنے دربار مین بلاکر خلعت فاخرہ سے ممتاز کیا اور سہ ہزاری عہدہ سے فخر بخشا۔

شریف اسم بامسمی تھا۔ سب درباریون سے ملتا تھا لیکن سب سے الگ تھا ہر مجلس مین شریک ہوتا تھا لیکن بحث کا حصّہ نہ لیتا تھا۔ شب وروز اکبر کا شکر گزار رہتا اور بعض بعض وقت اپنی حکومت یاد کرکے روتا تھا۔ مذہبی علوم مین اسے کامل مہارت تھی۔ گفتگو صاف اور شستہ تھی۔ باتین کم کیا کرتا تھا اور کبھی کبھی گفتگو مین متبنی کے اشعار نہایت خوش لہجہ سے پڑھا کرتا تھا۔ قرات کے تمام اصول اپنی لڑکی سعیدہ کو پڑھا دیے تھے علم قرأت مین سعیدہ کو وہ کمال تھا کہ اکبر کی سلطنت بھر مین ایسا قاری کوئی نہین ہوگا۔ سعیدہ کی تعلیم معمولی تھی نہ اسے فلسفہ کی روش تعلیم سے حصّہ ملا تھا اور نہ اس نے منطق کی مسلسل اور پیچیدہ تقریر کو سلجھانے کی دلچسپی لی تھی۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عموماً قرآن شریف کی تلاوت سے اپنی روحی قوت کو بڑھاتی تھی اور اسے دُنیا کی خبر نہ تھی کہ کہان بستی ہے۔ اس کی عمر اب شاید اٹھارہ اُنیس برس کی ہوگی۔ نہ **شریف** کو یہہ خیال آیا تھا کہ اسکے لئے مین کسی خاوند کی تلاش کرون اور نہ **سعیدہ** کو یہہ خیال تھا کہ مین اپنے باپ سے شادی کرنے کی آمادگی ظاہر کرون یہہ بھی ایک قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان خالی ہوتا ہے اسے طرح طرح کے فاسد خیالات آتے ہین اور وہ اولٹی سیدھی نئی نئی باتین سوچتا ہے برخلاف اسکے سعیدہ شب و روز اپنے اس کام مین مشغول رہتی تھی کہ جسمین مشغول رہنا برکت تھا اور نجات آخرت متصور تھی۔

سعیدہ کی ماں کا انتقال ہوچکا تھا اب گھر کا کل انتظام اسی کے اختیار مین تھا۔ تمام خواصین ماما ئین اسیکی ماتحت تھین اور سبکو اس نیک خاتون کو عمدہ اور قابل تعریف انتظام مین رکھنا پڑا تھا۔ سعیدہ ان باتون کے علاوہ نہ تو شمشیر زنی جانتی تھی اور نہ میدان جنگ مین اسے گھوڑا کدانا آتا تھا ہان وہ نجد کے رہنے والی تھی ہاشمی گرم گرم مصفا خون اسکی رگون مین بہت تیزی سے دوڑ رہا تھا۔ اسے کبھی اپنی بہادری کے آزمانے کا موقع نہ ملا تھا تاہم وہ بہادر تھی اور اسمین شجاعت کا مادہ اعلیٰ درجہ کا تھا۔ **جلال الدین** شیروانی **خواجہ نصیر الدین** بدایونی۔ **احمد شاہ** بدایونی۔ **جان احمد** سہسوانی وغیرہ مورخون نے پیاری سعیدہ کی نسبت ایک واقعہ نقل کیا ہے جو جس قدر لطیف ہے اسیقدر حیرت انگیز اور پر لطف ہے ایک دن اکبر نے شریف کو دہلی جانیکا حکم کیا۔ شریف اپنی پیاری بیٹی کو تنہا چھوڑ کر فوراً عازم دہلی ہوا شریف جس کام کے لئے بھیجا گیا تھا وہ ایک پولٹیکل امر تھا جو کسی تحریر مین نہین پایا جاتا۔ اس لئے ہم اسکی بابت کچھ نہین لکھ سکتے نہ ہمارے بیان کا وہ ذکر کوئی جزو ہے۔ ہم سعیدہ کا واقعہ بیان کرتے ہین جو لکھنے کے قابل ہے اکبر کے باڈی گارڈ مین ایک نوجوان سپاہی **شجاع** نامی کپتانی کے عہدہ پر تھا۔ اسکی اکثر شریف سے محبت تھی اور یہہ کبھی کبھی اسکے مکان پر بھی جایا کرتا تھا۔ عربون مین چونکہ زیادہ پردہ نہین ہوتا اس لئے دو ایک بار دعوتون مین جو شریف نے شجاع کی کی تھین انمین شجاع نے سعیدہ کے ناز و انداز حسن و جمال کو بخوبی دیکھ لیا تھا اسکا تیر نگاہ ایسا نہ تھا کہ شجاع کے کلیجے مین لگتا اور پار نہو جاتا۔ وہ سعیدہ پر جان و دل سے فریفتہ تھا۔ مگر مغل ہونے کی وجہ سے اسکے نکاح کی امیدین منقطع ہوگئی تھین اسے ہرگز امید نہ تھی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ مین سعیدہ کے معزز خاوند بننے کا فخر حاصل کرونگا - علاوہ مغل ہونیکے یہہ بھی بات تھی کہ شریف اکثر ذکر کیا کرتا تھا کہ جبتک کوئی نجدی شریف عرب نملیگا مین اپنی بیٹی کا نکاح نکرونگا - جب شریف چلا گیا تو یکایک شجاع کا خیال اسکی طرف رجوع ہوا اور اب وہ اس تک و دو مین ہوا کہ کسیطرح علیحدگی مین پیاری سعیدہ سے باتین کرون - ہمت تو نہ پڑتی تھی کہ تنہا کس منھہ سے جاؤن مگر اپنی طبیعت کو روک نتھام آپ سیدھے سعیدہ کی مکان پر پہنچے - سعیدہ گو حسین تھی لیکن محبت و عشق کے کوچہ سے واقف نہ تھی وہ مثل ان پاکباز شریف زادیون کی تھی کہ جو سوائے والدین کی اطاعت اور فرمانبرداریکے اور کچھ نہین جانتین - جون ہی شجاع پہنچا اوخواص نے جاکر اطلاع کی کہ شجاع آیا ہے - اسنے فوراً سادہ طور پر اندر بلالیا بڑی خاطرداری کی اور آنے کا سبب دریافت کیا - شجاع سوا اسکے اور کیا کہہ سکتا تھا کہ مین آپکی خیر و عافیت دریافت کرنے آیا ہون - شریف میرا بڑا دوست ہے یہہ نہ ہونا چاہئے کہ اُسکے چلا جانیکے بعد مین آپکی حفاظت نکرون اور آپکے خانہ داری وغیرہ کی ضرورتون کو پورا نکرون جیسے مین شریف کا خادم ہون اسیطرح آپکا خادم بننا بھی مجھے فخر ہے جو کچھ کام یا جس قسم کی ضرورت آپ کو ہو آپ اپنا نیازمند دیرینہ سمجھکر ارشاد کیجئے - بظاہر سعیدہ کو کسی چیز کی ضرورت نہ تھی وہ کیا فرمایش کرتی - ابھی تک نہ سعیدہ کو یہہ معلوم تھا کہ شجاع کس غرض سے آیا ہے نہ اس سیدھی سادی خاتون نے شجاع کی محبت بھری نگاہون کی فطرت کو جانا تھا - جیسی سادی اسکی طبیعت تھی اسیقدر بلکہ اس سے بھی سادی اسکی وضع اور صورت تھی یہہ درخواست سنکر سعیدہ نے شجاع کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ حضرت مجھے ابھی کسی چیز کی ضرورت نہین ہے انشاءاللہ جس چیز کی ضرورت ہوگی مین بے تکلف عرض کرا بھیجون گی -

شجاع - صرف اس قدر آپکے ارشاد نے آپکی محبت کے سچے نقوش میری لوح دلپر منقش کر دیے ہین آیندہ مین اُمید کرتا ہون کہ یہہ اتحادیہ رشتہ مضبوط ہوگا اور پھر مجھے یہہ کہنے کا موقع ملے گا کہ مین سعیدہ کا توکلیہ مارا ہون مجھے اس عصمت پناہ خاتون سے دلی موانست ہے اور وہ مجھپر اپنی جان فدا کرتی ہے -

یہہ سنتے ہی سعیدہ چونکی اور اسے یہہ آخری فقرہ کھٹکا - اپنی اس سادہ وضع سے یہہ کہنے لگی - یہہ آپنے کیا فرمایا میری سمجھ مین نہین آیا مین نہین چاہتی کہ آپ مجھے اسبارہ مین مشہور کرین کہ سعیدہ مجھپر مرتی ہے - بیشک اس یقین کرنے کے لئے مین مستعد ہون کہ آپ میری باپ کے دوست ہین لیکن اس اقرار کرنے مین مجھے تامل ہے کہ آپ سے میری بھی موانست ہے - مین آپکو صرف اسقدر جانتی ہون کہ آپ میری والد کے دوست ہین اور مین کچھ نہین جانتی - برائے خدا آپ یہہ لفظ پھر زبان سے نہ نکالیے گا مجھے ڈر ہے کہ کہین میرے باپ کی اسمین بدنامی ہوگی شجاع کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہہ باتین اسقدر ناگوار معلوم ہوئین جتنی کہ شجاع کی باتین سعیدہ کو بری لگین تھین - یہہ دکھاپن بھی نوجوان کو زہر لگا پہلے تو وہ خاموش ہو رہا لیکن بعد ازان وہ یہہ کہنے لگا - کہ جو کچھ آپنے فرمایا وہ میری تقریر کے مفہوم سے بالکل متغایر تھا - نہ مین نے اپنی تقریر مین کوئی لفظ کہا نہ میرا مطلب تھا جو تم سمجھ گیئن - سعیدہ - بات کاٹکر اور کسیقدر ٹالنے کے طور پر - نہین نہین مین نے کچھ ایسا نہین کہا کہ جس سے آپکو صدمہ پہنچے جو کچھ مین نے عرض کیا وہ صرف میری اور آپکی عزت بچانے پر مبنی تھا - بس اور کچھ نہین مین آپکو اپنے باپ کی برابر جانتی ہون - یہہ آخری فقرہ سعیدہ کا شجاع کو زہر معلوم ہوا وہ جلگیا اور آپسے یہان بیٹھنا بھی ناگوار گذرا شجاع فورًا اُٹھ بیٹھا نہ قہوہ کی پیالیان پین اور نہ چاء لی - ہرچند سعیدہ نے کہا بھی مگر ایک نہ سنی اور اُٹھکر چلا آیا سعیدہ چونکہ سمجھدار اور فہیم تھی اور شجاع کی تیوری کو تاڑگئی اور اسے تحقیق ہوگیا کہ یہہ مجھپر نظر بد دیکھتا ہے یا نکاح کرنا چاہتا ہے جسکی درخواست مین کبھی منظور نہین کرنے کی مین سیدانی ہون معمولی مغل بچہ کو اپنا خاوند بنانا جائز نہین جانتی - یہہ تو سعیدہ کے خیالات تھے مگر شجاع نے دوسری خلاف تہذیب و خلاف دوستی چلنی چاہی اسنے قطعی ارادہ کرلیا کہ مین جبرًا سعیدہ کو اپنے قبضہ مین لاکر رہونگا -

گھر پر آیا اپنے فوجی دوستون کو جمع کیا - سبنے دلیری سے کہا کہ ہم آٹھ دس آدمی منتخب ہوکر شب کو چلینگے اور سعیدہ کو جبرًا اپنے ساتھ گھر پر لے آئینگے کوئی بات ہی نہین ہے وہ بہت آسانی سے قبضہ مین آسکتی ہے - باہم مشورہ کرکے ٹھان لی کہ آج کے تیسرے دن اپنی مطلب براری کی تدبیرین کرینگے - تاریخ مقررہ پر دو بجے شب کو آٹھ جوان آہن پوش معہ ان شجاع سعیدہ کے مکان پر پہنچا - یہہ مکان کچھ ایسا قلعہ تو تھا ہی نہین کہ انہین اسپر چڑھنے کی دقت ہوتی چھوٹی چھوٹی دیوارین اور معمولی دروازہ مین پہرا تھی پہرہ دیر ہی تھے اور چارپڑے سوتے تھے - شجاع مکان کے پیچھے کی دیوار کے نیچے آیا جہان کوئی نہ تھا - چار آدمیون کو تو نیچے کھڑا کیا تاکہ وہ گھوڑون کی حفاظت کرین اور مع شجاع کے چار آدمی کمند ڈالکر مکان پر چڑھے اور آسانی سے نیچے اوتر آئے - سعیدہ بیخبر سوتی تھی خواصون کے پلنگ اسکے گرد بچھے ہوئے تھے تمام گھر مین کوئی مرد نہ تھا چاندنی خاصی کھل رہی تھی کوئی مرد کی نام کا پانچ برس کا بچہ بھی نہ تھا - جبکہ شجاع اپنے تین ساتھیون سمیت ممٹی پر آکر بیٹھا اور پرشوخ نگاہون سے سعیدہ کی طرف دیکھا اسوقت اسکی خوشی کا عالم وہ ہی دل جان سکتا ہے کہ جسے کچھ محبت سے مناسبت ہو یا جسنے مدتون کی آرزوؤن اور منتون مرادون کے بعد اپنے مقصد کی صورت دیکھی ہو چارون آدمی آہستہ آہستہ نیچے اوترے اور ان سب پلنگون کو گھیر لیا جنپر سعیدہ بانو اپنی خواصون کے آرام

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کر رہی تھی - اسے کچھ خبر نہ تھی کہ میرے سرہانے کیا ہو رہا ہے وہ کیا جانتی تھی کہ آنکھ کھولتے ہی مین کیا صورت دیکھون گی جس صورت مین اسنے آرام کیا تھا اسکی نقاب کسیقدر چہرہ سے سرکی ہوئی تھی -

چہرہ کی روشنی اور پھر چاندنی کی چمک اور بھی شجاع کے شوق کو دونا کر رہی تھی - شجاع اپنی خوش قسمتی پر مرحبا وصد مرحبا کی صدائین بلند کر رہا تھا اور اب اس یقین کرنے مین کوئی بات بھی باقی نہ تھی کہ سعیدہ قبضہ مین آچکی اب شجاع کو یہہ گوارا نہوا کہ مین کسی اپنے دوست سے اسے جگانے کی تحریک کراؤن بلکہ یہہ آپ جھکا اور اسنے آہستہ سے سرکی ہوئی نقاب کو اور بھی اُس کے چہرہ پر اینچ دیا پھر بھی اسے خبر نہوئی دوبارہ شجاع نے ایک خواص کے چٹکی لی وہ بلبلا کر اُٹھ بیٹھی - اُٹھتے ہی وہان اور ہی صورت نظر آئی - وہ چیخنے کو تھی کہ شجاع نے زور کی آواز مین کہا (تلوار گھسیٹ کر) خبردار اگر تو نے چون بھی کی تو ابھی گردن کاٹ لونگا - وہ گھبرا کر چپکی ہو رہی اور اسپر ایسا خوف طاری ہوا کہ آنکھین ٹکٹکی کھولے رہگئی - اس عرصہ مین مع سعیدہ کی سب جاگ گئین اور انہین کھلابلی پڑی - سعیدہ نے اپنے باپ کے دوست شجاع کو بخوبی پہچان لیا نہ صرف صورت کو بلکہ اسکے دلی منشا کو بھی تاڑ گئی تھی متین اور صابر خاتون اُٹھ بیٹھین اور آہستہ شجاع سے کہا آہا آپ تشریف لائے ہین آیئے بیٹھیے - خانم (ماما کا نام) ذرا حضرت کے لیئے چاء تو بنا لو شجاع نے مسکرا کر کہا کہ اس مکان مین میری چاء پینے کا وقت ختم ہوگیا اے حسینہ خاتون بہت جلد اُٹھ اور میرے ساتھ چل مجھے ڈر ہے کہ تساہل کوئی حسرتناک صورت پیدا کرے یہہ سنتے ہی سعیدہ اُٹھ بیٹھی اور کہا کہ کیا تم مجھے لینے آئے ہو شجاع نے کہا ہان مین لینے آیا ہون -

سعیدہ - کیا آپ مجھے اجازت دینگے کہ مین اپنا زر و جواہر کا صندوقچہ کمرہ مین سے لے آؤن -

شجاع - بہت خوشی سے - بیشک تم جاؤ اور اپنے قیمتی کپڑے نقد روپیہ و زر و جواہر کا صندوقچہ لے آؤ

سعیدہ دوڑی ہوئی اندر گئی اپنے باپ کی بخاری عربی تلوار نکال لائی یہہ تلوار تھی جو حضرت زین العابدین کے پہلو مین کسی زمانہ مین لٹکتی تھی اسکو بڑی عزت اور ادب سے شریف رکھتا تھا - اکبر کو بھی خبر نہ تھی نہین ضرور وہ لے لیتا - شریف اپنی اور اپنی پیاری بیٹی کی جان سے زیادہ عزیز اس تلوار کو رکھتا تھا - جون ہی شجاع کی نظر اپنی مطلوبہ پر پڑی کہ اس کی آنکھون مین غضب انگیز طیش کے شعلے بھڑک رہے ہین اور وہ خونخوار صورت مین جنگ کرنیکو تیار ہے وہ ڈر گیا -

سعیدہ نے کوٹھری نما کمرہ سے نکلتے ہی کہا اے بدکیش یہہ تو محبت کرتا ہے یا قزاقی کرتا ہے تجھے افسوس اس فقرہ کا بھی ذرا پاس نہوا جو مین نے تجھے کہا تھا کہ مین آپکو اپنے باپ کے برابر جانتی ہون - کیا تیرے باپ شریف کی دوستی اسے کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شاید تھی کہ تو یون قزاقانہ میری گھر مین نامردون کیطرح چلاآئی اور مجھے اپنی گھر لیجانے پر مجبور کری خیر اب معلوم ہوا کہ یہان تیری قضالائی ہی - دیکھ لی یہہ تلوار جو میری ہاتھ مین ہے حضرت زین العابدین کی تلوار ہی جسنے تجھ ایسے بدکیشون کے لاکھون سر اُڑادیے اور ہنوز خون کی اسیطرح پیاسی ہے -

شجاع آگ بگولا ہوکر - غرض یہہ ہی کہ تو اپنی ساتھ اپنی بیگناہ خواصون کو بھی ہلاکت مین ڈالیگی - افسوس صد افسوس تو یہہ خوب سمجھ لی اگر تو زندہ میری ہاتھ مین آگئی تو تو تو میری بیگم ہی اور جو مُردہ ہوکر ہاتھ آئی پھر بھی مین تجھے اپنے ہی مکان کے صحن مین دفن کرونگا -

قصہ مختصر یہہ کہ باہم لڑائی ہونے لگی چارون جوان اس عربی خاتون پر حملہ کر رہے تھے پھر بھی اسپر فتحیاب نہو سکے تین آہن پوش مارے گئے شجاع سخت زخمی ہوا اور سعیدہ بھی زخمون سے چور ہوکر گر پڑی - خواصون نے موقع دیکھکر اپنی گھر کا دروازہ کھولدیا اپنی پہراتیون کو اندر بلالیا - اور سارا ماجرا بیان کیا - وہ اور بھی ڈری اور سمجھے کہ ہمپر دیکھئے کیا آفت آتی ہی - ان چار سوارون نے بڑی دیر تک رستہ دیکھکر اپنی گھوڑون کو چھوڑدیا اور آناً فاناً میز وہ چھت پر چلے آئی چاندنی کھل رہی تھی انہون نے یہہ اور ہی سامان دیکھا بھاگنا چاہتے تھے کہ سپاہیون نی ان چارون کو گرفتار کرلیا - علی الصباح اس مقدمہ کے اکبر نے پورے حالات سنے (خواصون کی زبانی) آسنی فوراً شریف کو واپس بلوالیا اسکی بیٹی کی شجاعانہ کوشش اور عصمت بچانی پر دل سی آفرین کہی کئی ہزار روپے لڑکی کو انعام کے دیے اپنی خاص طبیب علی کو مقرر کیا جسنے نوجوان شجاع اور سعیدہ کو بہت جلد اچھا کردیا - دوبارہ نئے سر سے اس مقدمہ کی تحقیقات شروع ہوئی - اور سعیدہ کے اظہار لئے جو کچھ خواصون نے بیان کیا تھا وہ ہی ہو بہو سعیدہ نے بیان کردیا شجاع بھی جھوٹ نہ بولا اور سعیدہ کے ساتھ ہمزبانی کی - فیصلہ یہہ ہوا کہ شجاع کو معہ اسکے چار ساتھیون کے سزای موت دی گئی اور شریف کی بیٹی کو خلعت فاخرہ دیکر رخصت کیا چندروز کی بعد اکبر نے حکیم ہمام کے ذریعہ سی نسبت بھیجکر اپنی شادی کرلی - اکبر کہا کرتا تھا کہ میری محل کو اور مجھے اب شرف حاصل ہوا ہے یہ نجدی خاتون او بھی سیدانی میری بیوی بنی - یہہ واقعہ ہمیشہ یاد کرکی سعیدہ آنسو بہاتی تھی - اسے افسوس اگر تھا تو یہ تھا کہ صرف میری باعث سی اتنی نوجوان آدمیون کی خون ہوئے - حلیمیر صاحب لکھتے ہین کہ سعیدہ کو فطرت سی رحم کا بہت بڑا حصہ ملا تھا - وہ طبعی رحیم تھی اور رحم ہی مین رہنا پسند تھا - یہہ جیسی صاف صورت اوصاف باطن تھی اسیقدر صاف گو تھی - تنہائی کی ہمیشہ شایق تھی اکبر کی اور بیویون سی بہت ملا کرتی تھی - ہان سلیمہ سلطانہ یا جودہ بائی سے کبھی کبھی مل لیا کرتی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تہین جو اسکی عزت سیدانی ہونے کیوجہ سے بہت کرتی تہین۔

یہہ اصل مین اکبر اور اسکی بیگمون کی مذہبی پالیسی سے موافق نہ تھی اور بیگمین جو امام مہدی یا بعض وقت پیغمبر ٹہیرا دیتی تہین اسی یہہ باتین سُن سُنکر نفرت ہوتی تھی اور صاف کہدیا کرتی تھی اس چند روزہ زندگی پر اگر ہم اتنا بڑا گناہ کیا کہ جسکا کفارہ ہونی نہین سکتا پھر ہماری اس عقل او فہم پر لعنت ہے۔

ایکدن بقول ملمین کے سلیمہ سلطانہ نے دریافت کیا کہ شاید تم اپنے شہنشاہ خاوند اکبر سے محبت نہین رکھتین حالانکہ اکبر کی توجہ تمپر خصوصیت سے مبذول تھی اور وہ نسبتہً تمہین عزیز بھی رکھتا ہے۔

سعیدہ۔ دانتون مین اُنگلی دیکر۔ مین کیا اور میری ہستی کیا شہنشاہ کا کرم ہے کہ مجھپر وہ اسقدر عنایت رکھتے ہین ورنہ مین انکی لونڈیون کے برابر بھی نہین ہون۔ من آنم کہ من دانم کا مضمون ہی۔ میری ایسی معزز خاوند پر جان فدا ہی یہہ تم نے کیا دیکھکر کہا۔ ابھی اگر وہ ارشاد کرے تو مین جان دینے کو موجود ہون۔

سلیمہ سلطانہ۔ جب یہہ بات ہی پھر کیا وجہ ہے کہ تم اسکی مہدیت یا نبوت پر یقین کیون نہین لاتین۔

سعیدہ۔ یہہ کبھی نہین ہو سکتا کہ مین خدا کی بات کو جھوٹ سمجھون جسکی مٹھی مین میری جان ہی۔ مین اپنے معزز خاوند کی اسی حد تک تعظیم و اطاعت کر سکتی ہون جتنی کہ مجھے میری سچے نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہی چونکہ نبوت ہمارے نبی پر ختم ہو چکی ہی اس لئے اکبر کوئی دعوی کرے وہ کاذب ہے۔ مہدیت بھی مطلق اکبر مین نہین پائی جاتی جو وضع اور نقشہ ہمارے نبی صلعم نے کھینچ کر بتایا ہی اسمین اور اکبر مین بہت بڑا فرق ہے"

ان باتون اور خیالات سے صاف ظاہر ہی کہ اُسے اپنے ایمان اور دین کا کتنا پاس تھا اور وہ اپنے پاک خیالات کے آگے اکبر کی کچھ بھی حقیقت نہ جانتی تھی۔ رفتہ رفتہ سعیدہ مین شاعری کا مذاق بھی ہو گیا تھا مگر عموماً شعر عربی زبان مین کہا کرتی تھی۔ اسکا بہت سا وقت تنہائی یا شاعری مین گزرتا تھا۔ کبھی کسی کی مدح مین ایک مصرع بھی نہ کہا۔ صرف حمد اور نعت مین اپنی طبیعت کی روانی نثار کرتی تھی۔

اسکے اشعار اکثر اکبر پڑھا کرتا تھا اور اسے بہت پیارے تھے۔ بعض مورخون نے لکھا ہی کہ اکبر بھی تُرکی زبان مین بعض بعض وقت کوئی شعر موزون کر لیا کرتا تھا مگر یہہ بات محض غلط ہی نہ اس نے کبھی شعر کہا نہ شعر کہنا چاہا کیونکہ شاعری اور فسکار کو فضول جانتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ علاوہ اور فضول کامون کے یہہ دو کام بھی محض فضول ہین۔ جنکا کوئی نتیجہ ہی نہ کوئی فائدہ ہی۔ ہان یہ بات بیشک تھی کہ فرصت کے وقت بہت شوق سے دوسرون کے اشعار سنکر ان کی داد دیتا تھا۔ یہہ کبھی نہین ہوا کہ اشعار پر یا کسی تعریفی قصیدہ پر کچھ دیدیا ہو زبانی تعریف کبھی کبھی ممکن تھی ہان یہہ نہ تھا کہ فضول امرا کی طرح سے اپنی تعریفی اشعار پر ہزار ہا روپیہ دیدین اور فقیر ہو جائین۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سعیدہ کی رفتار مین سادگی لطافت۔ پاکیزگی۔ مطالب کی بندش۔ معانی کی چستی۔ عبارت کا تسلسل الفاظ کی نشست اعلی درجہ کی ہوتی تہی۔ جو عادتین کہ سعیدہ مین تھین بہت سی عربی طریقہ او وضع کی تھین جسمین ہندی عادتون سے بہت تفاوت تھا۔ سعیدہ کا تمام جہان کے شوقون مین ایک شوق بہت بڑا تھا اور اس بیچاری نے آخر الامر اسی مین جان دی۔ جس افسوس ناک واقع کی نسبت جلال الدین شیرانی نے افسوسناک الفاظ مین لکھا ہے۔ ۱۵۹۶ء مین اکبر سے اجازت لیکر اپنے بیٹے مُراد کے ساتھ الہ اباد گنگا اور جمنا کا معانقہ دیکھنے اگرہ سے تشریف لیگئی۔ یہہ وہ مقام ہے کہ جہان جمنا گنگا مین ملکر ایک ہوگئی ہے واقعی مقام نہایت پر فضا ہے اور دیکھنے کے قابل ہی یہہ معانقہ ہندونکا بہت بڑا معابد ہی بڑے بڑے سیاح اس خوش نظارہ کو دیکھنے آتی ہے یہان گنگا کا پاٹ بہت بڑا ہوگیا ہے۔ آفتاب کی الوداعی خونی کرنین غروب ہوتے وقت کیا ہی بہلی لگتی تھین۔

مُراد کے ساتھ کشتی مین بیٹھی ہوئی سیر کر رہی تھی۔ کئی خواصین اور خدمت گارنیان موجود تھین۔ کشتی آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ دریا بھی خوب زور ون پر تھا۔ سعیدہ اور مراد کی ڈوریان پڑی ہوئی تھین ایک گرفتار شدہ مچھلی کے کباب ہو رہی تھی۔ آفتاب عنقریب غروب ہونے کو تھا ہوا بھی بھینی بھینی اور خنک خنک چل رہی تھی۔ فطرت کا خوشنما نظارہ جان و تن کو بڑھا رہا تھا۔ کہ اسی اثنا مین ایک بڑی مچھلی نے جو اس سے پہلے اس دریا مین کبھی نہین دکھائی دی ٹکر ماری ادھر ٹکر کا لگنا تھا کہ چشم زدن مین کشتی اوندھی ہوگئی۔ صرف مراد تو بچا باقی بہتیرا جال ڈلوایا لیکن کہین سعیدہ کے نعش کا پتہ نہ نکلا اور سب خواصین نکل آئین (مردہ) اکبر پر اس صدمہ نے ناقابل برداشت اپنا خونی اثر ڈالا اور مراد پر بھی اسقدر غم کا پہاڑ ٹوٹا کہ اگر چند مصاحب روکتے تو وہ خودکشی کر لیتا۔ اس بیچاری عصمت پناہ کی جان اس بیکسی مین ضائع ہوئی۔ فقط۔ اکبر کی ان بیگمات کے علاوہ اور بھی بہت سی حرمین و بیگمین تھین چونکہ ان کے حالات تاریخ مین نہین ملتے اسلئے ناظرین سے معافی مانگ کر اکبر کی بیگمون کا سلسلہ انہی چھہ پر ختم کیا جاتا ہے۔

اکبر کے دربار کے نورتن

ابوالفضل وزیر اعظم اور وزیر جنگ

ابو الفضل جسکی شہرت تمام مشرقی اور مغربی دنیا مین ہی ایک عجیب دماغ کا آدمی تھا۔ یہہ اصل مین یمنی نژاد تھا ۹۵۸ھ ہجری مین پیدا ہوا تھا اسکا باپ شیخ مبارک ایک فاضل اجل شخص تھا جو کچھ ابوالفضل نے حاصل کیا وہ اپ نے باپ سے۔ پندرہ برس کی عمر مین ابو الفضل فارغ التحصیل ہوگیا تھا۔ اس نے خود اپنی تعلیم کی کیفیت لکھی ہے۔ جب ابو الفضل کے باپ کا انتقال ہوگیا تو ابو الفضل نے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اپنے باپ کی قرآنی تفسیر کو جو کچھ رہگئی تھی پورا کرکے اپنے دوستون مین تقسیم کردی کسی
نے اکبر کو یہہ سمجھا دیا کہ خطبہ مین حضور کا نام درج نہین ہوا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس
ملازادہ کے دل مین حضور عالیجاہ کی عزت نہین ہے - اکبر ابو الفضل سے ناراض ہوگیا
اسپر ابوالفضل نے ایک قطعہ اکبر کو لکھکر بھیجا اور ایک آیت کی تفسیر بھی اکبر کے نام کی لکھدی
چونکہ اس قطعہ سے اکبر کا غصہ ابو الفضل کا عذر - اسکی تعلیم کی کیفیت کھلتی ہے اسلئے
درج کیا جاتا ہے **قطعہ** منت خدائرا کہ گہرہائے شاہوار * گر تاب میکنند بانجم برابری
زالماس کلک سفتۂ درسلک انتظام * آوردہ آنچنانچہ خوش آید بجوہری * ازق ردر خوست کہ ہر جوہری
ازآن * سازند گوشوارہ خورشید خاوری * بہر نثار شاہ کہ گوہر شناس عقل * چون او ندیدہ
بپاکیزہ گوہری * سلطان عہد اکبر غازی کہ بر سپہر * خورشید کسب کرد از و ذرہ پروری
زر بخشش خسروی کہ زافراط جود اوست * خورشید عاجز از عمل کیمیا گری * در عہد او زبسکہ
ہنر را رواج شد * عیب ست ہرچہ ہست بغیر از ہنروری * از مین عہد بادشاہ و جہد اوستاد
طبعم نمود یاری و توفیق یاوری * دہ سال پیچ پیش پدر کافرین برو * تحصیل کردہ ام زعلوم
مقرری * دو دچراغ خوردہ شب آوردام بزور * معذورم ار نماند دماغ مراتری * شاہا منم
کہ بعد ہزار ار زوئے دل * بختم نمودہ سوئے جناب تو رہبری * دارم خیال آنکہ دماغ
امید من * از عطر التفات تو یابد معطری * دست مرا بگیر کہ دستم زکار رفت * در بحر رنج
بسکہ نمودم شناوری * آن چشم دارم از نظر بندہ پرورت * کز عین التفات برین تحفہ
بنگری * تفسیر دل نشست موشح بنام شاہ * تاریخ نام او شد تفسیر اکبری * * * *
جون ہی یہہ قطعہ اکبر نے دیکھا ابو الفضل کا قصور معاف کردیا اور گوناگون عنایات
مبذول کین -
ابو الفضل ایک بہت بڑا فلسفی تھا اور اسی لیے اسکا دماغ ملانون کی طرح ٹھوس تھا
جس بات مین رائے دیتا تھا وہ فضلا کی جماعت مین بڑے افتخار اور قدر سے قبول
کرلی جاتی تھی - ابوالفضل نے اپنے سگے اور سوتیلے بھائیون کی تعریف لکھی ہے
نہ صرف ابو الفضل نے بلکہ باہم ایک دوسرے کی بوح سرائی کرتے ہین اس سے معلوم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوتا ہے کہ یہہ کیسے لایق اور شریف تھے اور ان کو باہم کیسی اعلی درجے کی تعلیم ملی تھی۔ کیونکہ شیخ مبارک آگرہ مین سائنس اور فلسفہ کا ایک زمانہ مین پروفیسر تھا۔ مبارک پہلے سنی المذہب تھا پھر یہہ شیعہ ہوگیا اور آخر فلسفہ کی کتابون کا مطالعہ کرتے کرتے آزاد خیال بن گیا۔ جب لوگون کو یہہ ظاہر ہوا کہ شیخ مبارک دہریہ ہوگیا ہے اونہون نے اسپر نرغہ کیا اور چاہا کہ اسکو قتل کرکے غازی بنین مگر یہہ اپنی جان بچانے کے لئے معہ کنبہ آگرہ سے بھاگ گیا بظاہر اس کے بیٹے وہین جمے رہے کیونکہ وہ تمام ارکان اسلام ادا کرتے تھے گویا باطنًا بقول الیفنسٹن صاحب تاریخ ہند صفحہ ۳۳۵ وہ ہرگز وہ ہرگز مسلمان نہ تھے۔ فیضی ابو الفضل سے بڑا تھا تاہم اس نے ابو الفضل کی بڑی تعریف کی ہے جس کو ابو الفضل نے خود نقل کیا ہے۔ فیضی کے قصیدۂ فخریہ مین سے چند اشعار لکھے جاتے ہین۔ اشعار جائے کہ از بلندی وپستی رود سخن * از آسمان سرآمد واز خاک کمترم * با این چنین پدر کہ نوشتم مکارمش * در فضل مفتخر گرامی برادرم * برہان عقل وفضل ابو الفضل کردمش * دار و زمانہ مغز معانی معطرم * صد صالہ رہ میان من واوست در کمال * در عمر گرازدو سہ سالہ فزون ترم * در چشم باغیان نشود قدر او بلند * گر از درخت گل گذرد شاخ عرعرم * ابو الفضل کے مفصلہ ذیل بھائی تھے فیضی سنہ ۹۵۴ہجری مین پیدا ہوا جس کا ذکر آیندہ مفصل آئیگا دوسرا بھائی شیخ ابو البرکات ۱۷ شوال سنہ ۹۶۰ہجری مین پیدا ہوا۔ یہہ شخص سپاہیانہ روح اور فقیر پرستی مین بڑا مذاق رکھتا تھا اور اس کا اکثر وقت شکار اور فقیرون کی صحبت مین صرف ہوتا تھا۔

تیسرے شیخ ابو الخیر جو ۲۲۔ جمادی الاول سنہ ۹۶۷ہجری مین پیدا ہوا یہہ شخص اپنی صداقت مین مشہور انام تھا۔

چوتھے شیخ المکارم اس کی پیدایش دوشنبہ ۲۳۔ شوال سنہ ۹۷۶ہجری کو ہوئی نوجوانی مین ابو الفضل کا یہہ بھائی بڑا بیچیا تھا۔ ادھیڑ عمر مین پھر صلاحیت کی طرف مائل ہوا اپنے باپ سے معقول ومنقول پڑھی اور کسی قدر امیر فتح اللہ شیرازی سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بھی تعلیم حاصل کی۔
پانچوین شیخ ابو تراب اوسکی ولادت بروز جمعہ ۲۳ ذی الحجہ ۹۸۸ ہجری کو ہوئی۔ یہہ ابو الفضل کا سوتیلا بھائی تھا اس کی تعریف ابو الفضل نے اپنی تصنیفات مین بہت کی ہے۔
چھٹے شیخ ابو الحامد اسکی پیدایش روز دوشنبہ سوم ربیع الآخر ۹۹۰ ہجری کو وقوع مین آئی۔
یہہ دونو بھائی ابو الفضل کے سوتیلے تھے۔ کل آٹھ بھائی تھے جنمین سے دو بھائیون نے اکبر کے دربار مین بڑے بڑے عہدے حاصل کئے لیکن پھر بھی یہہ سب بھائی اول درجہ کے فاضل اجل تھے اور ان مین ایک دوسرے سے چڑھا بڑھا تھا۔ ابو الفضل نے جو کچھ تعلیم حاصل کی وہ علاوہ عملی ہونے کے ذہنی اور اخلاقی بہت تھے۔ یہہ پہلے ادنیٰ درجہ کے عہدہ پر مقرر ہوا اور رفتہ رفتہ ترقی کرتے کرتے بڑے عہدہ وزارت پر پہونچ گیا۔ ایلفنسٹن صاحب اپنی تاریخ ہند صفحہ ۵۳۴ مین لکھتے ہین کہ ابو الفضل اکبر کو نہ صرف اپنی قابلیت دماغ اور فلسفیانہ مسائل سے خوش کرتا تھا بلکہ سلطنت کے کامون مین وہ مدد دیتا تھا گویا ایک ہی تمام سلطنت کے کاروبار چلانے کی کل تھا۔ ابو الفضل کو پرائم منسٹری یعنے وزیر اعظم کا بھی عہدہ تھا اور وزیر کا بھی عہدہ تھا اور وزیر جنگ بھی بنا دیا گیا تھا جس نے آئین اکبری دیکھی ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ ابو الفضل کو حیوانات کا کسقدر علم تھا نہ صرف حیوانات کا بلکہ تمام جہان کے علوم فنون اور قوانین ملکی پر وہ ایسا ہی حاوی تھا گویا قدرت نے اسے اسی لئے پیدا کیا تھا۔ ایک دن اکبر نے مسیحی پادریون یہودیون مجوسیون۔ مسلمانون۔ برہمنون کو جمع کیا اور ان سے مباحثہ کی ٹھہرائی۔ مسیحیون کا سرغنہ پادری ردیف تھا جسکو مسٹر بلوچمین نے مسٹر ریڈریف لکھا ہے۔
مسیحیون نے اپنا سرپنچ ابو الفضل کو بنایا اب بحث ہونی شروع ہوئی خوب بحث ہوئی مگر کچھ فیصلہ نہین ہوا۔ آخر پادریون نے ایک خوفناک آگ روشن کی اور مسلمانون سے کہا کہ کیا تو ہم انجیل ہاتھ مین لیکر آگ مین چلے جاتے ہین اور یا تم قرآن شریف لیکر آگ مین گر پڑو۔ اور ہر مسلمان آمادہ ہوگئے اور تو تو مین مین ہونے لگی جھک جھک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوتے ہوتے وقت بہت گذر گیا اور کچھ نہ کہلا۔ اکبر اس جھگڑے اور مذہبی بحث سے شاد شاد ہوا جاتا تھا۔ پادری ردلیف جو بڑ تکال کار ہنے والا تھا اور پادریون کا سرغنہ تھا اکبر کو خوش دیکھکر بہت خوش ہوا اور یہہ سمجھا کہ شاید مذہب مسیحی کی صداقت اس کے ذہن مین جم گئی ہے اسی لیے یہہ بہت خوش ہوتا ہے پادری ردیف ابوالفضل کے پاس آیا اور کہا کہ مین پہلے تمہاری دعوت مسیحی مذہب کی کرتا ہون اور جب تم عیسائی ہوجاؤ گے تو اکبر کا مسیحی ہوجانا کوئی بات ہی نہین ہے۔ یہہ سُنکر ابوالفضل بہت ہنسا اور کہا پادری صاحب آپ اپنے دین کو اپنے ہی سینون تک رکھیئے اور اپنے ہی گرجون مین مقید رکھیے ہمارا شہنشاہ مذہبی گفتگو کا شایق ہے وہ متعصب نہین ہے ملکی حالت مین سبکو ایک نظر سے دیکھتا ہے۔ آیندہ ایسی بات زبان سے نہ نکالنا۔ پادری ردیف یہہ سُنکر بغلین جھانکنے لگے اور سوائے معذرت کے انہین کچھ نہ بن آیا۔

ابوالفضل اکبر اور سلطنت کا اصلی خیر خواہ تھا۔ اپنی خیر خواہی اور عالی طبیعتی اور حُسن انتظام سے اکبر کا دل اپنے ہاتھ مین لے لیا تھا جو ملکی معاملات مین اکبر کو مشورہ دیتا اکبر اسے قبول کر لیتا۔

ابوالفضل کبھی اکبر کے کسی بیٹے کو آگرہ مین زیادہ نہ رہنے دیتا تھا۔ جہان کسی بیٹے نے عرضی بھیجی کہ بندہ کو اتنی مدت ہوئی اب چاہتا ہون کہ حضور کی قدمبوسی سے فیضیاب ہون اسکا جواب ابوالفضل لکھدیتا تھا کہ حضور بندگان عالی متعالی کی بھی طبیعت چاہتی ہے کہ اپنے نورچشم کے دیدار سے اپنا دل خوش کرین مگر امور سلطنت اور پولٹیکل پیچیدگیان مجبور کرتی ہین کہ ہم تمہارے دیدار سے اور چندے باز رہین۔ ابوالفضل کی شہزادون کو دارالخلافتہ سے دور رکھنے کی یہہ غرض تھی کہ یہہ کہین عیش طلب نہو جائین اور اپنے باپ کے خلاف اُمرا سے سازش کرکے خلاف کارروائی نکرین۔ جہان کسی شہزادہ نے ایک مہم سے فراغت پائی ابوالفضل نے دوسری مہم پر دور و دراز فاصلہ پر روانہ کردیا۔ اس کارروائی سے سب شہزادے ابوالفضل سے جلتے تھے سب سے زیادہ شہزادہ سلیم جانی دشمن تھا۔ جو بعد ازان جہانگیر کے نام سے مشہور ہوا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جہانگیر نے اپنی سوانح عمری یعنے جہانگیر نامہ مین خود لکھا ہے کہ یہہ ملعون (یعنے ابوالفضل) ہماری طرف سے حضرت جنت آشیانی کی طبع اقدس کو منغص کرتا رہتا تھا اسی سبب سے مین نے نرسنگہ دیو کو حکم دیکر قتل کروا ڈالا۔

اس سے صاف ظاہر ہے شہزادے خصوصاً جہانگیر ابوالفضل سے کیسا جلتا تھا اور اسکی کیسی جانی دشمنی تھی جہانگیر خوب جانتا تھا کہ ابوالفضل سے بہتر پرائم منسٹر اکبر کو نہین ملنے کا مگر پھر بھی اس نے اس کے قتل کروا ڈالنے مین ذرا تامل نہ کیا۔ بظاہر ابوالفضل کے ہاتھ تمام ملک پر اسقدر پھیلے ہوے تھے کہ یہہ صاف معلوم ہوتا تھا کہ اگر اکبر کا انتقال ہوگیا تو تو یہہ محض ناممکن ہے کہ ابوالفضل کے آگے کوئی اور شہنشاہ بنتا۔ یہہ خیال شاید جہانگیر کا درست ہوا مگر ابوالفضل کی ہرگز یہہ نیت نہ تھی نہ اس نے کبھی چاہا۔ اکبر کی زندگی مین یہہ دو تین خونخوار حسرت ناک سانحے ایسے گذرے تھے کہ جنہون نے اکبر کی کمر کو دہورا کردیا اور پھر اُسے اپنی زندگی بھی پیاری نہ رہی۔ یہہ ہولناک اور دل گداز واقعہ جو ابوالفضل کے ساتھ گذرا ہم درج کرتے ہین کہ ابوالفضل کیونکر مارا گیا اور کس بیکسی کی حالت مین اسکا قتل ہوا۔

اکثر درباری جیسا کہ ہم پہلے لکہہ آئے ہین ابوالفضل کے دشمن ہوگئے اور اسکی وجہ یہہ تھی کہ ابوالفضل نے ادنی عہدہ سے اعلی عہدہ پرائم منسٹری کا حاصل کرلیا تھا۔ یہہ چرچہ ہوا کرتا تھا کہ ایک طالب علم کو وزیر جنگ بنا دیا اکبر کی کم عقلی کو دیکھئے کیا کیا نتیجے پیدا کرتی ہے کیسا ہی آدمی مستقل مزاج اور سخت ہو لیکن پھر بھی لوگون کی خواہ مخواہ کی یورش بُری ہی معلوم ہوتی ہے۔

اکبر کا چھوٹا بیٹا مدت سے دکن مین گرم جنگ تھا مگر کچھ نتیجہ حاصل نہوا آخر اکبر سے ابوالفضل نے عرض کیا اگر حضور حکم دین تو مین بہت جلد قلعہ فتح کرلون پہلے اکبر نے انکار کیا لیکن جب ابوالفضل نے بہت ضد کی تو اکبر نے اجازت دیدی۔ یہہ ادہر روانہ ہوا یہان پہلے ہی سے جہانگیر اکبر سے ناراض الہ آباد مین بیٹھا ہوا تھا۔ جب اکبر بذات خود دکن کی مہمون مین مشغول تھا تو جہانگیر نے یہہ موقع ہاتھ پیر مارنے کا اچھا دیکھا وہ پہلے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دارالخلافۃ کی طرف بڑھا مگر اگرہ کے گورنر کے آگے اپنی دال گلتی نہین دیکھی سیدھا الہ آباد پھنچا اور بہت آسانی سے اس شہر پر قبضہ کرلیا خزانہ بھی جسمین تیس لاکھ روپیے تھے وہ جہانگیر کے دست تصرف مین آگیا۔ اکبر کو اپنے بیٹے کی کرتوت معلوم ہوئے اس نے ایک خط نافرمان اور سرکش بیٹے کو لکھا کہ جو کچھ تو کر رہا ہے تو کیا نہین جانتا کہ اس کے برے نتائج تیرے لئے کیا ہون گے۔

سلیم نے اکبر کے اس خط کا جواب نہایت عاجزانہ دیا اور جب اکبر اگرہ کی طرف بڑھا تو جہانگیر راجپوتون کی فوج لیکر اٹاوہ پر استقبال کے لئے موجود ہوا۔ کیا تو سلیم کی یہہ غرض تھی کہ اپنے بوڑھے باپ سے ہمنبرد ہو یا فرمان برداری کا اظہار کرے اکبر نے لکھدیا کہ اگر تو ہمارے استقبال کے لئے آیا ہے تو تو تنہا آ اور نہین الہ آباد واپس چلاجا سلیم نے آخرالذکر حکم پر عملدرآمد کیا اور راجپوتون کی فوج لیکر الہ آباد واپس چلا آیا۔ اغلباً وہ باہمی معاہدہ سے واپس پھرا تھا کیونکہ چندہی روز بعد بنگال اور اوڈیسہ سلیم کو بخش دیا گیا۔ یہہ دونو ملک جہانگیر لیکر خاموش ہو رہا اس عرصہ مین جب ابوالفضل نے دکن فتح کرلیا تو کسی خاص ضرورت سے اکبر نے دکن ابوالفضل کے نام فرمان جاری کیا کہ تو اپنی جگہ اپنے بیٹے عبدالرحمن کو چھوڑ کر جریدہ حضور مین روانہ ہوا۔

ابوالفضل نے فوراً تعمیل حکم کی اور اپنے بیٹے عبدالرحمن کو چھوڑ کر روانہ ہوا۔ کل چھ آدمی ابوالفضل کے ہمراہ تھے۔ جہانگیر کو جو ہنوز الہ آباد مین مقیم تھا یہہ خبر لگی کہ تمہارا دشمن تنہا چلا آرہا ہے یہہ سنتے ہی سلیم کو اپنے دشمن پر قبضہ کرنیکا اچھا موقع ملا کیونکہ وہ ہمیشہ اس تاک مین لگا رہتا تھا فوراً راجہ نرسنگہ دیو راجہ اُرچا بندیلکھنڈ کو بلایا یہہ راجہ بھی بغاوت مین جہانگیر کے شریک تھا۔ جب وہ حاضر خدمت ہوا تو سلیم نے اپنا عندیہ اس سے ظاہر کیا اور یہہ کہا کہ اس موقع پر ابوالفضل نکل گیا تو پھر داؤن پر نہین چڑھنے گا۔ اور جو یہہ زندہ بچکر اکبری دربار مین داخل ہو گیا تو خبر نہین مجھپر کیا کیا نئی نئی آفتین نازل کرائے گا۔ اس نے ہاتھ باندھکر سر جھکا دیا اور کہا جو کچھ حضور حکم کرین وہ کیا جائے۔ جہانگیر نے کہا بس سوا اس کے اور کیا حکم دے سکتا ہون کہ تم دس ہزار راجپوت سوار لیکر روانہ ہو جاؤ اور رستہ ہی مین

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اسکو جالو۔ دھڑ سے کچھ غرض نہین لیکن سر ضرور لیتے آنا۔

نرسنگھ دیو بندیلکھنڈی دس ہزار راجپوت لیکر روانہ ہوا اس عرصہ مین ابوالفضل اجین تک آگیا۔ مخبر نے خبر دی کہ نرسنگھ دیو اس راہ سے جہانگیر کا بھیجا ہوا آرہا ہے آپ ہوشیار ہو جاوین۔ ابوالفضل نے اس خبر کو کچھ وقعت کی نظر سے نہین دیکھا نہ اسپر غور کیا کہ یہہ مخبر کیا کہتا ہے بلکہ چھ آدمیون کو لیکر بیدھڑک آگے بڑھا۔ ابوالفضل قصبہ انتری اور سرائے کے درمیان گوالیار کے پاس پہنچا تھا کہ نرسنگھ دیو بندیلکھنڈی کی راجپوتی فوج کی برچھیان چمکنے لگین۔ جتنے ہمراہی تھے سب خائف ہو گئے اور انہون نے ابوالفضل سے عرض کیا بہتر ہے حضور قصبہ انتری مین تشریف لیچلین اور وہان سے کچھ امداد بہم پہنچا کر نرسنگھ دیو سے مقابلہ کرین۔ ابوالفضل نے جواب دیا کہ یہہ تو مین بھی جانتا ہون کہ نرسنگھ دیو ہم سے کئی ہزار درجہ زیادہ ہے اور ہم کل سات آدمی ہین مگر یہہ نہ میرے لئے بلکہ میرے آقا کے لئے سخت توہین کی بات ہے کہ اس کا وزیر اعظم ایک قصبہ انتری والے سے عاجز ہو کر معاونت چاہے۔

بڑے بڑے مؤرخون نے ابوالفضل کے اس ناواجب خیال پر بہت بڑے بڑے اعتراض کئے ہین ایک مورخ نے لکھا ہے کہ ملاّ نے پنے کی رگ زور کر آگئی تھی کہ وہ ایسا ضدی بنگیا ورنہ انتری والے سے طلب مدد ہونا کوئی نازیبا امر نہ تھا۔ وہ اپنی اسی ہٹ دھرمی اور ضد مین رہا اور اس نے انتری والے سے مدد نہ لی۔ یہانتک کہ نرسنگھ دیو کی قہار فوج نے چارون طرف سے ابوالفضل کو گھیر لیا۔ لاکھہ کچھ بہادر اور شجاع زبردست ہو پھر بھی چھ سات آدمی کیا کر سکتے تھے۔

نرسنگھ دیو بندیلکھنڈی نے پہلے ایک راجپوت نوجوان کو حکم دیا کہ ابوالفضل کا سر کاٹ لا نوجوان راجپوت بھالہ پھیرتا ہوا آگے بڑھا اور ابوالفضل کے آگے کھڑا ہوا پہلے اسنے یہہ کہا کہ آپ اگر اپنی جان کی خبر چاہتے ہین تو ہتیار ڈالدیجے ورنہ ابھی آپ کی گردن اُتار لی جائے گی۔ یہہ بے ادبی اور گستاخی ابوالفضل کو بُری معلوم ہوئی پاس کھڑے ہوے ہمراہی نے اس مغرور راجپوت نوجوان کو بھری ہوئی قرابین ماری۔ وہ نوجوان چارون خانہ چت گر پڑا پھر دوسرا نوجوان آگے بڑھا اسکو ابوالفضل کے سائیس امجد نامی نے قتل کر ڈالا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تیسرا نوجوان راجپوت غصہ مین آگے بڑھا یہہ لوہے مین غرق تھا ایک کندھے پر فولادی
وزنی گرز اور دوسرے ہاتھ مین تلوار۔ اس راجپوت کے ہاڑ بھی زبردست تھے اور بہت
چوڑے چکلے تھے۔ اس نے باآواز بلند یہہ کہا ابو الفضل تیری وزارت کا زمانہ ختم ہوگیا
اگر تو اپنی جان بچانا چاہتا ہے تو فوراً ہتیار ڈالدے ورنہ تیرے جسم کو گھوڑون کی ٹاپون سے
روندوا دونگا ابو الفضل کو یہہ سنکر غصہ آگیا اور وہ تلوار نکالکر آگے بڑھا۔
دو تین ہی ہاتھ ہوتے تھے کہ بہادر راجپوت کا سر ابو الفضل کے پیرون مین پڑا ہوا دکھائی
دیا۔ نرسنگہ دیو بندیلکھنڈی کو ابو الفضل کی اس بہادری اور دلیری سے خوف معلوم ہوا
اس نے ایک ہی بار سو راجپوت نوجوانون کے پرے کو حکم دیا کہ سب ملکر ابو الفضل پر حملہ
کرو۔ بھلا کہان سو آدمی اور کہان سات۔ ابو الفضل معہ اپنے ہمراہیون کے اس طرح
سمٹ گیا کہ جیسے خوفزدہ پرند سمٹ جاتے ہین اور ساتون نے جان توڑ کر حملہ کیا۔ ایک
ہی حملہ مین سو راجپوتون کا پرا پریشان ہوکر بھاگا۔ نرسنگہ دیو نے جب یہہ صورت دیکھی
اس کے ہوش اُڑ گئے اور اب اسے مایوسی ہوگئی کہ مین ابو الفضل پر کیونکر قابض ہونگا آخر
بہتر اور کوئی تدبیر نہ سوجھی کہ اپنی کل فوج سے پل پڑے۔ جون ہی بے تعداد راجپوتون نے
حملہ کیا ہے یہہ نہین معلوم ہوتا تھا کہ ابو الفضل اور اس کے ہمراہی کہان چلے گئے۔
یہی کیفیت تھی کہ جیسے آٹے مین نمک ملجاتا ہے۔ اسی رستخیز حالت مین بھی ابو الفضل نے ۸۵
راجپوتون کو تہ تیغ کیا۔ ابو الفضل بے اندازہ زخم کھاکر گر پڑا ہنوز خاک پر پڑا ہوا سسک رہا
تھا کہ نرسنگہ دیو نے سر کاٹ لیا یہہ حسرتناک واقعہ بماہ اکتوبر سنہ ۱۶۰۲ع مطابق یکم ربیع الاول
سنہ ۱۰۱۱ ہجری کو ہوا۔ ابو الفضل کے مارے جانے کی خبر اکبر کے کانون تک پہنچی شعر۔
شہنشاہ جہان را ازو فاتش دیدہ پرنم شد * سکندر رشک حسرت ریخت کافلاطون عالم
شد * جون ہی اکبر کو اس ہولناک اور حسرتناک سانحہ کی خبر پہنچی اس نے اپنی پگڑی اتار کر
پھینکدی اور کہا کہ جب میرا بازو ٹوٹ گیا پھر بھلا میری زندگی کا کیا مزا ہے۔ الفنسٹن
صاحب اپنی تاریخ ہند صفحہ ۵۲۷ مین تحریر فرماتے ہین کہ اکبر اسقدر رویا کہ جیسے معمولی
آدمی روتے ہین۔ اسکی آنکھون سے ٹپ ٹپ آنسو ٹپک رہے تھے۔ اکبر اسقدر رویا کہ اسکی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہچکی بھی بند ھگئی یہہ صدمہ واقعی اکبر پر ایسا ہوا کہ اسکو اپنی زندگی کی زیادہ خوشی نرہی کئی دن تک
اکبر اپنے محل مین نہ گیا۔ اکبر نے فوراً نرسنگہ دیو کے ملک پر فوج روانہ کی حکم دیدیا کہ اس کے
شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دیجائے اور اس کے بال بچون کو بھی قتل کر دیا جائے ہلفیسٹن
صاحب لکھتے ہین کہ اکبر نے اپنی عمر مین کبھی یہہ حکم نہین دیا تھا کہ فلان سرکش کے بال بچون
کو بھی قتل کر ڈالنا۔ ہنوز اکبر کو یہہ خبر نہوئی تھی کہ یہہ سلیم کے کرتوت ہین ورنہ اسکا غصہ
ضرور سلیم کی قسمت کو پائمال کر دیتا۔ کئی مہینے کے بعد خبر ہوئی اب کیا تھا غصہ سرد ہوچکا
تھا۔ ایک مورخ یہہ بھی تحریر کرتا ہے کہ جب نرسنگہ دیو ابوالفضل کا سر سلیم کے پاس لیکر پہنچا
اس نے اسکا پرجوش دل سے خیر مقدم کیا اور اس سر کو سنڈاس مین ڈلوا دیا۔
جس کی کیفیت سلیم نے اپنی کتاب مین لکھی ہے پرائس میمیرز اف جہانگیر صفحہ ۳۳
مین ابوالفضل سے اسوجہ سے زیادہ ناراض رہتا تھا کہ یہہ اکثر اکبر کو مذہب اسلام کے خلاف
رائے دیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ نہ نبوت کوئی چیز ہے نہ وحی کوئی چیز ہے۔ میرے پاس متواتر
خبرین اس قسم کی پہونچتی تھین۔ مین اپنا غصہ ضبط کرکے چپکا ہو رہتا تھا مگر جب مین نے موقع
دیکھا اسکو جہنم واصل کر دیا" یہہ عبارت جہانگیر نامہ کی ہے۔ جو ہم نے بلفظہ نقل کی ہے۔
غرض کچھ ہو اکبر کا بازو جہانگیر نے توڑ ڈالا۔ مراد اکبر کا منجھلا بیٹا پہلے ہی مر چکا تھا کہ ابوالفضل
کے بعد دانیال کا کثرت شراب سے پھیپڑہ گل گیا اور وہ بھی راہی ملک بقا ہوا۔ ان متواتر
صدمون نے اکبر کو ادھموا کر دیا تھا۔ جہان اسکی آنکھون کے آگے اندھیر تھا۔ غم
آہستہ آہستہ اپنا اثر دل مین اندر ہی اندر کرتا چلا گیا اور اپنے جان نثارون کے دو تین
ہی برس بعد خود بھی اُسی غم مین راہی ملک عدم ہوا۔

اکبر کا دوسرا رتن

ابوالفیض فیضی

یہہ فاضل ابوالفضل سے ۵ برس بڑا تھا۔ یہہ سنہ ۹۵۴ ہجری مطابق سنہ ۱۵۴۷ء مین پیدا ہوا تھا
چودہ برس کی عمر مین اس نے عربی علوم تحصیل کر لئے اور پھر بنارس مین ایک فاضل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

برہمن سے سنسکرت مین تعلیم پائی۔ اکبر کے دربار مین گو اور بھی کئی مسلمان تھے کہ جنہین خاصی سنسکرت آتی تھی لیکن ابوالفیض فیضی سنسکرت مین اعلیٰ درجہ کی قابلیت رکھتا تھا۔ سنسکرت مین نظم لکھ لینا اس کے آگے کوئی بات نہ تھی۔ اکبر کی تخت نشینی کے بارہ برس بعد فیضی دربار مین حاضر ہوا اور اعلیٰ عہدہ پر ممتاز ہوا۔ اس کے چھہ برس بعد ابوالفضل کو فیضی نے دربار مین پُھنچایا۔

فیضی سنسکرت عربی شاعری پر ایسا حاوی تھا گویا روز ازل ہی مین اسکی سرشت مین امیز ہو چکا تھا۔ منطق سائنس فلسفہ مین اسکا کوئی ثانی نہین تھا۔ جب اول اول دربار مین پُھنچا ہے تو اور اُمیدوارون کی طرح چاندی کے کٹہرہ کے باہر کہڑا کیا گیا یہہ کٹہرہ درباری کمرہ کے احاطہ مین بنایا گیا تھا اس کے اندر وہی عہدہ دار داخل ہو سکتے تھے کہ جو درباری تھے یا ارکان سلطنت تھے اور شخص کو تخت سے بہت دور کہڑا رہنا پڑتا تھا پاس آنے کی اجازت نہین ملتی تھی۔

جب فیضی اس کٹہرہ کے پاس آکر کہڑا ہوا تو اس نے بدیہہ یہہ قطعہ پڑھا قطعہ

پادشاہا درون پنجرہ ام ✤ از سر لطف خود مرا جادہ ✤ زانکہ من طوطی شکر خایم ✤ جا طوطی درون پنجرہ بہ ✤ یہہ بدیہہ قطعہ اکبر کو بہت پسند آیا اس نے فوراً کٹہرہ کے اندر بلا لیا اور نوازشات سلطانی سے سرفراز فرمایا۔

فیضی نے اپنے اخلاق حمیدہ سے نہ صرف شہنشاہ کو اپنا دوست بنا لیا تھا بلکہ تمام ارکان سلطنت اسکی قابلیت کی وجہ سے مرید ہو گئے تھے۔ اس کی تصانیف بہت اعلیٰ درجہ کی اور تعجب انگیز ہین۔ ۳۳ وین برس فیضی کو ملک الشعرائی کا خطاب ملا۔ انتالیسوین برس فیضی نے بے نقط قرآن شریف کی تفسیر لکھی ہے۔ اس تفسیر سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسکو عربی لغات پر کسقدر قدرت حاصل تھی اور یہہ کیا بے تکان لکھے چلا جاتا تھا تفسیر کو دیکھکر فیضی کی علم ادب کی قابلیت بخوبی معلوم ہوتی ہے۔ ایک سطر اپنی زبان مین بھی لکھنی مشکل ہے نہ کہ غیر زبان کے دفتر کے دفتر سیاہ کر دیے جائین۔ فیضی نے لکھا ہے کہ مین جب تفسیر لکھ رہا تھا تو مجھے لغت کی کتابون کی ضرورت ہوئی تو دس ہزار روپیہ کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کتابین بین نے مول لین اور سبکا مطالع کیا ان مین سے مجھے تین لغت نئے ملے - یہہ تین لغت گویا دس ہزار روپے کی قیمت کے تھے اور قیمتی وقت اسمین صرف ہوا وہ جدا - پھر مثنوی نلدمن تصنیف کی اس مثنوی سے اسکی شاعری کی جانچ ہو سکتی ہے یہہ مثنوی بُہت ہی کم مدت مین لکھّی گئی تھی - اکبر نے اوس مثنوی کو بُہت پسند کیا -

اس کے بعد مرکز دوار مخزن اسرار کی بحر مین تصنیف کی اکبر نے اس کتاب کو بھی بہت پسند کیا -

پھر شیرین خسرو کے وزن پر سلیمان بلقیس کتاب تصنیف کی اس کتاب پر کئی ہزار روپے انعام کے فیضی کو ملے تھے اور تمام محروسہ ممالک مین فیضی کی قابلیت کی بڑی دھوم مچ گئی پھر فیضی نے ہفت کشور ہفت پیکر پر کتاب لکھّی یہہ بھی مقبول انام ہوئی اس کے بعد سکندر نامہ کے مقابل مین اکبر نامہ تصنیف کیا اسکی اوربھی دھوم مچی اور شہنشاہ نے خود اس کے اشعار حفظ یاد کئے مگر افسوس یہہ ہے کہ یہہ کتاب اکبر نامہ پورا نہوا تھا کہ فیضی سے حضرت عزرائیل نے مصافحہ کیا - فیضی نے اکبر کے حکم سے کئی سنسکرت کتابون کا بھی ترجمہ کیا ہے - پہلے تو سنسکرت کی نظم کتابون کا فارسی کی نظم مین ترجمہ کیا مثلاً مہابھارت کا ایک پرزو فارسی نظم مین ترجمہ کیا جو ابتک وقعت کی نگہ سے دیکھی جاتی ہے اور پھر ہنود کے علم ہیّت کی کئی کتابون کا ترجمہ کیا - فلسفہ مین بیجاگینتی ہا ہنٹون کی مشہور و معروف کتاب کا ترجمہ ہوا اور ریاضی مین لیلاوتی اور بھاسکرا آچاریا کا ترجمہ کیا یہہ کتابین اہل ہنود کے ہان ریاضی مین اعلی درجہ کی شمار ہوئی تھین - پھر چند آدمیون کی مدد سے فیضی نے ویدون کا ترجمہ کیا - یہہ ہی کتاب ہندؤن کے ہان بہت بڑی متبرک ہے اور اسیکو وہ آسمانی کتاب کہتے ہین اس کتاب مین بھجن بُہت لکھّے گئے ہین - اور تمام عناصر سے التجا کرکے دعا مانگی گئی ہے - ویدون کے ترجمہ کے بعد راماناِیا کا ترجمہ کیا - یہہ ترجمہ اعلے درجہ پر ہوا اسکی بُہت بڑی قدر ہوئی - پھر ایک سنسکرت کی کشمیر کی تاریخ کا ترجمہ کیا گیا اس کے علاوہ اور کئی سنسکرت کتابون کا ترجمہ کیا جو ابتک موجود ہین -

ان کل کتابون سے معلوم ہوتا ہے کہ فیضی نے باوجود اپنے فرایض کے انجام دہی کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جو سلطنت نے اس کے لئے مقرر کئے تھے کتنے عظیم الشان کتابون کے ترجمہ کیا اور کتنی
بڑی بڑی قابلیت کی بھری ہوئی کتابون کو تصنیف کیا۔ فیضی کے خیالات مین مذہب
کی طرف سے بہت آزادی تھی اور وہ ایک اعلیٰ درجہ کا ایتیسٹ بنگیا تھا۔ بہت سی
تمثلین فیضی کی نسبت موجود ہین انکی تصدیق و تکذیب کی نسبت تو ہم رائے قائم نہین
کرسکتے لیکن ہان یہہ کہسکتے ہین کہ مسلمان تھا۔ دین اسلام کو ساتھ ہی اس آزادی
کے افضل و اکمل جانتا تھا۔ اور جب کبھی اسلام کی نسبت رائے ظاہر کرتا تھا اس سے معلوم
ہوتا تھا کہ اسلام کو اور مذہب مین یہہ اعلیٰ درجہ کا افضل جانتا ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے
کہ اکبر کسی سبب سے فیضی سے ناراض ہوگیا اور ناراضی اتنی بڑھی کہ فیضی کا دربار بھی بند ہوگیا
ابوالفضل گو وزیر اعظم تھا لیکن پھر بھی اسمین یہہ قدرت نہوئی کہ وہ کچھ سفارش کرسکتا شب و روز
بھائیون مین مشورہ ہوتا تھا کہ ایسی کونسی تدبیر کیجائے کہ پھر دربار کا آنا جانا کھل جائے
سوچتے سوچتے فیضی کو ایک تدبیر سوجھی اور ابوالفضل نے جاکر اکبر سے عرض کیا کہ فیضی نے ایک
خواب حضور کی نبوت کی نسبت دیکھا ہے اگر حضور اجازت فرمائین تو وہ خود اپنی زبان سے
عرض کرے۔ نبوت کی بشارت سنکر بادشاہ کھل گیا اور فوراً فیضی کو دربار مین آنے اور
اور خواب بیان کرنے کی اجازت دی فیضی دربار مین حاضر ہوا اور اسنے یہہ خواب
اپنا بیان کیا جس کا اختصار درج کیا جاتا ہے۔ وہو ہذا۔

یہہ خواب مین نے علی الصباح نماز سے پہلے دیکھا۔ مین گویا اپنے کمرہ مین بیٹھا ہوا کتابونکا
مطالعہ کر رہا ہون اور سب کتابین میرے آگے کھلی ہوئی رکھی ہین مگر یہہ کتابین الہامی
کتابین ہین یعنے توریت و انجیل اور قران وغیرہ ان کل کتابونکا گویا مین مطالعہ کر رہا
ہون کہ اتنے مین کسی نے میرے دروازہ پر شریفانہ دستک دی۔ مین نے ان الہامی
کتب کے مطالعہ مین اس شریفانہ دستک پر کچھ توجہ نہ کی۔ دوبارہ پھر دستک کی آواز
آئی مگر یہہ آواز پہلی آواز سے کرخت اور سخت تھی مین اٹھکر چاہتا تھا کہ دروازہ کھولون
کہ اتنے مین کمرہ کا پردہ اٹھا اور چار صورتین مجھے نظر آئین یہہ صورتین نورانی تھین انکی
پوشش سفید اور صاف تھی۔ صرف ان کے چہرے کھلے ہوئے تھے ان کا حسن بلا انگیز

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تھا۔ مین نے اپنی عمر مین ایسی حسین صورتین نہین دیکھین۔ انکی صورت سے نہ یہہ معلوم ہوتا تھا کہ یہہ عورت ہین نہ یہہ معلوم ہوتا تھا کہ یہہ مرد ہین۔
یہہ چارون نورانی صورتین میرے پاس آکر بیٹھ گیئین اور مجھسے یون ہمکلام ہوئین۔ انمین سے ایک شخص بولتا تھا لیکن معلوم یہہ ہوتا تھا کہ سب ایک ساتھ بول رہے ہین اُن کی آوازین شیرین اور موسیقی خیز تھین اور وہ نظم مین گفتگو کرتے تھے۔ انہون نے اپنی آواز مین مجھسے یہہ کہا۔ توجانتا ہے کہ ہم کون ہین۔ مین نے نفی مین جواب دیا۔ انہون نے پھر مجھسے یہہ کہا ہم فرشتے ہین خدا کے بھیجے ہوئے یہان آئے ہین۔ چونکہ تو ہم سے ناواقف ہے اس لئے ہم اپنے آنے کی کیفیت دھوراتے ہین تاکہ تجھے تذبذب نرہے۔
خداتعالے نے ہمین حکم کیا ہے کہ ہم تیرے ذریعہ سے شہنشاہ اکبر کے پاس یہہ پیغام پہنچاوین کہ خدائے برتر نے اسے پیغمبر مقرر کیا۔ یہہ وحی جو ہم اپنے ساتھ لائے ہین اسپر بھیجی گئی ہے مگر ہم تجھے یہہ وحی نہین دینگے اس لئے کہ تو آج کل معتوب ہو رہا ہے ہان یہہ ہوسکتا ہی کہ فلان درخت مین اس وحی کو پوشیدہ کر دیتے ہین تو جب دربار مین پہنچ جاتے تو عرض کر دیجیو۔ اس وحی مین جو بے نقط عربی عبارت مین لکھی گئی ہے احکام الٰہی ہین۔ اِن احکام مین وہ باتین جنپر یہہ پیغمبر عملدرآمد کریگا سب مرقوم ہین۔ بس ہمین یہی پیغام پہنچانا تھا اب جاتے ہین۔
ہرچند مین نے چاہا کہ آسمانی باتون کی نسبت اور بھی کچھ زیادہ تحقیق وتفتیش کرون مگر وہ غائب ہوگئے اور پھر مین نے ان کی صورت نہین دیکھی۔ یہہ سُنکر اکبر بہت خوش ہوا اور وہ عتاب جس سے کہ فیضی کا دربار بند ہوگیا تھا جاتا رہا۔
فیضی نے اپنے مہربان آقا کو خوش دیکھکر یہہ پڑھکر سُنایا۔ شعر

شکر صد شکر کہ خیر البشرے پیدا شد ٭ پئے یک نبی رفت و بجائے دگری پیدا شد

ابھی یہہ شعر فیضی نے پڑھا ہی تھا کہ اتنے مین غیب سے ایک کڑاکے کی آواز آئی جس نے اکبر اور اوس کے دربار کو متعجب بنا دیا وہ غیب کی آواز یہہ تھی جس نے فیضی پر بہت بڑا اثر کیا اور اپنی بناوٹی بات پر تھرّا گیا۔ (غیبی آواز)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شعر
حیف صد حیف کہ شر البشرے پیدا شد * یعنے وردین بنی رخنہ گرے پیدا شد

فیضی کو اپنی بناوٹی بات سے اتنا تو فائدہ ہوا کہ قصور معاف ہو گیا وہ وحی جو درخست
ہین رکھی گئی قرآن شریف کے سات پارون کے برابر عبارت تھی فیضی کی غلطی صرف
یہہ تھی کہ اس بے نقط عبارت سے پہلے بسم اللہ لکھی ہوئی تھی اگر کلمہ لا الہ الا اللہ لکھدیا جاتا تو
اعتراض نہ وارد ہوتا۔

ان سب باتون سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ فیضی آزاد خیال کا شخص تھا اور اسے قیود
مذہب سے کوئی تعلق نہ تھا۔ جب فیضی نے نلدمن آکرشنائی ہے اور یہہ مصرعہ پڑھا
طاؤس نظر بلند پرواز * تو عرفی نے اجازت لیکر یہہ اصلاح دی۔
عنقائے نظر بلند پرواز باید * فیضی طاؤس ہم بلند پروازی مے کند * فیضی نے عرفی
کا خیر مقدم کیا اور اس اصلاح سے برا نہ مانا اس حکایت سے فیضی کی انصاف پسندی
اور بے تعصبی ظاہر ہوتی ہے یہہ الزام کہ فیضی اور ابو الفضل نے ملکر عرفی کو زہر دیدیا محض
غلط ہے۔ اول تو کسی معتبر کتاب مین اسکا پتہ نہین اور پھر عقل بھی اسکی شہادت نہین
دیتی کہ فیضی نے عرفی کو زہر دیا ہو۔ عرفی صرف ایک معمولی شخص تھا علوم سے اسے کچھ
مناسبت نہ تھی۔ اگر حسد بھی ہوتا ہے تو صرف ہمسر سے نہ کہ جہان کے جاہل عوام سے
حسد کرتے پہرین عرفی ہان شاعر تھا لیکن اسکی شاعری خیالی اور بے علمی کی تھی برخلاف
فیضی کے شاعری کے جو تاریخی مضامین اور علمی اسباب سے بھرے ہوے تھے۔ دوسرے
جو عہدہ کہ ان دو بھائیون کو اکبر کے ہان تھا وہ عرفی کا نہ تھا۔ طبقات اکبری والا
جو اکبر کے سیکرٹیری کا بیٹا تھا اور جو اس زمانہ مین موجود تھا عرفی کی نسبت لکھتا ہے کہ باوجود
بے علمی کے اسمین نخوت اور غرور اسقدر تھا کہ لوگ اس سے نفرت کرنے لگے تھے اور
آخر یہانتک نوبت پہنچی کہ اس سے لوگون نے ملنا ملانا ترک کر دیا۔ فیضی کی خواہ کیسی ہی
حالت تھی پھر بھی وہ بڑا اولو العزم اور سنجیدہ مزاج آدمی تھا اس کو اس امر کی فرصت
ہی نہ ملتی تھی کہ وہ کسی سے حسد کرتا اور اس لغو اور نفرت انگیز کام مین اپنا قیمتی وقت
صرف کرتا۔ کئی کئی رات اسے چراغ کے پاس بیٹھے ہوئے گذر جاتی ملکوئی وقت ایسا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہ تھا کہ فیضی کی آگے کتابین رکھتی ہو عبدالقادر جو اکبر کا پرایوٹ سکرٹری تھا اسکا قول فیضی کی نسبت ایپح الیٹ صاحب کی کتاب ڈاوسن ہسٹری اف انڈیا کی جلد ۵ صفحات ۵۴۹-۵۴۴- مین مفصلہ ذیل لکھا ہوا ہے

فیضی کی تنخواہ کا روپیہ کتابون کی خریداری مین صرف ہوتا تھا (کیونکہ اکبر کے زمانہ مین جاگرین موقوف ہو گیئی تھین صرف تنخواہین رہگئی تھین) فیضی کتابون کی تلاش مین ہزارون روپیہ صرف کرکے روم و شام لوگون کو بھیجتا تھا اور اُن سے کتابین منگواتا تھا۔ جب اسکا انتقال ہوا ہی تو اسکی ۴۶۰۰ کتابین نکلین۔ یہہ سب کتابین اعلی درجہ پر رکھی ہوئی تھین انکی جلدین بڑی قیمتی قیمتی بندھی ہوئی تھین اور ان کو الماری مین نمبروار لگایا تھا۔ ان ۴۶۰۰ کتابون مین عربی کی کتابون کی تعداد زیادہ تھی دوسرے نمبر کی تعداد سنسکرت کی کتابون کی تھی تیسرے نمبر مین عبرانی اور یونانی زبان کی کتابین تھین۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فیضی عبرانی اور یونانی بھی ضرور جانتا تھا۔ فیضی پر جب مرض کا غلبہ ہوا ہے اور اسکی زندگی کی تمام امیدین منقطع ہوگیئین تو ٹھیک دو بجے شب کے اکبر کو خبر ہوئی کہ فیضی کے ہر دم بردم واپسین کا شبہ ہوتا ہے یہہ سنتے ہی اکبر بیتاب ہوگیا اور اُسی وقت خوابگاہ سی اوٹھکر سیدھا فیضی کے گھر پہنچا۔ ہنوز فیضی کو ہوش تھا اور وہ ان احباب کو پہچان سکتا تھا کہ جو اس کے ارد گرد حلقہ کیئے ہوتے بیٹھے تھے جون ہی فیضی نے اکبر کے روشن چہرے مین نظر ڈالی اسی کرب حالت مین یہہ اشعار زبان پر لایا رباعی

دیدی کہ فلک بمن چہ نیرنگی کرد ٭ مرغ دل از قفس شب آہنگی کرد ٭ آن سینہ کہ عالمے درو میگنجید ٭ تا نیم نفس بر آوردم تنگی کرد ٭ یہہ رباعی پڑھکر فیضی بیہوش ہوگیا۔ اکبر آنکھوںمین آنسو ڈبڈباتے ہوئے فیضی کے پاس آبیٹھا اسکا دم توڑتا ہوا سر اپنے شاہانہ زانو پر رکھ لیا اور یہہ فقرہ اپنی زبان مبارک سے فرماتے۔ شیخ جی مین علی طبیب کو تمہارے پاس لایا ہون تم کیون نہین بولتے (ایلفنسٹن مسٹر آف انڈیا صفحہ ۵۳۴) جب اکبر کو معلوم ہوا کہ فیضی کے لب ہمیشہ کے لئے بند ہوگئے ہین روتا ہوا اُٹھ بیٹھا۔ ابوالفضل کے گلے لپٹ کر خوب رویا ہر چند چاہتا تھا کہ اسے ڈھارس دی اور تعزیت کری وہان اپنا ہی دل از دست رفتہ ہوا جاتا تھا۔ اکبر اور ابوالفضل خوب ڈاڑھین مار مار کر روئے دو دن برابر اکبر نے فیضی کے غم مین ایک دانہ بھی نہین کھایا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

اکبر اپنے درباریون سے کہا کرتا تھا کہ فیضی کیا مرا علم کا روشن آفتاب غروب ہوگیا۔

اکبر کے چالیسوین سال جلوس کو ابوالفضل فیضی کا انتقال ہوا تھا عبدالقادر نے اپنی منتخب التواریخ مین جو اسکے مرنے کے وقت کی کیفیت لکھی ہے۔ ذیل مین درج کیجاتی ہے عبدالقادر جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہین اکبر کا پرائیوٹ سکرٹری تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ جب مرض نے اسپر زور کیا ہے تو اسنے مارے خوف کے پھر دین اسلام قبول کیا اور کلمہ پڑھا اور یہہ خط حالت نزع مین اکبر کو لکھا۔ و ہو ہذا۔ جہان پناہا۔

اگر انسان اپنی بہتری دین و دنیا مین چاہے تو خدا اور اسکی لازوال قدرت کا یقین مضبوطی سے اپنے دل مین جماوے اور اسکا سچا مذہب یعنے دین محمدی قبول کرے مین اپنے ان دوستون کو جنکی حالت ایک دن میری سی ہونے والی ہے وہ مذہب سے کبھی آزاد نہون اور ہمیشہ مذہب کے اصول کی پابندی کرین۔ حضور کو مین گواہ کرتا ہون کہ مین مسلمان ہون۔

خدا مجھے دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آنچ سے بچائے فقط

پھر عبدالقادر لکھتا ہے کہ یہہ فریب اور بہانہ خدا بہتر جانتا ہے وہ ہرگز مسلمان نہین مرا اور خدا اسے ہمیشہ دوزخ مین بھونکے گا۔ ہمارے خیال مین فیضی کی نسبت یہہ عبدالقادر کی زیادتی ہے اسلام مین صرف توبہ خواہ دم واپسین کے وقت کیون نہو کافی ہے۔ ہمین اس سے کچھ بحث نہین کہ وہ مسلمان مرا یا نہین ہان صرف اس سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ عبدالقادر سے فیضی کی رنجش تھی۔ اسی سبب سے اس نے یہہ یہہ سخت الفاظ لکھے ہین۔

آگے جاکر وہ فیضی کے مرنے کی کیفیت لکھتا ہے۔ و ہو ہذا۔ جب فیضی کا انتقال ہونے لگا تو اسکی صورت بدلگئی تھی اسکی رنگت سیاہ ہوگئی تھی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فیضی پر دنیا ہی سے عذاب آخرت الہی شروع ہوگیا تھا۔

فیضی کی نسبت عرفی سے مختلف روایتین مشہور ہین ایکدن فیضی اور عرفی دونو ناؤ مین بیٹھے ہوئے جا رہے تھے فیضی کے ساتھ ایک کتا تھا عرفی نے دریافت کیا کہ این چیست فیضی نے جواب دیا کہ عرفی است یعنے یہہ مشہور چیز ہے اسکو کتا کہتے ہین۔ اور دوسرا مطلب یہ تھا کہ یہہ عرفی ہے گویا عرفی کو کتا بنایا عرفی نے جواب دیا کہ مبارک باشد۔ مبارک فیضی کے باپ کا نام تھا عرفی نے فیضی کے باپ کو کتا بنایا۔ جتنے فضلا گذرے ہین خواہ وہ کسی قوم مین کیون نہ ہوئے ہون ایک وقت ان کے مذاق کا ہوا کرتا تھا۔ یورپ مین ایسے شخص

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کوئین ایٹ لارج کہتے ہین وہان ایسے فاضل کی قدر ہی نہین ہوتی کہ جسمین قوت مذاقیہ نہو۔ آخر عمر مین فیضی نے ایک دیوان بھی کہا ہی جسکا کچھ حصہ طبع مین آچکا ہی۔ ایکدن اکبر نے خود ایک طرح عنایت فرمائی اور اسمین کل شعرا کو مدعو کیا کہتے ہین فیضی کی غزل سب مین چرب ہی اور اسی پر اکبر نے فیضی کو ملک الشعرا کا خطاب عنایت فرمایا چونکہ وہ غزل زیادہ دلچسپ ہے اسلئے ہم درج کرتے ہین

غزل

من از جدا شدی وگمانم چنین نبود ۔ ای نور دیدہ از تو مرا چشم این نبود

کردم نظر بجانب لعل لبت بسے ۔ جز نقش حیرتم رقمے در نگین نبود

با مدعی ہمیشہ زبان داشتے ولے ۔ زین پیش گرچہ بود گمانم چنین نبود

آمد خیال عیش و طرب در دیار وصل ۔ جائے نشست در دل اندوہ گین نبود

نگذشت یک سحر کہ مرا در ہوائے تو ۔ دستے بر آسمان و رخے بر زمین نبود

حُسن ترا کہ اوج کمالست جلوہ گاہ ۔ مشاطہ بہ از نظر پاک بین نبود

فیضی ز بزم وصل تو میرفت دل افگار ۔ حاجت بتاب ابرو چین جبین نبود

فیضی اور عرفی کی ایک نقل عوام لوگون کی زبان پر بہت ہے اور وہ یہہ ہے کہ جب عرفی اکبر کے دربار مین کوئی قصیدہ لاکر سُناتا تھا تو فیضی کا حافظہ اسقدر بڑھا ہوا تھا کہ اسے فوراً ایک ہی دفعہ پڑھنے مین یاد ہو جاتا تھا جب عرفی سُنا چکتا تو فیضی فوراً اُٹھ کھڑا ہوتا کہ یہہ قصیدہ میرا ہے اور میرے ہونے کی دلیل یہہ ہی کہ مجھے حفظ یاد ہے۔ اکبر کے حکم سے فیضی قصیدہ سُنا بھی دیتا تھا اور اپنے غلام کی طرف اشارہ کرتا کہ اس سے حضور گوشگذار فرمالین چنانچہ غلام ایک ہی اشارہ مین سُنا دیا کرتا تھا۔ ایکدن عرفی نے نصف قصیدہ سُناکر فیضی کی طرف اشارہ کیا کہ باقیماندہ قصیدہ تو پڑھ فیضی اُسدن بہت شرمندہ ہوا اور آیندہ اس نے کان پکڑا کہ پھر ایسا کبھی نہین کرینگا۔ یہہ باتین جسقدر رکیک ہین اُسیقدر بے بنیاد اور بے اصل ہین۔ فیضی کی نسبت یہہ خیال کرنا بڑی ہی کم عقلی اور بے انصافی ہے فیضی متین سنجیدہ عقلمند اور عالم شخص تھا۔ اس کا روشن دماغ اس قسم کے بیہودہ و مکدر خیالات سے پاک اور صاف تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ مجھے اگر فخر ہے تو اپنے علم پر نہ کہ شاعری پر ایکبار فیضی کے کلام پر عرفی نے اعتراض کیا اور وہ اعتراض فیضی کے کان تک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بھی پہنچا فیضی نے اس اعتراض کو حقارت کی نظر سے دیکھا اور کہا اگر عرفی سمجھتا تو یہہ اعتراض کبھی نکرتا چونکہ وہ ایک بے علم شخص ہے اسلئے مین اس سے مخاطب نہیں ہوتا میرا وقت فضول ضایع ہوگا۔ یہہ جواب عرفی کو بُرا معلوم ہوا اور اسنے چند امرا مین فیضی کی شکایت کی فیضی نے اس شکایت کی بھی کچھ پروا نہ کی عرفی خواہ مخواہ فیضی سے جلتا تھا اور جلنے کی وجہ یہہ تھی کہ فیضی کو ملک الشعرا کا خطاب ملا تھا ایکدن ایک مجلس مین کسی شعر پر فیضی اور عرفی کی گفتگو ہولی۔ عرفی علمی پہلو پر آکر ساکت ہوگیا وہان تو کچھ جواب نہ بن آیا گھر مین آکر فیضی کی نسبت یہہ مفصلہ ذیل اشعار تصنیف کئے۔ جو درج کئے جاتے ہین۔

اشعار با من از جہل معارض شدہ نامنفعلے ❊ اگرش ہجو کنم این بود مدح عظیم ❊ کہ بصد قرن دگر امر بدیہی نکند ❊ عقل اول بہر این یہ پیش تفہیم ❊ بقول مسٹر ایلفینسٹن فیضی وہ پہلا ہی شخص مسلمانون مین ہوا ہے کہ جسنے سنسکرت کے علم ادب کو پایانی کر دیا اور ہنود کے علوم کی پوری ماہیت سے مسلمانون کو آگاہ کر دیا۔ فیضی اور ابوالفضل نے فخر کیا ہے کہ ہمین زیادہ فخر کرنے کی یہہ بات ہے اور ہمارے علم کو زیادہ وقعت اس سبب سے ہولی کہ ہم اکبر کے مبارک زمانہ مین پیدا ہوے۔ وہ زمانہ جو ہمیشہ یادگار رہے گا فقط

اکبر کے دربار کا تیسرا رتن

راجہ ٹوڈرمل

راجہ ٹوڈرمل وزیر خزانہ اعلیٰ درجہ کا شخص تھا اسکے وقت مین جو جو ریفارم کے نئے نئے قواعد ایجاد ہوے ان سے سلطنت کو نہ صرف استحکام ہوا بلکہ سلطنت نیک نام ہوگئی چونکہ ہمین راجہ ٹوڈرمل کی مختصر سوانح عمری لکھتے ہین اس لئے اوائل حالات سے شروع کرتے ہین یہہ اصل مین پنجاب کا باشندہ تھا۔ اسکی پیدایش کی تاریخ اور سنہ ٹھیک ٹھیک نہین معلوم لیکن یہہ بات قابل نوٹ ہے کہ جب اسکی پانچ برس کی عمر تھی اس کے باپ کا انتقال ہوگیا تھا چچا ماموں جو باپ کے مرنے کے بعد کسیقدر سرپرست بن سکتے ہین وہ بھی نہ تھے کہ اس ہونہار بچہ کی پرورش کرتے مان رانڈ ٹوڈرمل یتیم ایسے بچہ کی تعلیم بہت مشکل ہے۔ مان نے رانڈاپے کی حالت مین اپنے بچہ کو پرورش

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

کرنا شروع کیا گجرات کے ضلع مین ایک پاٹ شالے مین ٹوڈرمل کو بٹھا دیا۔ بچپن ہی مین یہہ بچہ حلیم الطبع اور شریف مزاج تھا بچے اگر چھیڑتے بھی تو یہہ آنکھون مین آنسو ڈبڈبا کر چپکا ہو رہتا۔ استاد نے جب یہہ غریبی دیکھی تو وہ بہت خوش ہوا اور اسنے اس بچہ کو اپنی خاص سرپرستی مین لینا چاہا ٹوڈرمل سے بچون کیطرح محبت کرنے لگا اور خاص طور پر تعلیم دینے مین کوشش شروع کی دو برس کے بعد اس مہربان استاد کا بھی انتقال ہوگیا ٹوڈرمل کو اب کسی قدر سمجھ آگئی یہہ اسقدر رویا کہ آنکھین سوج گیئن ٹوڈرمل کی مان کو بھی سخت رنج ہوا۔ گویا مہربان استاد کے انتقال نے اسکے خاوند کے مرنے کو اور بھی تازہ کردیا۔ ٹوڈرمل کی مان بار بار اپنے بچہ کو دیکھتی تھی اور روتی تھی اسے یقین نہ تھا کہ ٹوڈرمل کبھی کچھ لکھ پڑھکر شوکت حاصل کرے گا کیونکہ وہ ٹوڈرمل کی بدقسمتی کو بخوبی دیکھ رہی تھی ابھی پانچ برس ہی کا تھا کہ باپ رخصت ہوگیا اور مہربان استاد بھی ترس کھا کر اپنی سرپرستی مین لیکر اس سے کچھ نتیجہ حاصل نہ کیا وہ مختلف برہمنون اور نجومیون سے اپنی بایہ زندگی کی کیفیت پوچھتی تھی مگر ان سے ذرا تسکین نہوتی تھی نجومی کبھی کچھ بتا دیا کیا تے تھے اور کبھی کچھ کہدیا کرتے تھے جب گیارہ برس کی عمر ہوئی تو راجہ ہرچند راؤ کا دس روپیہ کا ملازم ہوکر لاہور چلا گیا۔ راجہ ہرچند راؤ اسے اپنے بچون کی طرح پرورش کرتا تھا۔ ٹوڈرمل نے گویا قاعدہ حساب نہ سیکھا تھا پھر بھی فطری طور پر کچھ حساب سے ایسا لگاؤ تھا کہ اپنے آقا کا اندرونی اور بیرونی حساب کتاب اس آسانی اور ہوشیاری سے کرتا تھا کہ اسنے کل خرچ کا مختار ٹوڈرمل کو بنا دیا۔ دو تین برس مین عارضہ نقرس مین ہرچند راؤ کا بھی انتقال ہوگیا پھر ٹوڈرمل اپنی مان کے پاس آگیا۔ روپیہ اس قدر وافی کما کر لایا تھا کہ دونو نے کئی سال تک بآرام اپنی زندگی بسر کی۔ اٹھارہ برس کی عمر مین اکبر کے ہان ادنے منشیون مین نوکر ہوگیا اپنی ہوشیاری اور محنت سے رفتہ رفتہ ترقی کرتے کرتے خزانہ کے دفتر مین ہیڈ ایکاونٹنٹ مقرر ہوا اسی اثنا مین گجرات کی جنگون کے لئے سیول ڈیپارٹمنٹ سے آدمی منتخب ہونے لگے ٹوڈرمل نے بہت خوشی سے سوارون مین اپنا نام لکھوایا۔ اور یہہ سیول ڈیپارٹمنٹ سے جنگی محکمہ مین آگیا۔ اکبر نے ۱۵۷۲ء مین ستمبر کے مہینے مین دہلی سے گجرات کی طرف کوچ کیا رسالہ مین وردی میجر کے عہدہ پر ٹوڈرمل نامزد کیا گیا تھا۔ گجرات مین

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اعتماد خان جو ایک ہندو غلام تھا حکومت کرتا تھا اکبر کی مرضی یہہ ہوئی کہ اسکے چنگل سے اعتماد خان کو نجات دون۔ آندھی اور مینھ کیطرح سے اکبر ٹپن پہنچا ٹوڈرمل نے نہ کبھی جنگی کپڑے زیب تن کئے تھے اور نہ کبھی اسے شمشیرزنی کا موقع پڑا تھا مگر یہہ بات تھی کہ واقف کار دلیر سنجیدہ اور متین شجاع دور اندیش مصیبت کش صابر اور شاکر بہت بڑا تھا۔ جو کام کرتا پہلے سمجھ لیتا کہ اسکا آیندہ نتیجہ کیا ہوگا کہین یہہ میری آقا کی مرضی کے خلاف تو نہین پڑیگا۔ انہین ہنرون اور ایسی لائق طبیعت ہی سے یکایک ٹوڈرمل وردی میجر بنا دیا گیا ٹوڈرمل نے مرزاؤن کی جنگ مین بڑی بڑی بہادری دکھائی اور جتنا دستہ کہ اسکی ماتحتی مین تھا اسکو ہوشیاری اور دلاوری سے لڑایا کہ اکبر بہت خوش ہوا اور سورت کے محاصرہ پر جو ہنر کہ ٹوڈرمل سے ظہور مین آئے انہون نے صرف ٹوڈرمل کو شہنشاہ کی نگاہون مین قبیح بنایا بلکہ اس سے زیادہ اعلیٰ عہدہ پر سرفراز کیا۔

جب اکبر نے گجرات فتح کرلیا اور اپنی سلطنت مین گجرات کا ملک شریک کرلیا تو اکبر دہلی واپس پھرا جتنے مرزا کہ گجرات مین شورش مچا رہے تھے وہ سب مطیع ہو گئے یا انہین نیست و نابود کر دیا تھا مگر مرزا حسین نامی ایک شخص جان بچا کر بھاگ گیا تھا اس کے تعقب مین ٹوڈرمل کو چھوڑ دیا۔ ٹوڈرمل نے نمایان پے درپے کامیابی حاصل کی۔ مگر گجرات مین شاہ سابق کے رشتہ دارون نے ملکر پھر مرزا حسین کو بلا لیا اور انہون نے باہم ملکر شاہی فوج کو ہزیمت دی یہہ شکست ایسی نہوئی تھی کہ فوج وہان سے واپس آجاتی بلکہ شاہی فوج انکے مقابلہ مین کمزور ثابت ہوئی۔ پھر بھی ٹوڈرمل کی روک تھام نے شاہی فوج کی توہین نہونے دی اس عرصہ مین بارش شروع ہوگئی تھی کہ اتنے مین اکبر کو خبر ہوئی یہہ اسی برسات کی حالت مین آندھی اور مینھ کیطرح دو دن مین گجرات پہنچا۔ اکبر کے پاس کل دو ہزار فوج تھی اور دشمن کی تین ہزار تھی ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ بڑی وحشت سرکشون اور باغیون پر یہہ تھی کہ انہون نے اتنی جلدی جسکی امید وہ کبھی نکر سکتے تھے قہار اور خونخوار شہنشاہ کو اپنے مقابل مین دیکھا۔ نتیجہ اس جنگ کا اکبر کی فیروزی مین ہوا اور ٹوڈرمل یہین راجہ بنا دیے گئے۔

یہانتک جلال الدین شروانی نے ٹوڈرمل کا حال قلم بند کیا ہے گو اس نے اسکی وفات تک کی کیفیت لکھی ہے لیکن وہ ہم پیچھے درج کرین گے۔ بلیرس میگ اپنی کتاب مین لکھتے ہین۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ٹوڈرمل قوم کایستھ مین سے تھا اسنے اپنا بچپن کا زمانہ پنجاب اپنی نیٹولینڈ مین گذرا ۱۵۷۲ء
گجرات مین اسکی جنگی کامون کا آغاز ہوا اور یہان اسنے پہلے پہل اپنی شجاعانہ تدبیرون کی علی وجہ کی جوہر دکھائے
پھر وہ ملیٹری چیف (جنگی سردار) اور اسسٹنٹ محصولات بنگیا۔ گجرات اور بنگال مین
نیکنامیان حاصل کرکے ۱۵۷۵ء مین دہلی واپس آیا یہان وزیر شاہ منصور کا پیشکار
مقرر ہوگیا اور اس نے محصولات مین وہ وہ اصلاحین کین جنہون نے اس کے آقا اکبر کی
تمام عالم مین شہرت کردی " یہانتک ہنیرس بیگ کا بیان ہوا۔ مختلف مورخون مثلاً
خواجہ نظام الدین احمد نے تاریخ طبقاۃ اکبری مین شیخ عبد القادر بدایونی۔ خواجہ
عطائے فرشتہ نے تاریخ اکبرشاہی مین شیخ الہداد شیخ فرید مخاطب بمرتضی خان
شیخ ابو الفضل۔ ایلفنسٹین۔ اشٹانگ۔ لیسر جیسٹر۔ میکالے۔ بیتبرج۔ ہنٹر وغیرہ
مورخون نے راجہ ٹوڈرمل کے دلچسپ او مختلف حالات لکھے ہین ان طول طویل حالات
سے ہم یہان خلاصہ کرتے ہین۔

علاوہ گجرات کی ناموری کے ٹوڈرمل نے بنگال کی جنگ مین بڑی نمود حاصل کی ۱۵۷۵ء
مطابق ۹۸۳ھ ہجری کو جب داؤد خان۔ بنگال پر ابر بھاگ کر چلا گیا تو اکبر نے اپنے چند
سردارون کو اس کے تعقب مین چھوڑ کر آپ عازم دار الخلافتہ ہوا۔ انمین اول نمبر راجہ
ٹوڈرمل کا تھا۔ گو داؤد خان اڑیسہ بھاگ گیا تھا مگر دوبارہ اکبر کے چلے جانی کے بعد اسنے شاہی فوج
سے مقابلہ کیا اور یہہ مقابلہ بہت سختی سے ہو۔ جب داؤد خان نے حملہ کیا ہے راجہ ٹوڈرمل فوج
کی کمان کر رہا تھا اس کی پاس صرف تین ہزار بہیر و بنگا تھی داؤد خان کی پاس بھی اس سے کچھ کم فوج نہ تھی
دونو فوجونکا باہم مقابلہ ہوا پہلے داؤد خان نے راجہ ٹوڈرمل کو ایک رقعہ لکھا جس کا مختصر
مضمون یہہ ہے اکبر اپنے دار الخلافتہ کو پھر کر چلا گیا۔ تمہارے ہاتھ مین شاہی فوج کی کمان
ہے بہتر ہے کہ ہم تم دونو مل جائین پھر بہار اور بنگالہ اڑیسہ ہمارا ملک ہوجائیگا گو تم ہندو
ہو اور مین مسلمان ہون پھر بھی ہم سگے بھائیون کی طرح زندگی بسر کرین گے اور نصف نصف
ملک بانٹ کر بڑی شوکت سے سلطنت کرین گے۔ جب ہم دونو مل جاوین گے اکبر ہماری
طرف آنکھ بھر کر نہین دیکھ سکتا اگر تم نے اپنی بدقسمتی سے یہ قبول نہ کیا تو سمجھ لینا کہ اسی بنگال

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

سے تمہارا واپس جانا سخت دشوار ہوگا اور اسی سرزمین مین تمہاری نعش زاغ و کرگدن کھائینگی یا اگر تم زندہ گرفتار ہوکر آئے تو تمہاری وہ گت بناؤنگا کہ چشم فلک نے بھی ذلت نہ دیکھی ہوگی میرے پاس لشکر بیتعداد ہے اور بنگالہ کے کل رئیس مجھ سے سازش رکھتے ہین۔ فقط۔ جون ہی یہہ رقعہ ٹوڈرمل نے دیکھا رونے لگا اور آسمان کیطرف منھ اُٹھا کر کہا اے خداوند روئے زمین کبھی یہہ خیال پیدا ہی نہو کہ مین اپنے نامدار آقا سے سرکشی کرون اسی جوشیلی طبیعت سے داؤد خان کے رقعہ کا جواب لکھا جسکا اختصار حسب ذیل ہے مجھے سخت رنج ہوا کہ تم مجھے دوستانہ پہلو سے اسی امر کے اختیار کرنے کے لئے مجبور کرتے ہو جو دین و دنیا دونو مین میرا کالا منھ کرائے گا۔ تم تو نصف بنگال کی بشارت دیتے ہو کہتا ہون کہ اگر ہفت اقلیم کی بادشاہت ملے گی اسکو بھی ٹھوکر ہی مارونگا اور اپنے آقا کی اطاعت ہفت اقلیم پر قبضہ کرنی کی نسبت افضل جانونگا۔ مجھے فخر ہے کہ مین اپنے آقا کے لئے جان دیدون اور میرا جسم زاغ و کرگدن کھائین۔ اپنے مہربان آقا پر ایک کیا ہزار جانین صدقہ ہین فقط۔ یہہ رقعہ دیکھتے ہی داؤد خان تھرا گیا اور اکبر کے رحم کے انتقام کی تصویر اسکی آنکھون کے آگے پھر گئی۔ اسے اپنی فتح سے مایوسی ہوگئی تھی پھر بھی وہ ٹوڈرمل کے مقابلہ کے لئے آمادہ جنگ ہوا پہلے دور دور سے گولیان چلتی رہین یکایک راجہ ٹوڈرمل نے حملہ کیا ایک ہی حملہ مین داؤد خان کے پیر اوکھڑ گئے اور وہ بھاگ کر بے آف بنگال کے کنارون کے پرے بھاگ کر چلا گیا۔ سنہ ۱۵۷۶ع مطابق سنہ ۹۸۴ ہجری مین داؤد کے مرنے کے بعد بنگال کا صوبہ دہلی کی سلطنت مین ملا لیا گیا۔ یہہ قبضہ دوامی نہ معلوم ہوتا تھا۔ اس ملک کے جنوب مین پہاڑیون اور جنگلون کا سلسلہ شمال مین وسیع وسیع پہاڑون اور گنجان جھاڑیون۔ سمندر کی جانب جنگل اور دلدل کی کثرت اور اسکی دشوار گزار راہین غیر مطمئنی پیدا کر رہی تھین۔ اکبر کا بہادر نوجوان سپہ سالار اکبر کے فرمان کے بموجب جب ایک شخص کو گورنر بنگال مقرر کرکے واپس آیا اور یہان خلعت وغیرہ سے سرفراز کیا گیا پھر چند روز کے بعد خود شاہی فوج مین بغاوت شروع ہوگئی۔ جون ہی اکبر کے کان مین بغاوت کی آوازین پہنچین فوراً راجہ ٹوڈرمل کو روانہ کیا۔ راجہ موصوف کی روانگی سنہ ۱۵۷۹ع مطابق سنہ ۹۸۷ ہجری مین ہوئی تھی۔ یہان پہنچتے ہی راجہ ٹوڈرمل نے یہہ حکمت کی کہ تمام ہندو زمیندارون کو

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مالیا اس سے پہلے راجہ موصوف کو کامیابی ہوتی گئی۔ یہہ مہم تین برس کامل قایم رہی آخر مرزا خان بیرام خان کے بیٹے نے اس فساد کو اختتام پر پہنچایا۔ اسی طرح سے راجہ ٹوڈرمل کے تواریخی حالات اسقدر ہین کہ اگر انہین پورا نقل کیا جاوے تو بہت طول ہو جائے گا اسلئے ہم مشہور اصلاحون کا ذکر کرتے ہین کہ جو راجہ ٹوڈرمل نے اکبر کی سلطنت مین کین اور اور جو نمونہ انگریزی اور دیسی دفاتر مین موجود ہین۔

پہلے دفتر مین صرف تحریر کا رواج تھا اس سے حساب کتاب مین بڑی بڑی دقتین ہوتی تھین کوئی صورت عمدہ انتظام کی نہ نکلتی تھی جون ہی راجہ ٹوڈرمل وزیر خزانہ مقرر ہوا اس نے طریقہ سیاق نکالا۔ یہہ سیاق کا طریقہ ابتک ہندوستان مین موجود ہے چھوٹے چھوٹے دفاتر اور عظیم الشان ڈپارٹمنٹ مین بھی سیاق کا طریقہ جاری ہے۔

یہہ راجہ ٹوڈرمل کی پہلی اصلاح تھی جس نے تمام ملک مین مچادی اور ملک مین ایک اعلی درجہ کی اصلاح متصور ہوئی اکبر نے سر دربار راجہ ٹوڈرمل کی حساب دانی اور ذہن رسا کی تعریف کی اور اپنے ہاتھ سے راجہ موصوف کے گلے مین موتیون کا کنٹھا پہنایا دوسری اصلاح جو راجہ ٹوڈرمل نے کی وہ یہہ تھی کہ تمام ممالک محروسہ کی پیمایش کی جمع مقرر کی اس سے یہہ غرض ہے کہ فی بیگہ سرکار کو کیا وصول ہوتا ہے اس سے بسوہ اور انچ انچ پر تقسیم پھیلادی۔ روپیہ کی آمد و برآمد کا ایسا اچھا قاعدہ مقرر ہوگیا کہ پھر پرانی مشکلین جو تقسیم ممالک محروسہ مین پڑی ہوئی تھین جاتی رہین جہان کوئی اصلاح وزیر اعظم ابوالفضل کے ذریعہ سے پیش کی گئی اور اکبر نے بخوشی منظور کرلی وہ تار برقی کی طرح تمام ممالک محروسہ مین دوڑ جاتی تھی اور اسپر فوراً عملدرآمد شروع ہو جاتا تھا۔ ملک کے خیر خواہ راجہ ٹوڈرمل پر جان دیتے تھے اور ہمیشہ ہر جلسہ ہر مجلس مین راجہ ٹوڈرمل کی عقل سلیم کی تعریف ہوتی تھی۔

تیسری اصلاح صوبجات کی حدود بندی ہے۔ گو اس سے بھی پہلے حدود بندی تھی لیکن یہہ حدود بندی کیا تو فطری طور پر کوئی دریا نہر نالہ کر دیا کرتا یا کوئی ٹیلہ پہاڑی جھاڑی کر دیا کرتے تھے مگر اسمین میلون زمین کا حساب ہوتا تھا راجہ ٹوڈرمل جب وزیر خزانہ ہوئے تو اس نے اس حدود بندی پر توجہ کی اور خوب غور کرکے ایک نیا طریقہ حدود بندی کا نکالا گیا تو مینار حدود بندی کرنے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہڑے کردیے گئے یا کوئی عمارت پیمایش کرکے بنوادی - وہ ہی مینار انگریزون مین بھی ابتک رائج
ہین جہان رجواڑون اور انگریزی عملداری کے حدود مل گئے ہین وہان مینار کہڑے ہین یہہ بھی یاد رہے
کہ اکبر کے وقت مین جتنے قوانین سلطنت اور قواعد ایجاد تھے انکا اسیطرح عملدرآمد ہوتا ہے یہہ
دوسری بات ہیکہ ان قواعد کو نئے قسم کے الفاظ کا لباس پہنا دیا ہو - چوتھی اصلاح یہہ ہوئی کہ روپے
کے چالیس دام مقرر ہاتے -

اس سے معاملات مین بہت کچھ سہولت ہوگئی اور عوام کو زیادہ ارام ملا - پانچوین اصلاح کروڑ دام
پر ایک عامل مقرر کیا گیا - عامل کی رسم ہنوز موجود ہے - ریاست ٹونک مین ابتک عامل ہی کہتے
ہین حیدرآباد مین صوبہ دار کہلاتا ہے - یہی عامل راجپوتانہ مین ناظم کہلاتا ہے یہی عامل
انگریزی مین ڈپٹی کمشنر کہلاتا ہے - اس سے زیادہ برکت کا زمانہ ہندوستان کے لئے
اور کونسا ہوسکتا ہے کہ اس مین ایسے ایسے قوانین ایجاد ہوئے اور ایسے ایسے قواعد منضبط
ہوے جنہون نے نہ صرف ملک کو ترقی دی بلکہ لوگون کو بہت آرام دیا معاملات مین سہولت ہوگئی
اور مالگذاری کو ترقی ہوئی - چھٹی اصلاح یہہ ہوئی کہ شاہی گھوڑون پر داغ لگائے گئے - تاکہ شاہی
گھوڑے پہچانے جائین اور امرا یا رئیسون کے گھوڑون مین غت ربود نہو جائے - یہہ قاعدہ
بھی ابتک جاری ہے رجواڑون مین تو یہہ بدستور جاری ہے - انگریزی سلطنتون مین کچھہ ترمیم
ہوگئی ہے قاعدہ یہی ہے مگر اس نے یورپ مین دوسری صورت مین جلوہ کیا ہے - ساتوین
اصلاح یہہ ہوئی کہ ہر سال کی پہلی تاریخ ان داغون کی صحت ہوا کرتی تھی - اس سے بہت زیادہ
انتظام اسپان مین ترقی ہوگئی تھی اور لوگ جو اسپر مقرر کئے جاتے تھے مجبوراً کاربند ہوتے
تھے - یہہ داغ اسپ کی رسم گو پرانی تھی مگر رواج ہونے کی وجہ سے کچھ ایسی نسیاً منسیاً ہوگئی
تھی گویا نہونے ہی کے برابر تھی علاء الدین خلجی اور شیر شاہ نے (جسکا زمانہ ہندوستان کے
لئے رحمت کا زمانہ تھا) یہہ داغ اسپ مقرر کیا تھا مگر اس کی آنکھین بند ہوتے ہی سلطنت
مین فساد عظیم برپا ہوگیا اور پھر اس کے رحمانی قوانین کا ملک مین عملدرآمد نہوا -
بڑی اصلاح جو راجہ ٹوڈرمل نے کی اور جس سے قیامت تک اسکا نام روشن رہے گا
وہ یہہ ہے کہ اس نے کئی ہزار لونڈی غلام چھڑوادیے اور ان کو مختلف دفاتر مین ملازم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رکھکر انکا نام چیلہ رکھا تھا۔ یہہ لونڈی غلام وہ ہوے تھے کہ جو جنگ کے وقت مختلف ممالک سے گرفتار ہوکر آتے تھے ان کی گت بڑی بنتی تھی یہہ مثل جیرداہون کی ایک عظیم الشان مکان ہنگا دئے جاتے تھے اور ان کو مویشیون کی طرح کھانا دیدیا جاتا تھا۔

راجہ ٹوڈرمل کی اصلاح پسند طبیعت ان غلامون کی زار حالت کیطرف رجوع ہوئی اسنے فوراً ان غلامون کو ازادی دی اور مختلف فاترین انہین جگہ دلوادی لیکن اتنی بات رہی کہ انکا نام چیلہ پڑگیا۔ راجپوتانہ مین یہہ نام ابتک مستعمل ہوتا ہے۔ رانیون کے پاس جسقدر خدمتگار ماما موجود ہوتی ہین انکو چیلیان کہتے ہین اور چیلے وہ کہلاتے ہین کہ جو راجپوتون کے پُرانے خدمتگار ہوتے ہین جنکو ہم غلام کہسکتے ہین۔

راجہ ٹوڈرمل کی اس اصلاح نے ہزارون بندگان خدا کی جان عذاب مین سے نکلوائی اور ان کو ایسی راہ پر ڈالدیا کہ جس سے وہ اپنی زندگی بآرام بسر کرلین۔ راجہ کی یہہ ان اصلاحون کا ذکر ہے جنہون نے اسے اکبر کا بہت پیارا بنادیا تھا۔ اکبر راجہ ٹوڈرمل سے ایسی ہی محبت کرتا تھا۔ کہ جیسے اپنے بچہ سے کرتے ہین۔ ہمیشہ فاخرہ خلعتون اور انعامات سے سرفراز فرمایا کرتا تھا۔ ایک بڑی بات جس نے راجہ ٹودرمل کو عزیز جہان بنادیا تھا وہ خلق اور مروت تھی زمانہ کا یہہ معمولی قاعدہ ہے کہ جہان کم درجہ سے کسیکو عروج ہوا تو وہ مغرور کم ظرف اور متکبر بنجاتا ہے سبکو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور کسیکو کچھ مال نہین سمجھتا مگر برخلاف اس کے راجہ ٹوڈرمل اپنے مفلس غریب عزیزون سے بھی اسیطرح ملتا تھا کہ جیسے کوئی اہل غرض ملتا ہے مروّت مین اپنا ثانی آپ تھا۔ ایک نقل اسکی مروت اور خلق کی بہت مشہور ہے جسکو اکثر مورخون نے دھورایا ہے۔ اسلئے ہم اسکو درج ذیل کرتے ہین۔

راجہ جیسا کہ اوپر بیان ہوا قوم کالیستھ مین سے تھا اور پنجابی نژاد تھا اس کے پاس یون تو اسکی بھائی روزگار کے لئے اکثر عرضیان دیا کرتے تھے مگر ایک دن اسکے سالے نے عرضی دی کہ مجھے خالی پوسٹ ملجاوے۔ سالے کا رشتہ نہایت میٹھا ہوتا ہے۔ یہہ جگہ ساٹھ روپے کی تھی اب اسنے اسکی لیاقت اور قابلیت پر خیال کیا کہ آیا یہہ جگہ راجچند سنبھال بھی سکتا ہے یا نہین راجہ ٹوڈرمل نے جب اپنے طور پر امتحان لیا تو وہ قابل نہین پایا اس نے اس ساٹھ روپیہ

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی جگہ پر تو ایک نئے شخص کو مقرر کر دیا اور اپنے سالے کو یہہ جواب دیا۔ یہہ پوسٹ جسکے لئے تم نے عرضی دی ہے دوسرے شخص کو دیدی گئی ہان جو کچھ اس عہدہ کی تنخواہ ہے اس مین سے نصف تمہین ملی گی اس عرصہ مین تمہین کام سیکھنا پڑیگا جب تم کام سیکھ جاؤگے مناسب جگہ تمہارے لئے تجویز کی جاوے گی،، اس سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ شخص کتنا بڑا اپنے آقا کا نمک حلال اور اپنے رشتہ دارون کی مروت رکھتا تھا نمک حلالی تو یہہ تھی کہ ایک ناقابل شخص کو دفتر مین جگہ نہ دی اور مروت یہہ کی اپنے نسبتی بھائی کے اپنے پاس سے تیس روپے مقرر کر دیے۔

ٹوڈرمل رشوت کے نام سے کوسون بھاگتا تھا بڑی خوبی اسمین یہہ تھی کہ سوائے دفتر کے اپنی نج کے مکان پر کبھی دفتر کے معاملات کی گفتگو نکرتا تھا۔ متقی بہت بڑا تھا کبھی کسی پر بد نظر سے نہین دیکھا اور نہ کبھی عشق و محبت مین ٹوڈرمل کا نام نکلا۔ یہہ بات بھی بہت بڑی تھی کہ اکبر کے ہان علاوہ عالم و فاضل کے وہی شخص بڑے عہدے پر مقرر ہوتا تھا جو متقی ہوتا اور اپنے مذہب کا پابند ہوتا۔ یہہ دوسری بات ہے کہ اکبر کا کچھ مذہب ہو مگر وہ یہہ نہین چاہتا تھا کہ ارکان سلطنت لامذہب ہوجاین اور کیسکا اعتقاد نہ رکھین۔

متدین یعنے دیانتدار بہت بڑا تھا کرورہا روپیہ اس کے قبضہ مین رہتا تھا کیا ممکن تھا کہ ایک پائی کا فرق ہو ایکدفعہ حساب مین صرف تین پائی کا فرق پڑگیا دو دن دو رات برابر حساب کرتا کرتا رہا نہ سویا نہ لیتا نہ کھانا کھایا جب تک حساب سے اطمینان نکرلیا اور وہ غلطی نہ نکل گئی جگہ جگہہ سے نہ اٹھا۔

بڑی بات اکبر کے ہان یہہ تھی اور یہہ قابل تعریف جسکا عملدرآمد ٹرکی اور یورپ مین صرف ہوتا ہے کہ جب تک کوئی شخص اپنی زندگی جنگی کامون مین نہ گذار لیتا تھا اور اسے لیفٹننٹ کپتان وغیرہ کا خطاب نہ مل جاتا تھا کبھی سیول عہدہ نا ملتا تھا۔ اسلئے اکبر کے ہان سیول محکمون مین جسقدر عہدے دار تھے سب موقع پر توجی کامون مین اعلی درجہ کے نمایان کام کیا کرتے تھے گویا اکبر ایک ایک ملازم سپاہی تھا خواہ مسجد کا موذن ہو یا کسی درگاہ کا خادم ہو یا کسی سیول ڈیپارٹمنٹ کا عہدہ دار ہو۔ جتنی ترقی کہ بنگالیون نے انگریزی سلطنت مین پائی ہے اس سے زیادہ ترقی کایستھون نے اکبر کے زمانہ مین کی تھی جب سے مسلمان سلطنت کا تنزل ہوا ہے کایستھ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بیچارے بھی تنزل کرنے لگے اور اخرکار یہانتک نوبت پہنچی کہ وہ تنزل مین مسلمانون سے بھی دس قدم آگے بڑھکے نمک حلالی اور رفاقت و محبت اسی کا نام ہے ○ این کار از تو آید و مردان چنین کنند ○

اکبر کا چوتھا رتن

خانخانان

ارسکن لائف آف بابر مین خانخانان کی مفصلہ ذیل سرگذشت لکھی ہے۔ وہو ہذا اصل مین خانخانان کا نام مرزا عبد الرحیم تھا ہندوستان کے مسلمانون مین یہی شخص بڑا امتیازیہ درجہ رکھتا تھا سنہ ۱۵۵۶ء مین لاہور مین پیدا ہوا اور جب نوجوانی کی سرخی اس کے رخسارون پر جھلکنے لگی اکبر نے مرزا خان کا خطاب عطا فرمایا۔ یہہ خطاب صرف حسین صورت اور چکلے چوڑے ہاتھ پیرون پر نہ دیا گیا تھا بلکہ لیاقت و قابلیت پر خطاب مرزا خان عطا ہوا تھا گو اس کے باپ نے اکبر سے سرکشی کی تھی مگر یہان اکبر کو خواہ کوئی دشمن ہو یا دوست علم و فضل کی ضرورت تھی وہ اپنے ان دشمنون کو محبت کی نظرون سے دیکھتا تھا کہ جو کسی فن مین طاق ہوتے تھے۔ جب عبد الرحیم کی ۲۸ برس کی عمر ہولی تو اکبر نے جہانگیر کا اتالیق کردیا۔ اتالیقی کا عہدہ گویا اکبری سلطنت مین اول درجہ کا معزز عہدہ سمجھا جاتا تھا باپ نے اکبر کی اتالیقی کی بیٹا اکبر کے بیٹے کی اتالیقی پر مقرر ہوا۔ جس سال اتالیقی شہزادہ کا عہدہ ملا ہے اسی سال مرزا خان کو مظفر شاہ کی سرکشی دور کرنے کے لئے روانہ کردیا۔ شہنشاہ نے حکم دیا تھا اے میرے نوجوان بہادر تو ہرگز عام بلوہ سے خوف نہ کھائیو بلکہ اپنی دودھاری اور آبدار تلوار کے بھروسہ پر چلا جائیو اور جہانتک تجھ سے ممکن ہو سرکشون کو نیست و نابود کر ڈالیو۔ ایک بوڑھے رکن سلطنت نے جو بیرام خان کا بہت دوست تھا اس نے میرزا خان کو لکھا میرے جوشیلے شجاع اور دل چلے بہادر یہی موقع ہے کہ تجھے تیری نمایان کارگذاریون کا خطاب خانخانان کے مستحق نہ سمجھے جاؤ۔ اس کام مین اپنی جان لڑا دینا اور اس سرکشی کو اختتام پر پہنچا کر چھوڑنا۔ جون ہی یہہ شہنشاہی حکم اور بوڑھے رکن کا خط پہنچا میرزا خان جوش مین آگیا اور اس نے اپنے دل مین عہد کرلیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جب تک مین مظفرشاہ باغی کو تہ تیغ نکر لونگا اور اس بغاوت کا بیج نہ مٹا دونگا نیام مین تلوار نہین دونگا۔ میرزا خان نے اس بہگری سے جنگ کی اور ایسا نڈر ہوکر سینہ بسینہ لڑا ہے کہ جو عہدہ نیتجے فتح کے خیال مین تھی اُس سے بھی زیادہ ظاہر ہوئی۔ جنہیر اکبر نے میرزا خان کو پنج ہزاری کا عہدہ دیا۔ اور اس عہدہ کے ساتھ ہی خانخانان کا خطاب عطا ہوا۔ اس خطاب اور عہدہ کے چند روز بعد خطاب وکیل السلطنت یا لارڈ لیفٹنٹ آف دی امپائر کا عطا ہوا۔ ان متواتر خطابات عطا ہونے کے بعد جونپور۔ ملتان۔ سندہ کی گورنریان ملتی رہین۔ سب سے زیادہ کارنمایان خانخانان نے دکن مین کئے جنکا مختصر بیان ہم آگے کرین گے۔

میرزا خان خانخان وکیل السلطنت کی لڑکی کی شادی شہزادہ دانیال اکبر کے بیٹے سے ہوئی۔ جب اکبر کا انتقال ہوگیا اور جہانگیر کا دور دورہ ہوا تو جہانگیر نے بھی اپنے بوڑھے اتالیق کی ویسی ہی عزت کی کہ جیسے اسے شایان تھی کئی برس کے بعد شہزادہ خرم کے (جو بعد ازان شاہجہان کے لقب سے مشہور ہوا) ساتھ قندھار کی مہم پر روانہ کردیا گیا یہان بھی خانخانان کو بخوبی کامیابی حاصل ہوئی۔ آخر دہلی مین ۱۶۲۷ع مین انتقال ہوگیا"

یہہ پیرا ہم نے ارسکن لائف اف بابر مین سے انتخاب کیا ہے۔ اب ہم اور مختلف مورخون کی کتابون سے خانخانان کی مختصر سوانح عمری نقل کرتے ہین۔

میرزا عبدالرحیم کا پورا خطاب یہہ تھا جو بڑھاپے مین پورا ہوا تھا۔ مرزا عبدالرحیم میرزا خان عزیز خان اعظم خانخانان وکیل السلطنت اتالیق شہزادہ سلیم اور جنرل ثانی اکبر شہنشاہ و گورنر جونپور ملتان سندہ وغیرہ۔ خانخانان کو یہہ خطاب مختلف اوقات مین ملے تھے۔ یہہ شخص ایک خوبصورت اور لمبے قد کا تھا۔ اس کے ہاتھ پیر لمبے اور مضبوط تھے خط و خال خوبصورت اور دلپسند تھے گورے گلا رنگ کی تمتماہٹ اسکے چہرہ پر ہر وقت درخشانی کرتی رہتی تھی تاہم اسکی اٹھتی ہوئی جوانی کی سرخی مائل جھلک شراب کی سرخی کی محتاج نہ تھی۔ اس کے روش انداز اور ظاہری صورت سے پایا جاتا تھا کہ یہہ شاہی خاندان مین سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے اور مجسم ہیئت اس امر کی شہادت دیتی تھی کہ جتنا معزز اسکا عہدہ ہے اور جتنے اسے خطاب ملے ہین اس سے زیادہ اور خطاب لینے کی قابلیت اسمین موجود ہے اس کے چہرہ کی بناوٹ گول تھی اور اسکی بیضاوی ہیئت کی خوش اسلوبی کو رخسارون کے ڈہل ہونے نے زائل کردیا تھا اور اس قصور نے اسکی نمایان اور بلند پیشانی کو بھی بےعیب نہین چھوڑا تھا۔

اس کے بالون کا کچھ غیر معین رنگ تھا کبھی تو وہ دھواندھار شاہ بلوط کی سے رنگ کا جلوہ دیتے تھے اور کبھی ان سے بھورے رنگ کی جھلکی ناظر کی آنکھون مین بہت متعدی سے چکا چوند کرتی تھی فطری خانخانان کے بال نرم گھونگرو والے تھے یہہ نقشہ خانخانان کا مسٹر اسٹوارٹ نے اپنی تاریخ مین کھینچا ہے۔

یہہ نوجوان اولولعزم شخص گو لاہور کی پیدایش تھا اور اسکی زبان مادری فارسی تھی لیکن اسنے اٹھارہ برس کی عمر مین ترکی اور عربی لٹریچر مین پوری دستگاہ حاصل کرلی تھی اور فلسفہ منطق ریاضی ہیئت۔ فلاحت مین بھی پورا دخل تھا۔

انتظامیہ معاملات مین دربار مین بڑی وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ مسافرنواز اور خلیق بہت بڑا تھا سخی بھی اول درجہ کا تھا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ یہہ اپنے محل کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا۔ رات آدھی گذری ہوگی کہ سامنے سے چار آدمی آہن پوش آتے ہوئے دکھائی دیے یہہ شخص سیدھے اس مکان کی طرف آرہے تھے کہ جہان خانخانان بیٹھا ہوا تھا۔ پہرہ دار اس طرف نہ تھے کیونکہ مکان کا ادھر دروازہ نہ تھا یہہ مکان کی پشت تھی۔

دکن کی خوفناک جنگون کے خیالات پے درپے خانخانان کو آرہے تھے اور نئی نئی ایجادین نئی نئی باتین سوجھ رہی تھین کبھی تو فتح کی خوشی مین خوش ہوجاتا تھا اور کبھی اپنی ناکامی کا خیال کرکے افسردہ ہوتا تھا۔

مسٹر اسٹوارٹ لکھتے ہین کہ یہہ خیالات وہی معمولی خیالات تھے کہ جو ایک سپہ سالار کی طبیعت مین جنگ سے پہلے موجزن ہوا کرتے ہین۔ کہ اسی اثنا مین خانخانان کی توجہ ان آہن پوشون کی طرف مبذول ہوئی۔

خانخانان نے آوازدیکران کی رفتار کو نہین روکا اور یہہ دیکھنے کے لئے کہ یہہ کون ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خاموش بیٹھا رہا۔

جب وہ قریب آگئے تو انہون نے یہہ باتین کین۔ ایک بولا اسی مکان مین خانخانان کا خزانہ معلوم ہوتا ہے دوسرا بولا۔ یہان خزانہ اگر ہوگا تو پہرہ بھی ضرور ہوگا پھر ہماری دال کیون کر گلے گی۔ تیسرا بولا۔ یہہ خزانہ وقف ہے یہان پہرہ ہرگز نہوگا۔ چوتھا بولا وقف کے کیا معنے۔

تیسرا۔ خانخانان کا قاعدہ ہے کہ جس خزانہ مین سے خیرات کی جاتی ہے اس خزانہ پر پہرہ نہین ہوتا۔ اسی قسم کے چارون اہن پوش باتین کرتے رہے خانخانان کو یہہ کیفیت معلوم ہوئی کہ یہہ آہن پوش قزاق ہین پہلے تو وہ بیٹھا دیکھتا رہا لیکن جب انہون نے کمند پھینکی تو خانخانان ایک طرف چھپ گیا۔ وہ چارون آہن پوش قزاق کمند کے ذریعہ اوپر چڑھ آئے جب وہ اوپر آگئے تو خانخانان برہنہ تلوار ہاتھ مین لیکر نکل آیا۔

خانخانان کی صورت دیکھتے ہی وہ تھرّا گئے اور اونہون نے ہتیار پھینکدیے خانخانان نے ان سے کہا تم خوف نہ کھاؤ مین تم سے صرف ایک بات دریافت کرنا چاہتا ہون شرط یہہ ہے کہ تم سچ کہدو۔ ان کے تن بدن مین رعشہ پڑا ہوا تھا اور وہ خوف کھا رہے تھے جب دوبارہ گھرکتی ہوئی آواز مین یہہ سوال مکرّر کیا تو انمین سے ایک قزّاق آہن پوش نے اقرار کیا کہ جو کچھ حضور فرمائین گے وہ سچ عرض کر دیا جائے گا پھر خانخانان نے یہہ سوال کیا کہ تم نے کتنے روپے لینے کا خیال کیا تھا یعنے تم کو کتنا خیال تھا کہ ہم خانخانان کے ہان سے اتنا روپیہ ملجائیگا۔ پہلے تو انہون نے تامل کیا مگر خانخانان کے غضب آمیز تقدّدسے وہ کہہ اُٹھے کہ ہم نے ایک ایک ہزار روپیہ کا خیال کیا تھا۔ خانخانان نے فورًا ایک ایک ہزار روپے انہین منگوا دیا اور پھر قزاقی نہ کرنے کا عہد لے لیا اس قسم کی اکثر باتین خانخانان کی نسبت مشہور ہین عرفی شاعر کو ایک قصیدہ پر پچیس ہزار روپیہ دیدیا تھا جس قصیدہ پر اتنا انعام عرفی کو ملا تھا اسکا مطلع مفصلہ ذیل ہے مطلع

بیا کہ بادلم آن مے کند پریشانی ❖ کہ غمزۂ تو تنگردست با مسلمانی ❖ ز دیدہ رفتی و مردم ہمان نفس فریاد ❖ کہ بے تو مردم و آنگہ چنین بآسانی ❖ کسے کہ رشتۂ ناز تست میداند ❖ کہ موج

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آبحیات تست چین پیشانی -
پہلی مہم جو خانخانان کو اکبر نے دی تھی وہ گجرات کی تھی جس مہم میں ٹوڈرمل بھی تیغ آزمائی کر چکا تھا - جو نمود کہ ٹوڈرمل نے گجرات مین حاصل کی تھی وہ ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ نمایان نمود خانخانان نے حاصل کی خانخانان اگرچہ مختلف مہمون مین مشغول رہتا تھا لیکن خوش قسمتی سے شہرت کے ساتھہ علم مین بھی ترقی کرتا جاتا تھا - جو رقعے یا عریضہ ابوالفضل کے رقعون کے جواب مین آتے تھے ان کی شائستگی اور عبارت کی سنجیدگی مطالب کی عمدگی ابوالفضل سے بیس ہی ہوتی تھی - بہت سی کتابین خانخانان نے خود تصنیف کی ہین کئی کتابون کا ترجمہ کیا ہے اور کئی تالیف کی ہین - ترک بابری جو ترکی زبان مین تھی اسکا ترجمہ خانخانان نے فارسی مین نہایت عمدگی سے کیا ہے - خانخانان حنفی تھا - گو باپ شیعہ تھا مگر نوجوان ہوکر اس نے شیعہ مذہب پسند نکیا اور سنی حنفی ہوگیا - مذہب کی تحقیق کا بہت شوق تھا - بابر کی چند اور کتابون کا بھی ترجمہ کیا ہے فارسی کے علم ادب مین پوری دستگاہ حاصل تھی ابوالفضل بھی خانخانان کی فارسی سے کان پکڑتا تھا -
وہ کتاب جس سے خانخانان مشہور ہوگیا وہ شافعی اور حنفی فقہ کے محاکمہ مین ہے - یہہ کتاب عالمگیر بہت عزیز رکھتا تھا اور اکثر اس کے مطالعہ مین رہا کرتی تھی - آخر مین خانخانان مذہبی کتابون کا مطالعہ کرتے کرتے وہابی بنگیا تھا اکبر کی سلطنت کچھہ ایسی بے تعصب تھی کہ اس زمانہ مین کل مذاہب یکسان تھے جس نگاہ سے وہ سنی کو دیکھتا تھا اسی نگہ سے شیعہ پر نظر کرتا تھا - عموماً مختلف مسائل پر خانخانان کی گفتگو مختلف مولویون سے ہوتی تھی اور وہ دو ہی باتون مین سبکو بند کر دیتا تھا اسکی برجستہ تقریر اور عالمانہ گفتگو کے آگے کوئی نہ چل سکتا تھا
یہہ ایک منصف مزاج اور دور اندیش شخص تھا جو بات کہتا وہ انصاف ہی پر مبنی ہوتی - اب اس کے جنگی وقائع جن سے کہ خطابات حاصل کئے تھے بیان ہوتے ہین - اور وہ یہہ ہین -
سنہ ۱۵۸۱ء مطابق سنہ ۹۸۹ ہجری کو ٹوڈرمل کے چلے آنے کے بعد گجرات کی طرف سے پھر بوئے بغاوت آنے لگی اور سرکشی کی گرم گرم خبرین حضور بندگان عالی کے کانون مین پہونچنے لگین - اکبر نے فوراً مرزا خان کو روانہ کیا مرزا خان کچھہ فوج لیکر سیدھا گجرات پہونچا - اس نے آتے ہی مظفر شاہ کو شکست دی اور شہر مین امن قائم کر دیا - یہہ فتح ماہ جنوری سنہ ۱۵۸۴ء مطابق ماہ محرم سنہ ۹۹۲ ہجری کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj

مرزاخان کو ہوئے - جو نمایان کام اس جنگ مین مرزاخان سے ظہور مین آئے تھے ان کی رپوٹیر متواتر اکبر کو ہو رہی تہین - مرزاخان نے چاہا کہ اپنی نمایان فتح کے اثر کو قائم رکھون - مگر یہہ ممکن نہوا جتنی کوششین اور عرق ریزی کہ مرزاخان نے کی وہ سب خیر باد جاتین اگر مغل نہین شولہ ہی مین نرہجاتے یہان مغل اپنے دشمنون پر تاک لگائے رہے آخر مدتون کی خونریزیون کے بعد پہر کہین گجرات ہاتھہ آیا ہے -

۱۵۸۹ء مین خانخانان یا مرزاخان نے سمندر کے جنوب مین جاکر جو جنگ کی اس سے خانخانان کا نام بلند کر دیا - اسکی مفصل کیفیت لین پول صاحب نے لکھی ہے -

پہلے خانخانان نے اپنی فوج کے چار حصے کئے اور جنوب کی طرف سے کنارہ کنارہ آگے بڑہا - دشمن بہی یہان عظیم الشان فوج لئے پڑا ہوا تہا - خانخانان نے عہد کر لیا تہا کہ یا سر دہم یا ستانم کلاہ اس کی پر جوش طبیعت اسکی مقتضی نہ تہی کہ ہر بار میری کامیابی مشکوک رہے وہ حسرت بہری نگاہون سے مظفر کی فوج کی طرف دیکھتا تہا اور چپکا ہو رہتا تہا - کبہی اپنی ناموری کا خیال آتا تہا اور کبہی اس تصور مین سربگریبان ہوتا تہا کہ اگر اس جنگ کا رخ پہر گیا تو میری کئی برس کی کوشش بہی بیکار جائے گی - یہہ جمعہ کا دن تہا جب اسنے سمندر کے جنوب مین حملہ کیا ہے - ہنوز آفتاب کی جہمکیلی کرنون کی بہار سامنے کی بجیس اور ساکن سمندر پر نہیں معلوم ہوتی تہی - ایک طرف سے سمندر پر کبہی کبہی ہوا کے معمولی اور کبہی غیر معمولی جہوکون سے موجین معلوم ہونے لگتی تہین اور ایک طرف جون جون روشنی ہوتی جاتی تہی جانباز بہادرون کی برچہیان - گجراتی کہانڈون کی دہارین آنکھون مین چکاچوند کر رہی تہی - ایک طرف مغل تلوارین سوتے ہوئے جان دینے کو موجود تہے اور دوسری طرف گجراتی اپنے خلیق اور ہر دل عزیز مظفر شاہ پر اپنی گردنین کٹانا اپنا منصبی فرض جانتے تہے - اتنے مین خانخانان نے شافعی مذہب پر بہت تڑکے کیسے اندہیرے ہی سے نماز جماعت کے ساتھ پڑہی اور ادہر سے چند ہی منٹ کے بعد تکبیر اللہ اکبر کی صدائین بلند ہوئین لگین -

خانخانان نماز پڑہکر دعا مانگ ہی رہا تہا کہ اتنے مین ایک بندوق چلی اور کل فوج ہوشیار ہو کر جنگ پر آمادہ ہوئی طرفین کو تعجب ہوا کہ یہہ بندوق کس نے چلائی ہے مگر کچھہ بہید نہ کہلا - آخر خانخانان دعا مانگتا ہوا اوٹھہ بیٹھا اور اپنے گہوڑے پر سوار ہوا - خانخانان کے گہوڑے کا نام غنیم تہا - سوار ہوکر خانخانان نے چمکار کر گردن پر ہاتھہ پہیر کر کہا اے بہادر ہوشیار ہو جا سمندر کے کنارے پر آج دشمن سے معرکہ ہے ذرا اپنی تیزی اور میرے نمک کی قوت دکہائیو -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہہ سنتے ہی گھوڑی نے دونون کان کھڑے کئے اور ذرا ہنہنایا - اب صفون مین بندوقین چلنے لگین ادہر توپون پر بتی پڑی - بندوقون کی ٹھائین ٹھائین توپون کی دنادن نے بہادرون کے کلیجون کو ہلادیا خانخانان لوہے مین غرق تھا - سامنے کنارہ پر نیزہ ٹیکے ہوئے کھڑا تھا - دو تلوارین دونون پہلوون مین پڑی ہوئی تہین - ایکطرف قرابین دو سو جان نثار سوارون کے بیچمین کھڑا ہوا فوجی سپاہی اپنی جان خانخانان کے ذریعہ سے اکبر پر نثار کر رہے تھے - کامل چار گھنٹے توپ گولے سے جنگ ہوتی رہی - یہان تک نوبت پہونچی کہ تلوارون پر ہاتھہ پڑ گئے اسی موقع کا خانخانان منتظر تھا جون ہی تلوارون کی کھچاکھچ کی صدائین بلند ہونے لگین اور جان باز بہادرون کی گردنین بُھٹہ سی اوڑنے لگین تو خانخانان نے بغور مظفر شاہ کی طرف دیکھا جو سامنے کھڑا ہوا فوجکو لڑا رہا تھا - خانخانان آہستہ آہستہ اسکی طرف آگے بڑہا دو سو آدمیون کے ساتھہ برچھے جہکائے ہوئے چلا جاتا تھا - دشمن کو یہہ خبر نہ تہی کہ قوی دشمن پشت پر سے حملہ آور ہوگا - مظفر شاہ بڑی تندی سے فوج کو لڑا رہا تھا نہ اسے اپنی پشت کی کچھہ خبر تھی نہ اُسکی فوج کو - کہ اتنے مین خانخانان اپنے باڈی گارڈون کو لئے ہوئے جا پہونچا - اور پیچھے جنگ مین مشغول مظفر کو للکار کر کہا ہوشیار ہو کہ آفتاب مغرب سے طلوع ہوا - یہہ کڑاکے کی آواز سنتے ہی مظفر کے ہوش اڑ گئے ہر چند وہ سنبھل کر حملہ آور ہوا لیکن اِن جانباز دلاورون کے آگے کچھہ چل نہ سکا خود تلوار لیکر جہپٹ پڑا اور سٹہ اسٹر گجراتیون کی گردنین اُڑنی شروع ہوئین مظفر کو شکست ہوئی اور وہ اپنی فوج بے سری میدان مین چھوڑ کر بہاگا کئی میل تک فوج کا تعقب کیا صدہا گجراتی تہ تیغ ہوئے - خانخانان کی بہادری اور جُرات سے یہہ فتح حاصل ہوئی - مظفر شاہ گو بہاگ گیا تھا مگر خانخانان جانتا تھا کہ اگر وہ پلٹ پڑا تو پھر اسکا مقابلہ کرنا پڑیگا - ایلفینسٹن صاحب لکھتے ہین کہ بارہ برس کی جنگون کے بعد مظفر شاہ پکڑا گیا کہتے ہین یہہ اکبر سے معافی مانگنے کے لئے آگرہ جاتا تھا اِسکا گلا بیرحمی سے اُسترے سے کاٹ ڈالا گیا اور پھر گجرات مین بخوبی امن ہو گیا - بڑی کارگذاریان جو خانخانان نے دکن مین کین وہ ہمیشہ اسکی تاریخ مین یاد رہین گی اور ان ہی واقعات سے اسکی تاریخ کے صفحے سنہری ہو گئے ہین -

خانخانان مالوہ کا انتظام کر رہا تھا کہ اکبر کا پروانہ پہونچا کہ فوراً دکن راوانہ ہو حکم ہوتے ہی یہہ دکن روانہ ہوا - یہان شہزادہ مراد پہلے ہی سے محاصرہ کئے پڑا تھا - کچھہ دن تک تو دونون باہم ملکر کام کرتے رہے مگر آخر مین چشمک ٹھنچ گئی اور اِسکا یہان تک طول کھنچا کہ اکبر کو بہی معلوم ہو گیا کہ دونون کی چھن رہی ہے ایسا نہو کہ

Digitized by Arya Samaj Foundation

تلواروں پر ہاتھ پڑجائے - دوراندیشی سے دونوں کو واپس طلب کرلیا - مورخوں نے دونوں کی ناچاقی کے مختلف اسباب لکھے ہین مگر ان اختلافات سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ مراد ضدی اور شرابی بہت تھا جو کچھ اوسکی سمجھ مین آتا تھا چاہے وہ درست ہو یا نہو اسپر کرنا فرض تھا - ایسی بے نتیجہ باتوں اور ناواجب افعال سے خانخانان روکتا تھا اور شہزادہ مراد ضد کرکے ان کاموں کو کرتا تھا - مراد کو واپس بلاکر اکبر نے دانیال کو ایک فوج کی سرکردگی مین روانہ کیا - خانخانان بہی دانیال کے ساتھ فوج لیکر بڑھا اور احمد نگر کا محاصرہ کرلیا -

چاند بی بی یا چاند سلطانہ کی ناگفتہ بہ حالت تھی - حبشی سردار جو اول ہی محاصرہ پر اس سے آکر مل گیا تھا اب اس سے مخالف ہوگیا تھا اور اولٹا اسی کا محاصرہ کر رکھا تھا - چاند بی بی خانخانان اور دانیال سے معاہدہ کرنے کو تھی کہ حرمسرا مین اسے قتل کرڈالا اسکا قتل ہونا تھا کہ احمد نگر پر اکبری پہریرے فراٹے بھرنے لگا -

خانخانان کو یہہ فتح ماہ جولائی سنہ ۱۶۰۰ع مطابق صفر سنہ ۱۰۰۹ ہجری مین ہوئی - اکبر نے دانیال کو خاندیس اور برار کی گورنری پر چھوڑا اور خانخانان بطور مددگار کے رہا - دانیال خانخانان کی بہت عزت کرتا تھا اور جو نصیحت کہ خانخانان کیا کرتا تھا اسپر وہ بہت خوشی سے عمل کرتا تھا -

اکبر بہت ضعیف ہوگیا تھا - تینوں شہزادے مرچکے تھے - صرف جہانگیر باقی تھا جہانگیر کو یہہ یقین نہ رہا تھا کہ اکبر کے بعد مین تخت پر بیٹھونگا بظاہر اکبر بوڑہا ہوگیا تھا لیکن اس کے مرنے کے آثار نہین معلوم ہوتے تھے راجہ مان سنگہ جو خسرو کا ماموں تھا یہی چاہتا تھا کہ خسرو تخت پر بیٹھے درپردہ یہی خواہش خانخانان کی تھی - جہانگیر نے محل مین آنا چھوڑ دیا تھا اسی خوف تھا کہ کہین مجھے کوئی قتل نکرڈالے حالانکہ اکبر جہانگیر کی غیرحاضری سے سخت ناراض تھا سلیم نے اپنی بیماری کا بہانہ کیا مگر اُسکے خلاف شاہجہاں گو ابھی بچہ ہی تھا ہر وقت اپنے دادا کے پاس بیٹھا رہتا تھا اور یہہ کہتا تھا کہ میں مرض کی حالت میں اپنے دادا کو نہیں چھوڑنے کا - اس عرصہ میں خانخاناں نے خسرو کو تخت پر متمکن کرنے کی صدہا تدبیریں کرلیں جب کارگر نہوئیں تو خانخاناں نے سلیم کو پوشیدہ ایک خط لکھا جسکا مضمون حسب ذیل ہے -

شہزادۂ والاتبار کو معلوم ہو کہ میں ہر طرح سے حضور کی مدد کرنے کو موجود ہوں - حضور بلاخوف محل میں تشریف لیجا سکتے ہیں بشرطیکہ مجھے اس امر سے مطمئن کردیا جائے کہ جب حضور تخت نشین

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہو جائینگے تو میرا یہی عہدہ اور یہی عزت باقی رہیگی بلکہ خلعت فاخرہ سے میں سرفراز کیا جاؤنگا اسکے علاوہ چند شرطیں اور بھی تھیں جنکو مورخوں نے درج نہیں کیا ہے۔ غالباً یہی شرطیں اپنے قیام کی ہونگی۔ جب راجہ مان سنگھ نے یہ دیکھا تو وہ بھی شہزادہ سلیم سے مل گیا اب شہزادہ سلیم محل میں بخوشی اکبر کے پاس حاضر ہوا۔

اصل یہ ہو کہ اپنا عہدہ بڑھانا سب ہی چاہتے ہیں خانخانان نے یہ خیال کیا تھا کہ اگر خسرو تخت پر بیٹھ گیا تو میری قوت سلطنت بڑھجائیگی اور گویا میں ہی شہنشاہ بنجاؤنگا یہ بہت بڑی خانخانان کی عقلمندی تہی کہ اپنے خلاف کوششوں کو سلیم پر اظہار نہونے دیا اور جب اپنی کوششونکو ناکام پایا تو فوراً شہزادہ سلیم سے عہد و پیمان کر لیئے خانخانان ایک بہادر جری اور خیر خواہ سلطنت تھا۔ جنھوں نے ابوالفضل۔ اکبرنامہ۔ آئین اکبری دیکھی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ خانخانان کو کن الفاظ میں اکبر لکھا کرتا تھا اور اپنے پیارے مرزا خان کی کتنی خاطر منظور تہی۔ جب اکبر کی وفات ہونی لگی ہی تو اُسکے پہلے جو فقرہ اکبر نے کہا وہ یہ تھا۔ میرے بڑے جنرل تمھارے اتالیق مرزا خان کا خیال تم ضرور رکھنا تمھارا فرض ہو کہ جو عزت اُسکی میرے سامنے ہو وہی میں چاہتا ہوں کہ تمھاری حکومت میں بھی رہے۔ پھر اور مختلف ارکان سلطنت کی نسبت جہانگیر سے سفارش کی بڑی بات قابل تعریف کے یہ تھی کہ اکبر کے ہاں جتنے فاضل علما برہمن پنڈت تھے سب مختلف جنگوں میں متعدد خطابات لیچکے تھے۔ سب سے زیادہ جفاکش مرزا خان تھا۔

اکبر کا پانچواں رتن

راجۂ بیربل

یہ مشہور راجہ جسکے نام کی شہرت اکبر کے نام کے ساتھ ہے ۱۵۲۶ء میں بنارس میں پیدا ہوا یہ اصل میں بھاٹ تھا۔ بھاٹ کو کیا خبر تہی کہ یہ ایک دن شہنشاہ کا مصاحب بنیگا اور دربار شہنشاہ میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہانتک دخل ملیگا اور ایسی شہرت ہوگی کہ جب تک اکبر کا نام دُنیا میں روشن ہو راجہ بیربل کا نام فراموش نہیں ہوگا۔ جب بیربل پیدا ہوا تو اُسکے باپنے دوستوں بھاٹوں کو بُلوایا۔ اور اُنکی خوب دعوت کی۔ اُس زمانہ میں یہہ دستور تھا کہ اگر غریب کے ہاں بھی بچہ پیدا ہوتا تھا اُسکا زائچہ طالع بھی برہمن کھینچا کرتا تھا۔ بیربل کا زائچہ تیار کیا گیا۔ اُس نے بڑی دیر تک خیال کرکے یہہ بتایا کہ تمھارا بیٹا بڑا نصیبہ والا ہوگا اور ایک عظیم الشان حکومت پر مقرر کیا جائیگا۔ یہہ سُنکر سب بھاٹ یہہ خیال کرنے لگے کہ شاید بیربل کے باپ کے خوش کرنے کے لیئے یہہ کہدیا ہے کہاں بھاٹ کا بیٹا اور کہاں حکومت۔ ابھی بچہ ہی تھا کہ اُسکی ماں کا انتقال ہوگیا۔ یہہ مُصیبت بیربل کے باپ پر بہت بڑی پڑی۔ اُس نے بڑی محنت سے اُسے پرورش کرنا شروع کیا۔ دن بدن یہہ بچہ پروان چڑھتا چلا گیا۔ جب اُسکی سات برسکی عمر ہوئی تو اُسکے باپنے تمام وہ تعریفی اشعار جو امیروں کے آگے پڑھا کرتے ہیں یاد کرادیئے بیربل کا حافظہ بہت اچھا تھا۔ جو بات باپ یاد کراتا تھا اُسے وہ فوراً ہی یاد کرلیا کرتا تھا۔ آٹھ برسکی عمر نہوئی تھی کہ باپ کا پُورا سبق حفظ کرلیا۔ باپ اپنے چاہتے بیٹے بیربل سے بہت خوش تھا۔ جس امیر کے پاس لیجاتا وہ اُسے خوب انعام دیتا۔ بیربل بے تکلف تعریفی اشعار اس بیباکی اور دلیری سے خوش لہجہ میں پڑھکر سُناتا تھا کہ امیر حیران رہجاتے تھے۔

دو تین ہی برس میں بیربل نے اپنے باپ کو دولتمند بنادیا۔ بیربل کے باپ کو ہوائے دولت لگی وہ بنارس سے اپنے بیٹے کو ساتھ الہ آباد لیکر آیا۔ یہاں بھی اُسکے خوب گہرے ہوئے۔ چھنا چھن روپئے پڑنے لگے۔ باپ کے اشعار پڑھتے پڑھتے یہانتک طبیعت کو روانی ہوئی کہ ٹوٹے پھوٹے ہندی شعر خود بھی موزوں کرنے لگا۔ یہانتک کہ بڑی عمر میں خاصہ شاعر بنگیا۔

بیربل کو یہہ سخت بُرا معلوم ہوتا تھا کہ میں دربدر باپ کیساتھ بھیک مانگتا پھروں گو پیدا ہوتے ہی اُسے بھیک کی عادت ڈالی گئی تھی۔ لیکن بیربل کی فطرت اُسے مجبور کرتی تھی کہ وہ اپنے باپ کے اُس قابل شرم پیشہ کو چھوڑدے اور سنسکرت کی تعلیم حاصل کرے۔

ایک دن الہ آباد کی ایک شاہراہ میں بیربل کی اُنگلی پکڑے اُسکا باپ جارہا تھا۔ سامنے ایک امیر کی سواری آرہی تھی۔ بیربل کے باپ نے زور سے تعریفی اشعار پڑھنے شروع کیئے امیر نے ذرا بھی توجہ نہ کی اور وہ امیر آگے بڑھا چلا گیا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بیربل کا باپ بیٹا اگر میری آواز کے ساتھ تم بھی آواز لگاتے تو یہ امیر ضرور کچھ نہ کچھ دیجاتا۔

بیربل بہے پتا یہ قابل شرم پیشہ کرتے کرتے جی اُکتا گیا برائے خدا آپ اس سے درگزریے کیونکہ اتنے دنوں کی بھیک سے ہماری پاس اسقدر روپیہ ہے کہ ہم بارام اپنی زندگی بسر کرسکتے ہیں۔ آپ ایک جگہہ رہ کر مجھے تعلیم دلوائیے دیکھئے پڑھ لکھکر میں کسقدر روپیہ حاصل کرتا ہوں۔

بیربل کی یہ برجستہ تقریر اُسکے باپ کو بُری معلوم ہوئی وہ خاموش ہو رہا اور اُس نے کچھ جواب نہ دیا۔ اُس کے چہرہ پر غصہ کی تمتماہٹ جلوہ دے رہی تھی۔ آنکھوں میں غصہ کے شعلے بھڑکنے لگے تھے چونکہ اپنے پیارے فرزند سے ہمیشہ محبت کرتا تھا اسلیئے اُس نے گھُرکنا اور تادیب کرنی مناسب نہ جانی۔ بیربل اپنے باپ کی یہ تیور پہچان گیا فوراً اس بات کو جس نے اُسے رنجیدہ کیا تھا ٹالکر بیربل اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگا۔

پندرہ برس کی عمر میں بیربل لاہور تھا۔ جب اُسکے باپ کا انتقال ہوگیا۔ دس ہزار روپیہ چھوڑکر بیربل کا باپ مرا تھا بیربل نے فوراً ایک پنڈت سے سنسکرت شروع کی اور اُس سے یہ جاکر کہا کہ میں برہمن ہوں۔ اُس زمانہ میں پنڈت سوائے برہمن کے اور کسیکو نہیں پڑھاتے تھے پڑھانا کیسا سنسکرت کی کتابوں کو ہاتھ بھی نہیں لگانے دیتے تھے۔ جس پنڈت سے بیربل نے پہلے تعلیم حاصل کی اُسکا نام سندرلال تھا۔ یہ اپنے عقیدہ اور مذہب میں بہت سخت تھا بیربل کی بات بات پر نظر رکھتا تھا۔ اور چندروز کے بعد اُسے شک ہونے لگا تھا کہ یہ برہمن نہیں ہے۔

بیربل گو بچہ ہی تھا لیکن بزلہ سنجی۔ فی البدیہہ اشعار موزوں کردینے۔ حاضر جوابی اسمیں اول نمبر کی صفتیں تھیں۔ اِسکی اِن مذاق انگیز باتوں سے سندرلال خوش تو بہت تھا مگر ساتھ ہی اِسکے اُسے بیربل کے برہمن ہونے میں شک تھا۔ وہ خوب جانتا تھا کہ برہمن کے لڑکے میں یہ مذاق اور مسخرا پن نہیں ہوسکتا۔ اِس عرصہ میں سنسکرت کی کئی کتابیں بیربل نے پڑھ لیں اور اب اُسے اپنے اُستاد کی زیادہ حاجت نہ رہی۔ ایکدن بیربل بیٹھا ہوا پڑھ رہا تھا۔ سندرلال کی آنکھیں اِس کے اطوار اور تلفظ پر لڑ رہی تھیں کہ یکایک ایک نامعلوم خیال سے سندرلال چونکا اور آپ ہی آپ متحیرانہ نظروں میں اِدھر اُدھر تکنے لگا۔ بیربل کو سخت تعجب آیا کہ سبق پڑھاتے پڑھاتے میرے اُستاد کو کس خیال نے ایسا متحیر بنا دیا کتاب بند کرکے یہ عرض کی کہ میں بھی بڑا ہی بدقسمت ہوں کہ میرے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہی پڑھنے کے وقت کسی بیرحم خیال نے حضور کو متحیر بنا دیا کاش اگر وہ خیال جس نے حضور کا وہاں بٹایا ہے میرے سامنے مجسم آجاوے تو ابھی قتل کر ڈالوں یہ سُنکر سندر لال ہنسنے لگا اور اُس نے اپنی اُسی تحیر آمیز صورت میں یہ جواب دیا بیربل تیری اِن ہی منطقی مسخراپن کی باتوں نے مجھے تجھپر بدگمان کردیا ہے۔

یہ سُنتے ہی بیربل چونکا اور اب اُسپر ایک فانی اور غیر مستقل تردد و تذبذب کا دورہ ہونے لگا۔ تاہم بیربل نے اپنے کو سنبھالا اور خوب سادہ کر یہ استفسار کرنے لگا۔ یہ حضور نے کیا فرمایا میری کن باتوں نے حضور کو بدگمان کردیا۔

بیربل۔ سناٹے میں ہوکر خوف کی بھری ہوئی آواز میں۔ وہ باتیں آپ فرمائیں تو معلوم ہوں۔

بیربل۔ جانتا تھا کہ اِسے قطعی معلوم ہوگیا ہے کہ میں برہمن نہیں ہوں۔ اب اُس نے اپنی تمام روحانی قوتوں کو جمع کیا اور جو کچھہ سوال کہ اُسکا اُستاد کرنے کو تھا پہلے ہی سے جواب دینے کے لیئے مستعد ہوگیا۔

سندرلال۔ تم سچ بتاؤگے اگر تم سے میں کچھہ دریافت کرونگا۔ تم یہ جانتے ہو کہ میں تمھارا اُستاد ہوں اور یہ بھی شاید تم جانتے ہوگے کہ اُستاد کا حق شاگرد پر کتنا ہے اِسلیئے تمہارا فرض ہے کہ جو کچھ میں دریافت کرونگا سچ سچ بتادو اور دھوکے میں نہ ڈالو۔

بیربل۔ جو کچھہ حضور فرمائینگے میں سچ سچ عرض کردونگا اُن حقوق کا جو معلم کے متعلم پر ہوتے ہیں دہورانا فضول ہے۔

سندرلال۔ تم برہمن نہیں معلوم ہوتے۔ یہ بات سندر لال نے نصف تذبذب اور نصف تیقین میں کہی وہ خوفزدہ اپنے ظریف تیز طبیعت شاگرد کی طرف دیکھہ رہا تھا کہ دیکھیئے یہ کیا جواب دیتا ہے ؟

سندر لال کو یقین تو ہوچکا تھا مگر پھر بھی شُبہ تھا کہ شائد میرا خیال غلط ہو۔ بیربل نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر میں چھپاتا ہوں تو کچھہ فائدہ نہوگا۔ اور اگر ظاہر کردیتا ہوں تو میرا چنداں نقصان نہیں ہے مُلّا کی دوڑ مسجد تک اگر ہوگا تو یہ ہوگا کہ سندر لال مجھسے ناراض ہوجائیگا اور پھر مجھے نہ پڑھائیگا۔ سنسکرت کی چنداں حاجت نہیں۔ اور کہیں چلا جاؤنگا اِس خیال میں بیربل کو پورا ایک منٹ لگ گیا۔ اِس عرصہ میں سندر لال کو یقین ہوگیا کہ یہ برہمن نہیں ہے۔ خوب سوچ سمجھہ کر بیربل نے اپنی پوری کیفیت بیان کردی۔ یہ سُنکر سندر لال نے کچھہ نہ کہا صرف اِسقدر کہا کہ جو کچھہ کیفیت تھے کسی سے میرے سوا نہ کہی جاوے۔ چونکہ تجھے علم سے محبت ہے اور تو سچ بولتا ہے اِسلیئے میں بخوشی تجھے آیندہ بھی پڑھاؤں گا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چاہے میں اس عذاب میں دوزخی کیوں نہوں - چندہی روز میں سندر لال کا بھی یکایک ایک چھت کے نیچے دبکر انتقال ہوگیا اور بیربل سیدھا آگرہ آیا۔ سنسکرت میں پوری مہارت ہوگئی تھی اور اس عرصہ میں فارسی زبان بھی آگئی تھی - فوج کی تنخواہ بانٹنے کے دفتر میں ملازم ہوگیا یہہ یناہی بیا ملازم تھا کہ ایکدن خان احمد اسکے افسر کے گھوڑے نے اپنے آقا پر حملہ کیا اگر بیربل کھڑا ہوکر اس گھوڑے کی گردن میں اپنی آبدار تلوار سے زخم نہ لگاتا تو گھوڑا اپنے آقا خان احمد کو کھا ہی گیا ہوتا -

خان احمد - بیربل کی یہہ بہادری دیکھکر بہت خوش ہوا - اس نے اپنے اعلےٰ افسر علی سے سفارش کرکے دفعداری کا عہدہ دلوادیا - ہاتھ پیروں میں بھی یہہ خوب موٹا تازہ اور چوڑا چکلا تھا - اپنی قابلیت اور لیاقت سے غرض یہانتک ترقی کی کہ اکبر کا معتمد خاص ہوگیا - بیربل میں بڑی صفت یہہ تھی کہ اپنی اصلی ذات کو نہ چھپاتا تھا اور ہمیشہ یہہ کہا کرتا تھا کہ مینے اپنی قابلیت اور علمی لیاقتوں سے یہہ عہدہ حاصل کیا ہے -

جو باتیں کہ بیربل کی نسبت مشہور ہیں کہ یہہ اکبر کے آگے محض مسخراپن کیا کرتا تھا محض غلط ہے کوئی معتبر تواریخ اس امر کی شہادت نہیں دیتی کہ بیربل نے ملادوپیازہ یا ابوالحسن سے کبھی ایسا مسخراپن کیا ہو - ہاں یہہ ممکن ہوسکتا ہے کہ مہذب مذاق کے پیرایہ میں کچھہ باتیں ہوجاتی ہونگی - اول تو یہہ بات ہے کہ اکبر کا کوئی وقت ایسا نہوتا تھا کہ اس میں مسخرے پن کو جگہہ دیجاتی - اکبر کے اوقات کی تقسیم ایلفنسٹن صاحب نے اپنی تاریخ ہند میں مفصل لکھی ہے - مل مین نے بیربل اور اکبر کے مذاق پر ایک پُر مغز مضمون اپنی تاریخ میں لکھا ہے - وہ لکھتا ہے کہ بیربل ایک منتظم اور اعلےٰ درجہ کا رکن سلطنت تھا - یہہ شخص مہذب متین اور سنجیدہ تھا - اسکی طبیعت میں مذاق بیشک بہت تھا لیکن ساتھہ ہی اسکے اسکا مذاق تہذیب اور آداب شاہی کے دائروں میں محدود تھا بیربل ایک آزاد مذہب کا تھا برہمنوں پنڈتوں کی کیفیت سے بہت کچھہ واقف تھا - جہاں شکوہ تخلیہ ہوا اور بیربل کو اکبر نے برہمنوں سے بھڑادیا - وہ وہ متین مذاق کے بھرے ہوئے جواب بیربل دیتا تھا کہ پنڈت ناچ ناچ اٹھتے تھے - اسی قسم کے بادشاہوں کے مذاق ہوتے ہیں اور یہہ ہی متین باتیں ہوتی ہیں کہ جن سے شہنشاہی رعب میں فرق نہ آوے اور طبیعت بہلجائے -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بیربل گو خلیق اور شیریں زبان تھا۔ مگر ساتھ ہی اسکے سیلف ریسپکٹ بہت بڑی تھی۔ وہ اپنے آگے کسی کو کچھ نہ سمجھتا تھا جو فرائض کہ اُسکے لیئے مقرر ہوگئے تھے اُنکو ایسی تن دہی اور ایمانداری سے کرتا تھا کہ اکبر ہمیشہ اُس سے خوش رہتا تھا۔ جب وہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں ایسا چُست وچالاک تھا پھر اُسے کسکی پرواہو۔ بارہا جنگوں پر مختلف موقعوں پر بیربل نے بڑی بڑی فتوحات حاصل کیں۔ کیونکہ خونریزی میں اُسے پُوری دستگاہ حاصل تھی۔ میدان جنگ کا شہسوار بیابان شجاعت کارہ نورد جتنی صفتیں کہ ایک دِل چلے بہادر میں ہوسکتی ہیں وہ سب اُس میں موجود تھیں جنگ میں دشمنوں کے پرے میں بیجگری سے پٹھہ جانا اور کچھ خیال نہ کرنا یہ بیربل ہی کا کام تھا۔ جہاں اور جس جنگ پر وہ گیا فتحمند ہی ہوکر آیا۔ مگر افسوس کہ افغانستان کی جنگ میں وہ بے موت مارا گیا اور یہ صرف اپنی ضد سے اُس نے اپنی جان دی۔ اگر ضد نہ کرتا تو اُسکا کبھی بال بھی بیکا نہ ہوتا۔ چونکہ یہ حسرتناک اور دلچسپ قصہ ہے اسلیئے مفصلہ ذیل بیان کیا جاتا ہے۔

افغانستان کا کوہی مُلک جو ابتک نہایت دشوار گذار تسلیم کیا جاتا ہے اُس زمانہ میں اور بھی سخت تر اور دشوار تر تھا۔ وہ وسیع میدان جو پشاور کے اردگرد واقع ہیں اور اُن کی پہاڑیاں جو دُور ہی سے خوفناک معلوم ہوتی ہیں شمال سے تو ہندوکش کے مسلسل پہاڑ اُسے گھیرے ہوئے ہیں اور مغرب میں سلیمان پہاڑوں کا بلند اور وسیع سلسلہ ہے جنوب میں نشیبی پہاڑیاں ہیں جنھیں خیبر کہتے ہیں جو سلیمان سے انڈس تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اِن لوگوں کو جو اِن ضلاع میں آباد ہیں شُرور اشنیر کہتے ہیں۔ اِسکے شمال میں یوسف زائی قومیں بستی ہیں جو اور قوموں سے نسبتاً قوی تر اور بہادر ہیں جب میرزا حکیم اکبر کے سوتیلے بھائی کا انتقال ہوگیا تو افغانستان براہ راست اکبر کے قبضہ میں آگیا تھا۔ اکبر نے راجہ مان سنگھ کو یہاں کا گورنر مقرر کردیا تھا۔ راجہ موصوف نے اپنی قابلیت اور لیاقت سے ان صوبوں کو جو برائے نام اکبر کی عملداری میں شریک تھے۔ مستقل طور پر انہیں اپنے قبضہ میں کرلیا اور اکبر کی حکومت پورے طور سے وہاں تسلیم کرلی گئی۔ اس بندوبست کے بعد بھی یوسف زائی فرقہ نے شورش برپا رکھی تھی۔ اور وہ ہمیشہ موقع بے موقع کبھی نہ کبھی عذر کرہی بیٹھتے تھے جو کچھ مُلک کی اصلی حالت تھی وہ راجہ مان سنگھ نے لکھ بھیجی۔ اکبر فوراً اپنے کیمپ سے ایک مہم بھیجنے کے لیئے تیار ہوگیا۔ یہ موقع طبع آزمائی کا بیربل کو اچھا معلوم ہوا۔ اُس نے فرصت کیوقت اکبر سے عرض کیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اگر حضور اس مہم پر مجھے روانہ کر دیں تو علاوہ ناموری کے ایک یہ بات بہت بڑی ہوگی کہ میرے دشمنوں کا منہ بند ہوگا اور پھر مجھے اپنے دشمنوں میں سربلندی اور فخر کرنے کا موقعہ ملیگا اکبر نے پرنسل فیوریٹ کی یہ بات منظور نہ کی اور کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ میرا پیارا مجھسے جدا ہو۔ تمھاری گذشتہ خدمتیں کیا کم ہیں جو تمھیں اور بھی کارنمایاں کرنے کی ضرورت ہو بیربل نے پھر وہی جواب دیا کہ حضور یہی موقعہ بہت بڑا ہے جس سے میں اپنے مخالفین میں سربلندی حاصل کر سکونگا۔ جب اکبر نے دیکھا کہ بیربل نہیں مانتے کا ناچار ایک عظیم الشان فوجکی سرکردگی میں افغانستان کیطرف روانہ کیا۔ دوسری فوج اکبر نے زین خان اپنے کوکا کی سرکردگی میں روانہ کی۔ اسے کیا خبر تھی کہ اندونوں کی ناچاقی روز بد دکھائے گی اور بیربل کی جان جاتی رہے گی۔ ان دونوں نے دو طرف انڈس کے مشرقی جانب سے روانہ ہوکر یوسف زائی فریق پر حملے کیئے۔ چونکہ ہم بیربل کی سوانح عمری لکھتے ہیں اسلیئے ہم اُسکی فوجکی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

بیربل نہایت کار آزمودہ سپہ سالار تھا۔ یہ اُسے پہلا موقع نہ تھا کہ جنگ میں مخالفین کے مقابلہ میں گھوڑا کدائے۔ بلکہ ایک تجربہ کار بہادر۔ مدبر شجاع تھا۔ انڈس کے مشرقی طرف اپنی فوجکو سمیٹے ہوئے بڑھا بیربل کے ہمراہ ابوالفضل کا بھائی فیضی بھی تھا۔ یہ سیدھے بڑھے چلے گیئے۔ پہلے ان سے ایک رسالہ یوسف زائیوں سے مقابلہ ہوا۔ یہ رسالہ ایک پہاڑی میں چھپا ہوا تھا جب بیربل آگے بڑھا اُس نے پیچھے سے گولیاں چلائیں بیربل نے اپنی بڑھتی ہوئی لین ڈوری کو ٹھہرا دیا اور کچھ سوار لے کر تنہا اس رسالہ پر حملہ آور ہوا۔ سیدھا پہاڑ پر چڑھ گیا اور آناً فاناً میں تمام یوسف زائیوں کو کاٹ کر ڈالدیا۔ یہ پہلی فتح تھی جو بیربل کو حاصل ہوئی۔ پھر وہ آگے بڑھا دور دور تک تمام افغانی بستیوں کو اُجاڑ دیا اور تمام آبادیاں ویران کرتا ہوا افغانستان کے جگر میں پیٹھا چلا گیا۔ جتنا کھلا ہوا ملک تھا وہ تو اُجاڑ دیا گیا۔ مگر اب بیربل اُس رستہ میں پہنچا جس کے چاروں طرف بلند بلند پہاڑیاں کھڑی تھیں۔ یہ پہاڑیاں اُس رستہ پر ایسی محیط ہو رہی تھیں کہ جہاں کوئی جگہہ ایسی نہیں کھائی دیتی تھی کہ فوج تو کجا ایک ہی شخص جا سکے۔ اور وہ بآرام نکل سکے۔ راستہ تنگ اور خوفناک اُسپر اندھیرا یہ سب چیزیں فوج کے حق میں زہر تھیں اور فوج بھی وہ فوج کہ جو رستہ سے اتنی واقف نہو جتنے کہ وہاں کے باشندے۔ بیربل نے جب یہ صورت دیکھی تو اُس نے چاہا کہ اس خوفناک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گھٹاٹوپ اندھیاری اور تنگ و تاریک گھاٹی سے نکلکر کھُلے ہوئے میدان میں آوُں۔

یہاں تو بیربل کی یہ کیفیت تھی اور وہاں زین خان اکبر کاکوکا سخت تر اور دشوار تر خوفناک اور ہولناک پہاڑوں کو طے کر رہا تھا۔ اِس اثنا رمیں خفیف خفیف جنگوں میں اُسے فتح بھی ہوتی گئی تھی۔ مگر آخر کار اُسے سخت مشکل پڑی۔ رسد کا سامان ہوچکا تھا۔ بھوک پیاس میں اِن خوفناک دروں کو طے کر رہا تھا۔ جب زین خان مجبور ہوا تو ناچار بیربل سے آکر ملگیا کہ دونو فوجیں ملکر آگے بڑھینگی۔ اِدھر بیربل کی بھی قریب قریب یہی کیفیت تھی۔ یہہ محض ناممکن تھا کہ یہہ دونوں فوجیں بھی ملکر کچھہ کارروائی مخالفین کے آگے کر سکتیں جب تک کہ اکبر اور فوج نہ روانہ کرے۔

اب دونوں سردار وںکی تُوتُومیں میں ہونے لگی۔ زین خان کچھہ کہتا تھا بیربل کچھہ کہتا تھا بڑی دیر کی ہیص بیص کے بعد آخر یہہ امر طے پایا کہ ہم ملکر ایک حملہ جی توڑ کر افغانوں پر کریں یہہ دونوں افغانونکی سرحدات کی طرف بڑھے اور اُنہیں ایک دشوار گزار رستہ سے واسطہ پڑا۔ بیربل گو زین خان کیساتھہ ہم راہ تھا اور دونوں ملکر اُسطرف بڑھے تھے لیکن دلوں میں دونون کے صفائی نہ تھی بیربل سیدہا اُس رستہ میں اُترتا چلا گیا۔ ایک دن بھوک و پیاس میں وہاں پہونچا۔ اور زین خان اُس پہاڑ کی چوٹی پر رہا بیربل کی فوج سارے دن کی بھوکی اور تھکی ہوئی تھی اور پھر تازہ دم افغانوں سے جنگ شروع ہوگئی صدہا آدمی بیربل کے ضائع ہوئے اور آخر اُنہیں پریشان ہوکر کھُلے ہوئے میدان میں جانا پڑا۔ جسوقت افغانوں نے بیربل پر حملہ کیا تھا اُسیوقت زین خان کی بھی شکستہ فوج پر حملہ ہوا تھا۔ اِسکی فوج بھی سخت پریشان ہوئی اور افغان پُورے چیرہ دست ہوئے۔

یہ دونوں افسر یعنے بیربل اور زین خان بڑی مصیبت کے بعد باہم ملے اور چاہا کہ اپنی پریشان فوج جمع کرکے دوبارہ چیرہ دست افغانوں پر حملہ کریں۔ زین خان افغانوں کی تازہ دم فوجکو دیکھہ چکا تھا اور اُسے اپنی فوجکی شکستہ حالت کی بھی پُوری اطلاع تھی اُس نے بیربل سے کہا کہ ہمارے لئیے یہی بہتر ہے کہ ہم عہد و پیمان کرکے اپنے کو دشمن کے حوالہ کر دیں۔ کیونکہ ہم میں مقابلہ کرنے کی قوت نہیں ہے سوائے اِسکے ہم ذلت سے مارے جائیں اور کچھہ حاصل نہوگا۔

بیربل نے زین خان کی اِس رائے کو تسلیم نہیں کیا اور کہا کہ ہمارا میدان میں غارت ہوجانا بہتر ہے بجائے اِسکے کہ ہم اپنے شہنشاہ کی ذلت کریں اور اپنے کو دشمن کے حوالہ کر دیں۔ بیربل نے اپنی فوج کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

الگ کرلیا اور سیدھا پہاڑی رستہ کی طرف فوجکو لیکر بڑھا - اِدھر زین خان کو یہ خبر ہوئی کہ شب کو افغان حملہ آور ہوکر مغلونکی فوجکو نیست و نابود کر دینگے بیربل نے سوچا کہ میں اِس پہاڑی رستہ میں جاکر میدان کی طرف نکل جاؤنگا - جو بیربل اُس گھاٹی میں پہونچا جسکے چاروں طرف پہاڑیوں کا خوفناک سلسلہ اُٹھا ہوا تھا اور سوائے تنگ و تاریک رستہ کے جس میں سے گھوڑا بھی مشکل سے جا سکتا تھا بیربل مع فوجکے رہ نورد تھا -

دھوکے باز افغانوں نے پہاڑ پر چڑھ کر سنگباری شروع کی بڑے بڑے پتھر برسائے اور تیروں کی بوچھاڑ کی - اگرچہ بیربل نے چاہا کہ کوئی صورت بچاؤ کی نکلے لیکن ممکن نہ ہوئی - مغلونکی بہادر فوج ایسی ذلت و خواری سے قتل کی جارہی تھی کہ چشم فلک بھی روتی تھی - گھوڑے آدمی ہاتھی اِس بیبسی سے قتل کیئے جا رہے تھے کہ الٰہی توبہ - بیربل کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی - وہ خونخواری سے اپنے افغان دشمنوں سے ہمنبرد ہو رہا تھا مگر اُسکی تمام شجاعانہ کوششیں اور بہادرانہ دُوراندیشیاں خیرباد ہو گئی تھیں - اِس خوفناک حالت میں بیربل اپنی فوج کے ساتھ قتل کیا گیا -

زین خان کی بھی بُری نوبت تھی گو وہ کھُلے ہوئے میدان میں جانیکی کوشش کر رہا تھا مگر شب کو افغانوں نے اُسپر حملہ کیا فوج سراسیمہ ہوکر اندھیرے میں بھاگی صدہا قتل کیئے گیئے صدہا گرفتار ہو گئے اور زینخان پاپیادہ اٹک کی طرف بھاگا - یہی صورت زینخان کے بچنے کی تھی - یہ وحشت خیز خبریں ہولناکی سے شہنشاہی کیمپ میں پھیلیں - اکبر نے شہزادہ مراد اور راجہ ٹوڈرمل کی سرکردگی میں انتقام لینے اور افغانوں کو زیروزبر کرنے کے لیئے فوج روانہ کی شہزادہ مراد اور راجہ ٹوڈرمل نے ٹکڑے اڑا دیئے تمام سرکش افغانوں کو نیچا دکھایا جب سینکڑوں افغان قتل ہو چکے تو شہزادہ مراد کو واپس بُلایا اور وہاں کا انتظام راجہ مان سنگھ اور راجہ ٹوڈرمل کی سرکردگی میں رہا -

اکبر کو بیربل کے مارے جانے کا اسقدر صدمہ ہوا کہ فوراً اُسکی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے اور اُس نے سر دربار تلوار پر ہاتھ رکھکر کہا کہ جب تک بیربل کے خون کے عوض ایک لاکھ افغان نہ قتل کر والونگا صبر نہ آئیگا -

اکبر نے ہرچند چاہا کہ بیربل کی نعش ڈھونڈوا کر منگوائے مگر پتہ نہ ملا کیا یک ایک خبر اور بھی مشہور ہوئی کہ بیربل زندہ افغانوں کی قید میں ہے یہاں سے آندھی اور مینہ کی طرح سے فوج روانہ کی گئی مگر وہ مظلوم سفاکی اور بیرحمی سے قتل ہو چکا تھا اُسکی نعش تک کا پتہ نہ تھا - یہ اولوالعزم بہادر کس کے گھر پیدا ہوا اور کس عہدہ پر پہونچکر اپنی لعل سی جان اپنے ہر دلعزیز آقا کے اوپر نثار کردی - اسکا نام کبھی صفحہ عالم سے نہیں مٹیگا +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اکبر کا چھٹا رتن

زینخان کوکا یا ہمشیر اکبر

زین خان جسکا مختصر ذکر بیربل کی سوانح عمری میں ہو چکا ہی عجیب و غریب فطرت کا شخص تھا۔ اسکی لیاقتیں اور قابلیتیں مشہور نام ہیں کون ہے کہ جس نے زینخان کے ایجاد کیئے ہوئے باجوں کو ولایت کے عجائب گھروں میں دیکھکر تعجب حاصل نہ کیا ہو اور کون ہے جو اُسکی سوانح عمری پڑھکر عش عش نہ کرتا ہو اُس نے کچھ ایسی باقاعدہ تعلیم نہیں پائی لیکن فطرت نے اُسے اتنی قابلیت بخشی تھی کہ ہر شے کو بآسانی سمجھ لیتا اور اُس میں عقل لڑا دیتا اور پھر اُس سے نتیجے پیدا کرنے بھی بہت آسانی سے اِس نونہال باغ کامرانی کا کام تھا۔ زینخان نے اکبر کے ساتھ پرورش پائی تھی مختلف جنگوں میں اکبر کا ہمرکاب ہو چکا تھا۔ جب اکبر کو خانخانان یعنے بیرام خان پر فتح حاصل ہو گئی ہے تو اُس نے اُسکے چند ہی روز بعد آگرہ میں ایک عظیم الشان کالج کی بنیاد ڈالی۔ اس کالج میں بقول مسٹر الیفنسٹن جس دریادلی اور فیاضی سے عربی لٹریچر کی تعلیم ہوتی تھی اُسی طرح اور زبانیں بھی سکھائی جاتی تھیں سب میں زیادہ سنسکرت کی پُر زور تعلیم دیجاتی تھی۔ اکبر نے زینخان کو اِس کالج میں پڑھنے کے لیئے بھیجدیا۔ تین برس میں سنسکرت کو پورے طور سے پڑھ لیا اِسکے تمام علوم اور فنون بھی زینخان کو بخوبی آ گیئے۔

پھر عربی کی تعلیم دلوائی عربی بھی بہت جلد پڑھ لی ایکدن اکبر نے اُس سے دریافت کیا کہ تیری طبیعت کا رجحان کسطرف ہی اور تو اب کونسے فن کی تحصیل کرنا چاہتا ہی کوکا نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ اگر حضور حکم دیں تو میں موسیقی سیکھنا چاہتا ہوں۔ اِس کالج میں موسیقی کی بھی تعلیم ہوتی تھی۔ اکبر نے چند ماہران فن موسیقی سے زینخان کو باقاعدہ خصوصیت کیساتھ تعلیم دلوانا شروع کیا۔ جب سنسکرت اور عربی کے علوم اُسکے آگے پانی ہو گیئے تو موسیقی میں درک حاصل کرنا کیا بات تھی۔ یہ موسیقی میں بھی چند سال کے عرصہ میں کامل ہو گیا شب و روز اکبر کو خوش رکھتا تھا اور ہمیشہ موسیقی فن میں نئی نئی باتیں ایجاد ہوتی تھیں۔ نئے نئے راگ اور نئی نئی راگنیاں نکالی جاتی تھیں اور فرصت کیوقت زینخان ہی زینخان تھے۔

بہت سے مشہور و معروف واقعات ہیں جنسے یہ معلوم ہوتا ہی کہ اکبر اپنے کوکا پر کسدرجہ جان فدا کرتا تھا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور کوکا ہر وقت کیونکہ اکبر کے پسینہ کی جگہہ خون گرانے کو موجود تھا - ایک خفیف سی شہادت اکبر کی محبت کی تو صرف یہی ہو کہ جب بیربل قتل کیا گیا ہو اور حکیم ابو الفتح - فیضی واپس آئے ہیں تو اکبر نے دربار بند کر دیا اور کہا کہ میں نے تمھیں کسلیئے بھیجا تھا کہ تم میرے دلی پیارے یا پرسنل فیوریٹ کو قتل کرا کے خود زندہ واپس چلے آؤ اگر تم وہاں نیست و نابود ہو جاتے تو بہتر تھا -

زینخان پر اکبر کا سب سے زیادہ عتاب ہوا اور اکبر نے اپنے سب سے زیادہ عتاب کی وجہ یہہ بیان کی کہ میرے ساتھ پرورش پائی ہے اُسکو لازم نہ تھا کہ اس بیغیرتی سے واپس آتا اُسکا قتل کیا جانا بہتر تھا بلکہ اکبر نے یہاں تک حکم دیدیا کہ یہہ یہاں سے ابھی چلا جائے - مگر پوشیدہ ابو الفضل سے کہدیا کہ ذرا خیال رکھنا یہ شکستہ خاطر اور شرمندہ ہوکر کہیں چلا نہ جائے یا غیرت میں خودکشی نہ کرلے - یہہ قاعدہ ہو کہ جس سے زیادہ محبت ہوتی ہے اُسی پر زیادہ عتاب بھی ہوتا ہے اور پھر اس سے زیادہ محبت اور کیا ہوگی کہ زینخان کی خبرگیری اپنے پرایم منسٹر سے کرائی -

بماہ فروری ۱۵۹۶ء مطابق رجب سنہ ۱۰۰۴ ہجری میں جب اکبر بذات خاص دکن کی مہم میں سرگرم تھا زینخان بھی پہلو بہ پہلو سفر کر رہا تھا - راہ میں ہرنوں کا ایک غول ملا اکبر نے کہا زینخان تمھاری موسیقی کی باتیں جب جانیں کہ یہہ ہرن خود بخود آکر سر دھننے لگیں - بے سوچے زینخان نے کہدیا حضور یہ تو کوئی بات نہیں ہے ابھی یہ ممکن ہو اگر حضور حکم فرماویں تو میں ایکطرف جنگل میں جاکر کچھ بجاؤں کچھ گاؤں - بظاہر اکبر مذاق ہی کر رہا تھا اُسے بھی یقین نہ تھا کہ یہہ موقع بہت پڑیگا اور اسکا گانا اور دوتارا بجانا جبراً ہرنوں کے غول کو اپنی طرف کھینچ لیگا - زینخان نے دو جنگل میں جاکر ایک ویرانہ میں گانا شروع کیا - گاتے ہوئے نصف گھنٹہ گزرنے پایا تھا کہ سینکڑوں ہرن اُسکے آگے چلے آئے اور کھڑے ہوکر سر دھننے لگے - اکبر کو یہہ دیکھکر سخت تعجب ہوا کہتے ہیں کہ ۱۸ زندہ ہرن پکڑے گئے تھے -

اس قسم کی بہت سی باتیں مشہور ہیں مگر وہ کچھ ایسی دلچسپ نہیں ہیں کہ ہم درج کریں اسلیئے خاص اُن واقعات کا ذکر کیا جاتا ہے جنھوں نے زینخان کی شہرت اکبر کے دربار میں دھوم دھام سے کر رکھی تھی اور ہر فرد بشر زینخان کو اپنی آنکھوں پر بٹھاتا تھا - تان سین (جسکا ذکر ہم آئندہ کرینگے) کی اور زینخان کی خوب گھٹتی تھی دونوں یہہ اول نمبر کے گویے اور موسیقی میں مہارت رکھتے تھے - کبھی زینخان طبلہ بجاتا تھا اور تان سین گاتا تھا اور کبھی تان سین طبلہ بجاتا تھا اور زینخان گاتا تھا - اصل یہ ہے کہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

زنیخان کی آواز بہت اچھی تھی زنیخان کی آواز کیساتھ موسیقی اصول ملے ہوئے اور بھی لطف دیتے تھے ایکدن اکبر کا پرائیویٹ دربار گرم تھا۔ زنیخان ایک پہلو میں بیٹھا ہوا تھا اور دوسرے پہلو میں تانسین مجلس گرم کر رہا تھا۔ اکبر نے دریافت کیا زنیخان یہ بتاؤ کہ موسیقی کا علم کہاں سے نکلا اسکا کون موجد تھا اور یہ بیش بہا علم کس خوش قسمت فاضل سے سرسبز ہوا۔ یہ سوال ایسا تھا کہ جسکا جواب فوراً ہی ہونا ناممکن تھا مگر زنیخان نے فوراً یہ جواب دیا حضور یہ بیش بہا علم خدا سے براہ راست سرسبز ہوا ہے۔ یہ جواب اکبر کو اچھا معلوم ہوا پھر زنیخان نے چند فقروں میں اسکی تشریح کر دی۔ کہتے ہیں دوتارہ اور ستار یہ زنیخان ہی کا ایجاد کیا ہوا ہے۔ جہانتک موسیقی کی ایجادات کی تحقیقات کی جاتی ہے یہ کہیں سے نہیں معلوم ہوتا کہ زنیخان سے پہلے ستار اور دوتارہ کا نام پایا جاتا ہو اس سے پہلے ثابت ہوتا ہے کہ یہ زنیخان ہی نے ایجاد کیا ہے۔

جلال الدین شروانی نے تو بہت زور دیا ہے کہ یہ زنیخان ہی کی ایجاد سے ہی جو ستار کہ اُس نے خود بنایا تھا اُسکا نقشہ بھی جلال الدین شروانی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے اسلیئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ غالباً زنیخان ہی اس عجیب شیریں ستار کا موجد ہو۔ علاوہ اِن دو چیزوں کے بیسیوں باجے بھی اُس نے ایجاد کیئے تھے جنکا رواج عالمگیر کیوقت میں مدہم پڑ گیا تھا۔ مگر محمد شاہ رنگیلے کے وقت میں پھر چمک گیا زنیخان کی تصنیفات کا فرانسیسی زبان میں بقول جلال الدین شروانی ترجمہ ہوا مگر افسوس یہ ہے کہ کسی اور تاریخ میں اُسکی تصنیفات کا ہم ذکر نہیں پاتے۔

جلال الدین شروانی نے بھی مفصل ذکر نہیں کیا مطالب کا ایسا اجمال کر دیا ہے کہ صاف سمجھ میں نہیں آتا بہرحال اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ زنیخان ہر فن میں طاق تھا۔ اسکی علمی قابلیتیں اسکی ہنرمندانہ باتیں۔ جنگ میں اُسکی شجاعانہ تدبیریں۔ ایسی نہ تھیں کہ اکبر جیسا قدردان نظر انداز کر دیتا۔ اکبر کا ایک تو ہمشیر اور دوسرے تمام گنوں میں پورا ایسا پیارا تھا کہ کوئی دم بغیر زنیخان کے اکبر کو تنہا رہنا گوارا نہ ہوتا تھا۔

علاوہ اور واقعات کے تین واقعے بڑے مشہور ہیں جنھوں نے زنیخان کو تمام سلطنت میں نامور بنا دیا تھا۔ پہلا واقعہ جو بہت مشہور ہے قلعہ چتوڑ کا ہے جس نے اکبر اور تمام ارکان سلطنت کے دل میں یہ جما دی تھی کہ زنیخان صرف ماہر علوم و فنون ہی بلکہ بہت بڑا بہادر اور دل چلا ہے۔ چتوڑ کا قلعہ جس نے دیکھا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ کیسا مضبوط وسیع بلند پہاڑ پر بنا ہوا ہے اُس زمانہ میں کہ جب نہ توپ گولے کا اعلےٰ سامان تھا اور نہ سفر کی کھلی ہوئی راہیں

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تھیں ایسے عظیم الشان دشوار گذار قلعہ کا فتح کر لینا اعجاز تھا۔ جب محاصرہ کو زیادہ زمانہ گذر گیا تو زینخان نے ایک دن کھانے کے وقت یہ عرض کیا کہ ایک ترکیب مجھے سوجھی ہے اگر اسپر عمل کیا جائے تو قلعہ بہت جلد ہمارے قبضہ میں آجائیگا یہ باتیں ایسی نہ تھیں کہ اکبر توجہ نہ کرتا اُس نے بہت شوق سے کہا زینخان اس سے بہتر اور کیا چاہیئے کہ یہ قلعہ ہمارے ہاتھ لگجائے ضرور بتاؤ وہ کیا تدبیر سوچی ہے خدا کرے راست آوے۔

زینخان نے دست بستہ عرض کیا حضور اگر پائین قلعہ ایک ٹیلہ مٹی کا قائم کیا جاوے اور وہ دروازہ تک پہونچ جائے تو ہم آسانی سے اُسپر چڑھکر دروازہ قلعہ کو اپنے قبضہ میں کر سکتے ہیں۔ بظاہر یہ تدبیر گو اسقدر وزن نہیں رکھتی تھی جتنی کہ زینخان نے سمجھکر کہی تھی مگر پھر بھی اکبر کے دل کو لگی اور اُس نے زینخان کا شکریہ کرکے رخصت کیا اور آپ یہ تدبیریں سوچنے لگا۔ سوچتے سوچتے یہ بات سمجھ میں آگئی مگر دقت یہ تھی کہ وہاں جا ہی کون سکتا تھا۔ جہاں راجپوتوں کی زد پر آیا اور اُنھوں نے پتی دکھائی گولے نے "آناً فاناً" ہیں فیصلہ کر دیا اکبر کو اسی تردد میں کئی دن گذر گئے پھر زینخان نے عرض کی حضور اِس تدبیر کو میں سمجھتا ہوں کہ شاید وقعت کی نظر سے نہیں دیکھا یہی وجہ ہے کہ اُسپر عملدرآمد نہیں ہوا اکبر نے جواب دیا کہ تمنے تدبیر تو اچھی سوچی ہے لیکن اسکا عملدرآمد بھی تم ہی کرو تو زیبا ہے یہ سُنتے ہی زینخان موجود ہوگیا اور اُسی وقت اپنے پرے کے سواروں کو لیکر روانہ ہوا۔ راجپوت گولہ باری برابر کر رہے تھے اور یہ بہادر گردن نیچی کیئے ہوئے بڑھا چلا جارہا تھا۔ جب ٹھیک دروازہ پر پہونچا تو اُس نے اپنے ہاتھ سے مٹی کی ٹوکری اُس جگہہ ڈالی اور جتنے اپنے ساتھ ہمراہی تھے سب سے ایک ایک ٹوکری ڈلوائی۔ اِس درمیان میں گولہ باری بند نہیں ہوئی لطف یہ تھا کہ ایک شخص کا بھی زینخان کے ہمراہیوں میں سے بال بیکا نہوا۔ یہ نظارہ صرف مغل فوج ہی میں قابل تعجب نہ تھا بلکہ راجپوتوں نے بہت خوف کھایا اور وہ یہ سمجھے کہ مسلمان جادوگر ہیں یہاں جادو کرنے آئے تھے ورنہ محض ناممکن تھا کہ اتنی گولہ باری ہوئی اور اُن میں سے ایک متنفس بھی نہ گرتا۔ جتنے اضلاع کہ قریب قریب تھے اکبر نے وہاں کے مزدوروں کو بلاکر کہا کہ جو مزدور ایک مٹی کی ٹوکری وہاں ڈال آئیگا اُسے ایک پھیرے کا ایک روپیہ ملیگا ہزاروں غریب مزدور چل پڑے اور اُنھوں نے دو چار ہی روز میں ایک ٹیلہ کھڑا کر دیا۔ اِن مزدوروں میں فیصدی دس یا گیارہ راجپوتوں کی توپوں کے نذر بھی ہوئے۔ جب وہ ٹیلہ مکمل ہوچکا تو اکبر نے زینخان سے کہا بہادر اِسکی بنیاد تم نے ڈالی تھی اب اسپر چڑھکر پہلا حملہ بھی تم ہی کرو تا کہ یہ شگون نیک ہو جائے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation

حکم ہوتے ہی زینخان نے اُس رسالہ اور پلٹن کو آراستہ کیا کہ جسکی کمان اُسکے سپرد ہوئی تہی اور وہ سیدھا سبز کپڑے پہنکر قلعہ کے دروازہ کی طرف بڑھا۔

زینخان ایک خوبصورت شخص تھا اسکا رنگ گندمی اور جمیل تھا۔ گو قد اسقدر لمبا نہ تھا تاہم بُرا نہ معلوم ہوتا تھا اکبر کے کیمپ میں یہ بھی مشہور تھا کہ زینخان گھوڑے پر خوب سوار ہوتا ہے اپنے دستوں کو لیکر سیدھا اُسطرف بڑھا مخالفین برابر گولے برسا رہے تھے اور یہ آگے بڑھا چلا جاتا تھا یہانتک جب یہ قلعہ کے نیچے پہونچا تو راجپوت حصار ہی پر سے گولے باری کے بجائے بیتاب ہوکر نیچے آگئے اور دروازے کھولکر اُنھوں نے حملہ کیا یہی اُن کے لیئے بہتر ہوا۔ اور دروازہ کھول کر باہر نکلنا تھا کہ ایک دُوند مچگیا زینخان نے یہ موقع غنیمت جانا اور اب وہ اِس ٹیلہ سے جنگ کرتا ہوا سیدھا دروازہ کی طرف بڑھا۔

اکبر بھی اپنی فوج کا پرا جمائے ہوئے ایسے موقع کا رستہ ہی دیکھہ رہا تھا وہ فوراً یلغار کرکے بجلی اور مینہ کی طرح وہاں آپہونچا۔ راجپوتوں نے ہر چند کوشش کی کہ ہم پھر قلعہ میں چلے جائیں اور دروازہ بند کرلیں مگر ممکن نہ ہوا زینخان گردن جھکائے ہوئے دروازہ کی طرف بڑھ رہا تھا اور مخالفوں کے زبردست حملوں کا جواب دیرہا تھا۔ چند ہی گھنٹے میں ہوا کا رُخ اِدھر سے اُدھر پھر گیا اور اب قلعہ میں بجائے راجہ کے جھنڈے کے اسلامی ہلالی پھریرا اُڑنے لگا۔

گو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ فتح صرف زینخان ہی کے نام لکھی گئی بلکہ ہاں کُل مورخوں کا اِسپر اتفاق ہے کہ چتوڑ کی فتح کا بہت بڑا حصہ لینے کا مستحق زینخان سمجھا جاتا تھا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ چند راجپوت نوجوان پوشیدہ اپنے باپ بیٹے عہد کرکے آئے کہ جسطرح ممکن ہوگا ہم دربار یا تخلیہ کے وقت اکبر کو قتل کرڈالینگے دربار میں وہ اکثر حاضر ہوتے تھے لیکن وہاں اُنہیں اپنی دلی مراد حاصل کرنیکا کوئی موقعہ نہیں ملا ایکدن وہ راجپوت نوجوان جنکی عمریں شاید اٹھارہ اٹھارہ بیس بیس برس کی ہونگی اُس پرائیویٹ دربار میں حاضر تھے۔ میں اِس قصہ کو طول دیکر نہیں بیان کرونگا جیسا کہ جلال الدین شہردانی نے بیان کیا ہے بلکہ اُسکا لُب لباب درج کیا جاتا ہے تاکہ دلچسپی کیساتھ کدورت نہ حاصل ہو جب وہ راجپوتوں کے سپوت جنکے پہلوؤں میں دو دو تلواریں لٹک رہی تھیں اور جنکے سینہ پر کٹاریں اُڑسی ہوئی تہیں ایکطرف قرابین لٹک رہی اور دوسری طرف پیش قبض عجیب لطف دیرہا تھا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پھر راجپوت کے سپوت نہ تو کسی سلطنت کے مالک تھے اور نہ کہیں کے رئیس زادے بلکہ معمولی رجپوتوں کے بیٹے تھے جنھوں نے پوشیدہ مہارانا اودیپور سے بھید سازش کر کے ادھر کا کوچ کیا تھا سپہ گری کے ہنروں میں بڑے طاق تھے اکبر کو انکی اُٹھتی ہوئی جوانی کی بہار اور اُن کے جمیل اور حسین چہرے سڈول جسم اچھے معلوم ہوئے اُن سے وعدہ کر لیا تھا کہ تم فوجی مدرسہ میں کام سیکھو بعد ازاں تمہیں فوج میں اعلے عہدہ پر ممتاز کیا جائیگا۔

دربار میں پہونچنے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ اُنھوں نے اکبر کو سپہ گری کے کرتب دکھائے تھے اور اپنے کو بے ماں باپ کا ظاہر کیا تھا اکبر اُن سے چند ہی روز میں محبت کرنے لگا تھا۔ ایکدن جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں ایک پرایویٹ انجمن میں بیٹھا ہوا تھا۔ تین چار اور نامعلوم آدمی بیٹھے ہوئے تھے اور یہہ راجپوتوں کے سپوت تھے یا زنیخان تھا۔

یکایک زنیخان بیٹھے بیٹھے چونکا اور اُسکا یہہ چونکنا کسی پوشیدہ بھید کی طرف اداعا کرتا تھا اکبر نے کچھ نہیں دیکھا کیونکہ وہ اُن راجپوت بچوں سے باتیں کر رہا تھا پھر زنیخان چونکا اور اسکے یہ چونکنا کوئی نہ کوئی اپنے میں وجہ رکھتا تھا۔ ایک راجپوت کے سپوت نے اکبر کو باتوں میں لگا رکھا تھا اور دوسرے نے اپنا ہاتھ قرابین پر ڈال دیا تھا زنیخان اُسکی تاک میں لگا ہوا تھا کہ اُسنے قرابین کو اُٹھا کر اکبر کی طرف داغی قرابین کا دغنا تھا کہ زنیخان دغنے سے ایک آدہ لمحہ پہلے اکبر کے آگے آگیا وہ گولی بازو کو توڑتی ہوئی نکلگئی اکبر اب بھی اُسیطرح بیٹھا ہوا تھا اُس نے اُن راجپوتوں کے بچوں کی ذرا بھی پروانہ کی یہہ زنیخان کی بہت بڑی جاں نثاری تھی کہ قرابین کے آگے سینہ سپر کر دیا اور اپنا بازو تڑوا دیا۔ وہ دونو لڑکے بعد ازاں فوراً گرفتار ہو گئے اُن سے دریافت کیا گیا کہ تمہیں کسنے بھیجا ہے یہہ ظاہر ہے کہ تمہیں مجھ سے کسی طرح کی دشمنی نہیں ہو سکتی ضرور کسی نے بہکا کر تمھیں یہاں بھیجا ہے۔ یہہ لڑکے بھی بڑے مستقل مزاج تھے اُنھوں نے مہارانا کا کچھ بھی ذکر نہیں کیا اور یہی کہتے رہے کہ ہم اپنی خوشی سے یہاں آئے ہیں۔ آخر میں یہہ لڑکے رونے لگے اکبر نے انہیں بغیر سزا دیئے چھوڑ دیا اور فوجیں اعلے عہدوں پر مقرر کیا۔ یہہ کام زنیخان نے نہ صرف بہادری اور دلیری سے کیا بلکہ جاں نثاری اور خیر خواہی کا کیا علی حکیم۔ اور ہمام۔ ابوالفتح نے ۱۸ دن میں زنیخان کے بازو کو اچھا کر دیا۔ اکبر زنیخان سے کبھی ناراض نہ ہوا تھا۔ ہاں صرف افغانی جنگ میں بیربل کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مارے جانے پر کسیقدر اکبر کو رنجش ہوگئی تھی جسکا مختصر ذکر اوپر کیا گیا ہے - مگر بقول جلال الدین شروانی کے اس رنجش میں بھی محبت ملی ہوئی تھی شہزادہ مراد کی سفارش سے زین خان کا یہ قصور معاف کر دیا گیا تھا - جو مصیبت کہ زینخان پر افغانستان کی جنگ میں پڑی تمام عمر نہ پڑی تھی بیربل کی ناچاقی نے یہ روز بد دکھایا اگر بیربل - زینخان کی رائے کو مان لیتا تو یہ روز بد دیکھنا نہ پڑتا زینخان چونکہ اکبر کے ساتھ مختلف جنگوں میں شریک ہو چکا تھا اسلیئے خوب تجربہ کار تھا وہ جنگ کے اُتار چڑھاؤ بخوبی جانتا تھا اُسے معلوم تھا کہ فلاں فلاں تدبیروں سے فتح ہوتی ہے - اُس نے ایک پہاڑ کی چوٹی پر اپنا قبضہ کر لیا تھا اور وہ اُس پہاڑ کی جگہہ کو چھوڑنا نہ چاہتا تھا مگر بیربل کی خودرائی اور ناچاقی نے اُسکو بھی تباہ کیا اور اپنے کو بھی نیست و نابود کر دیا -

جلال الدین شروانی نے زینخان کے حالات قلم بند کرتے وقت ایک جگہہ بیربل کی بھی تعریف کی ہے کہ جب زینخان کی یہ صلاح تھی کہ ہم مخالف افغانوں کے آگے ہتھیار ڈالدیں تو بیربل کی یہ صلاح نہوئی بیربل جانتا تھا کہ اگر یوسف زائی افغانوں کے آگے ہتھیار ڈالدیئے تو علاوہ ہماری توہین اور بیعزتی کے شہنشاہی رُعب و داب میں فرق آئیگا اور پھر کوئی بات بنائے نہیں بنے گی جو کچھہ جنگ کا واقعہ ہے وہ ہم بیربل کے حالات میں درج کر چکے ہیں اسلیئے اب اُن حالات کا دہرانا کچھہ ضرور نہیں صرف اُس شب کی کیفیت بیان کیجاتی ہے کہ جب خیبر کے دروں کے قریب یوسف زیوں نے زینخان کی فوج پر دھاوا کیا ہے اور شب خون مارا ہے وہ نظارہ بھی نہایت خوفناک تھا زینخان کی شکستہ فوج سمٹی ہوئی مستعد کھڑی ہوئی تھی - ہر چند زینخان چاہتا تھا کہ اپنی فوج کے دلوں کو مضبوط کروں اور جوشیلے الفاظ میں افغانوں سے جنگ کرنیکے لیئے پر جوش بنا دوں مگر اُسکی تمام تدبیریں بیکار گئیں اصل میں زینخان کی حالت خود ہی بجا نہ تھی وہ اپنی عقلمندی سے بظاہر اپنی حالت درست کیئے ہوئے تھا وہ جانتا تھا کہ اس جنگ سے جانبر ہونا مشکل ہے - فوج کو تین وقت کڑاکے کے فاقے گذر گیئے تھے - علاوہ بھوک کے پہاڑوں کے خوفناک سفروں نے اُنھیں تھکا بھی دیا تھا زینخان باری باری سے ہر سپاہی کے پاس جاتا تھا اور اُنھیں اُنکی مصیبت ناک حالت میں ڈھارس دیکر دلیری دیتا تھا اور آئندہ انعامات اور بخششوں کا سبز باغ دکھاتا تھا مگر کسی پر اُسکی چکنی چُپڑی باتوں کا کچھہ اثر نہوتا تھا شب اندھیری اور خوفناک تھی مصفا آسمان پر ابر کے غلیظ غلیظ ٹکڑے بھی اِدھر اُدھر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دکھائی دینے لگے تھے کہ یکایک دور سے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں آنے لگیں یہ آوازیں جوں جوں پاس ہوتی جاتی تھیں اُسیقدر زینخان اور اُسکی فوج پر بڑا اثر پڑتا جاتا تھا۔ زینخان نے یہ چال کی کہ پہلے آگے بڑھکر خود للکارا اور ایک گولی بھی ماری مگر غضب یہ تھاکہ زینخان کی اسبات نے بھی فوج پر کچھ اثر نہ کیا۔ افغانی زینخان کی فوج پر اسطرح آکر پڑے کہ جیسے بھیڑیا بکریوں میں آتا ہے۔ بجائے اسکے کہ زینخان کی فوج اُن کے حملوں کا جواب دیتی صرف اپنے ہی بچانے میں پڑگئی زینخان کی خفی خان لکھتا ہے کہ کل فوج قتل کی گئی صرف ایک بچی بچکر آیا تھا مگر ابوالفضل لکھتا ہو کہ صرف تین سو آدمی مارے گئے تھے۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔ غرض زینخان تنہا پاپیادہ اندھیرے ہی میں ایکطرف بھاگا اور جہاں مُنہ اُٹھا نکلا چلا گیا۔

یہ سیدھا اٹک کی طرف آیا اور پھر دربار شاہی میں داخل ہوا۔ دن بھر کسی ٹوٹے ہوئے مقبرہ میں چھپا ہوا بیٹھا رہتا اور شب کو رستہ طے کرتا۔ پاپیادہ افغانستان کے خوفناک دروں سے آگرہ میں آیا نہ اُس کے پاس ہتھیار تھے اور نہ کپڑے سلامت بچے تھے۔ اول ہی شب حکیم ابوالفتح کے ہاں آکر اُترا ابوالفتح پہلے ہی معتوب تھا اُس نے ڈرتے ڈرتے زینخان کو اپنے گھر میں جگہہ دی زین خان پہلے ہی سمجھتا تھا کہ اکبر میرے واپس آنے سے خوش نہیں ہوگا۔ وہ ہی ظہور پذیر ہوا اگر اتنا موقع دیکھکر سفارش نکرتی تو اکبر کا غصہ ابھی چندروز اور بھی قایم رہتا۔

زینخان شاعر بھی تھا۔ کبھی کبھی اشعار بھی موزوں کیا کرتا تھا۔ اُسکے اشعار لطیف اور پُرمذاق ہوتے تھے۔ اُس نے ایک موسیقی کی کتاب کو نظم میں لکھا ہے جس کتاب میں موسیقی کے تمام اصول بیان کیے ہیں زینخان کچھ دن فیضی سے اصلاح لیتا رہا لیکن تھوڑے ہی زمانہ کے بعد اُسکا کلام محتاج اصلاح نرہا تھا۔ زینخان کے اشعار چونکہ سادے اور لطیف ہوتے تھے اسلیئے عوام کی زبان زد بہت تھے اور ہر شخص مزے لے لیکر پڑھا کرتا تھا۔ شیدا شاعر اِسکا بہت دوست تھا جس نے عرفی کا قافیہ تنگ کر رکھا تھا عرفی نے عجب یہ قصیدہ کہا جسکا مطلع یہ ہے۔ جہاں بگشتم و دردا بہ ہیچ شہر و دیار + نیافتم کہ فروشند بخت در بازار +

اُسکا جواب زین خان نے شیدا کے اشارہ سے بہت خوب دیا تھا یعنے شعر چو مفلسے کہ بناشد بدست یک دینار + چہ سود از بفروشند بخت در بازار + یہ جواب دارالخلافہ میں بہت مشہور ہوا اور سب نے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اکبر کا ساتواں رتن

اُسکی خوب تعریف کی فقط

مُلّا عبد القادر

یہ اکبر کا پرایویٹ سکریٹری تھا یہ اصل میں گیلانی نژاد تھا ۔ ۱۵۴۲ء میں پیدا ہوا اکبر کی پیدایش بھی اسی سنہ میں ہوئی تہی ۔ لطف یہ تھا کہ جیسے ۱۴ اکتوبر سنہ مذکور کو اکبر پیدا ہوا وہ ہی ۱۴ اکتوبر سنہ مذکور کو گیلان میں مُلّا عبد القادر عالم بطون سے ظہور میں آیا ۔ اِسکے باپ دادا ہمیشہ سے گیلان کے شاہوں کے ہاں بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز رہتے چلے آرے تھے اور بعد ازان ہند میں آکر اُسکا باپ عبد الرزاق مظفر شاہ کا اتالیق مقرر ہوگیا اور پھر مظفر شاہ کی جوانی پر قاضی القضات بنا دیا گیا عبد الرزاق اصل میں ایک صلح کُل شخص تھا اُسکی مذہبی پولیسی ایسی سخت نہ تھی کہ جیسی مُلّاؤنکی ہوتی ہے ۔ کبھی چال چل جانا بھی اپنی حکمت اور عقل کی روشنی جانتا تھا ۔ جب عبد القادر کی سولہ سترہ برسکی عمر ہوئی تو باپ اور بیٹوں میں ناچاقی کی ٹھہر گئی بیٹا کٹّا مُلّا اور باپ دنیادار اِس ناچاقی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اِس نوعمری میں عبد القادر سورت ہوتا ہوا مکہ معظمہ پونہچا ۔

عبد الرزاق اپنے بیٹے کو بہت چاہتا تھا اور اُسے اپنے بیٹے کی یہہ متعصبانہ باتیں (اگر اپنی ذات کے لیئے نہوں) بُری نہ معلوم ہوتی تھیں ۔ اُس نے ہرچند کوشش کی کہ اپنے معصوم نوجوان کو اِس ارادہ سے باز رکھوں لیکن ممکن نہوا اور یہہ سیدھا مکہ معظمہ پونہچا ۔ باپ کی محبت نے یہ تقاضا نہ کیا کہ میں گجرات میں بیٹھا رہوں اور بیٹا بے سروسامانی کی حالت میں مکہ کی شاہراہوں میں بھٹکتا پھرے ۔ وہ مامتا کا مارا بھی مکہ کی طرف روانہ ہوا لیکن بدقسمتی سے مکہ کے پونہچنے کے دو تین ہی دن کے بعد انتقال کر گیا ۔ بیٹے عبد القادر نے یہ سمجھا کہ چونکہ اُسکا دل آلایش دنیا سے پاک نہ تھا اِسلیئے خدا نے نہ چاہا کہ میرے گھر میں ایسا ناپاک شخص رہے ۔ اِس امر نے عبد القادر کو اُسکے بوڑھے باپ پر آنسو بھی نہ بہانے دیئے ۔ دوسرا غضب یہہ ہوا کہ عبد القادر نے جتنا روپیہ کہ اُسکا باپ چھوڑ مرا تھا سب مفلسوں کو اِس خیال سے دیدیا کہ شاید اِس روپیہ کے استعمال کرنیسے خدا مجھسے ناراض ہو ۔ مگر خوش قسمتی سے جوں جوں عبد القادر بڑا ہوتا گیا یہہ جنوں کم ہوتا گیا ۔ اور اِسکی وجہ یہ تہی کہ سفر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں مختلف لوگوں سے پالا پڑتا ہے۔ زمانہ کے اُلٹ پھیر نے رفتہ رفتہ اُسے تجربہ کار بنادیا اپنے مرحوم باپ کو محبت کی نظر سے دیکھنے لگا اور وہ حقارت جو پہلے اُسکی طبیعت میں تھی جاتی رہی۔

یہاں مکہ شریف میں عبدالقادر نے دینی علوم کی تحصیل اپنے ہم نام مُلّا سے جو زمانہ میں دمشق میں بڑا مشہور تھا کی اِس لکھنے کی تو کچھ ضرورت ہی نہیں ہے کہ یہ بہت بڑا ذہین اور طباع تھا سات آٹھ برس ہیں فقہ و حدیث تفسیر میں اُسے پوُری دستگاہ حاصل ہوگئی۔ اپنے ہمنام اُستاد کے بھی کان کترنے لگا۔ جب اُسکی بہت شہرت ہوئی تو دُور دُور سے لوگ اُس سے ملنے آنے لگے اب کچھ کچھ امیر سوداگروں کو دیکھ دیکھکر عبدالقادر کے دل میں یہ بھی شوق پیدا ہونے لگا کہ کچھ دولت بھی کمانی چاہیئے۔ ہندوستان کی مقناطیسی ہوائیں پھر اپنی طرف کھینچنے لگیں عبدالقادر اُسکا اُستاد اُس سے بہت محبت کرنے لگا تھا آخر اُس نے اپنی لڑکی عائشہ نامی کی شادی اپنے شاگرد عبدالقادر سے کردی۔ یہ خوبصورت حسین جمیل لڑکی بھی خوب پڑھی لکھی تھی اسکی تقریر صاف اور شستہ تھی عقل سلیم اور فہم مستقیم رکھتی تھی - یکایک عبدالقادر کا ارادہ ہندوستان آنے کا ہوا ہر چند اُسکے خسر نے منع کیا لیکن اُسنے نہ مانا اور اپنی بیوی کو پہلے ہی سے جو ہند آنے پر رضی تھی ساتھ لیکر جدہ سے روانہ ہوا بڑی مُصیبت اور طوفانوں کے بعد سورت میں پہونچا ابھی عبدالقادر کے پاس روپیہ وافی تھا۔ سورت میں اُس نے ارادہ کیا کہ میں گجرات چلوں لیکن وہاںکی بے انتظامی اور فساد کی خبر سنکر وہاں جانا نہ چاہا بلکہ سیدھا اکبر کی طرف رُخ کیا۔ کئی دن اکبر آباد میں اجنبیوں کی طرح رہا لیکن آخر مرزا عبدالرحیم کے ذریعہ سے اور کچھ زینخان کی سفارش سے اکبر کے دربار میں پونہچا عبدالقادر کے دماغ میں ہنوز ملائی ہوا چھائی ہوئی تھی اور وہ مذہب کھوکر دولت حاصل کرنا نہ چاہتا تھا۔ اُس نے آتے ہی سلام علیکم کیا۔ یہ دیکھتے ہی اکبر کو تعجب ہوا کہ یہ کیسا متعصب ملا ہے کہ اِس نے آداب شاہی کو بھی بالائے طاق رکھدیا۔ بایں ہمہ عبدالقادر کی اِن باتوں نے اکبر کو مکدر خاطر نہ کیا اور وہ اُس علم و فضل پر جو اُسے حاصل تھا دربار میں وقعت کی نظر سے دیکھا گیا۔ پہلے پہل قاضی کا عہدہ عبدالقادر کو مِلا۔ اُسکے بعد قاضی القضات کا عہدہ ہوگیا اور آخر ہوتے ہوتے یہانتک نوبت پہونچی کہ اکبر کا پرائیویٹ سکرٹری مقرر ہوگیا۔ اب یہاں سے اُسکی زندگی کے حالات شروع ہوتے ہیں عبدالقادر گو فلسفی ہی تھا لیکن پھر بھی دینیات کا اثر اُسپر غالب تھا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ابوالفضل اور فیضی سے عبدالقادر کی ہمیشہ چھنتی رہتی تھی۔ جب کبھی اکبر کے دربار میں مباحثہ ہوتا تو عبدالقادر ایکطرف ہوجاتا تھا اور ابوالفضل خصوصاً فیضی دوسری طرف ایک بار فرشتوں پر بحث چھڑی اور بھی بہت بڑے بڑے مولوی تھے مگر ان مولویوں میں اسپوکسمین یعنے سوال و جواب کرنے والا عبدالقادر ہی تھا۔ ہمیں اِس بحث کے درج کرنے سے یہاں غرض نہیں ہے صرف اِتنا لکھنا کافی ہے کہ جب بحث ختم ہوئی تو عبدالقادر نے اکبر سے دست بستہ عرض کیا حضور اگر حکم دیں تو مجسم فرشتوں کو دکھادوں۔

اکبر۔ اگر یہ بات ہو تو اِس سے بہتر پھر کیا ہوسکتا ہے تم نے اتنی بحث بھی ناحق کی فرشتوں کو دکھا دیا ہوتا چلو چھٹی ہوتی فیضی نے ہنسکر کہا کہ اگر تم فرشتوں کو دکھادوگے تو میں بھی تمہیں آج ہی پورا باعمل عالم کہنے کو تیار ہوں۔

یہ سنکر عبدالقادر نے اپنے مولویوں کی جماعت کی طرف اشارہ کیا کہ دیکھو یہ مجسم فرشتے بیٹھے ہوئے ہیں فیضی نے چھوٹتے ہی یہ جواب دیا مجھے تو یہ سب شیطان نظر آتے ہیں۔ ملا بھی بڑا چلتا ہوا تھا کہنے لگا کہ شیطانوں کو شیطان ہی معلوم ہوتا ہے فیضی نے پھر یہ سوال کیا اچھا ہم آپ کو کیسے دکھائی دیتے ہیں۔ یہاں اُنکو بغلیں جھانکنی پڑیں اگر یہ جواب دیتا کہ تم سب شیطان ہو تو خود بھی شیطان بنا پڑتا ہے اور جو یہ کہتا ہے کہ تم سب فرشتے ہو پھر کفر کا الزام قایم کرنے کا موقع نہیں ملنے کا۔

اکبر کو ملا عبدالقادر کے سکوت پر ہنسی آئی عبدالقادر نے جواب دیا حضور میں ان کی نسبت کوئی رائے قایم نہیں کرسکتا مجھے کچھ دکھائی ہی نہیں دیتا ان کے قلب کی ظلمت نے ان کے تمام جسموں کو ایسا چھپا رکھا ہے کہ اُن کے چہرے ہی نہیں دکھائی دیتے اِسی قسم کی باتیں ہوتی تھیں اور ہمیشہ فیضی۔ عبدالقادر کو چھیڑا کرتا تھا۔

جمعہ کے دن خاص دربار ہوا کرتا تھا اور یہ دربار صرف علما کا شب کو منعقد ہوتا تھا ہر مذہب والیکو آزادی تھی کہ جاہے جس قسم کے جواب و سوال کرے اکبر صرف بیچ میں بیٹھا سُنا کرتا تھا۔ اور کبھی ایسا بھی موقع ہوتا تھا کہ اکبر بعض بعض وقت خود بھی راے دیدیتا تھا فیضی نے یہ سوال کیا کہ مولانا عبدالقادر صاحب آپنے ڈاڑھی اِتنی کیوں بڑھائی۔ حضرت ٹھوڑی ڈھانکنے کے لیئے یہی کافی ہے کہ دو چار بال ہوں نہ کہ ایسی کہ بچہ دہد خرگوشے۔ اِس سے قہقہہ اُٹھ گیا اور اب عبدالقادر کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مشکل ہوئی کہ اسکا جواب کیا دوں۔ سوچتے سوچتے یہ بولا کہ تم پر نسائیت غالب ہی تمھاری فطرت یہی ہے کہ عورت بننے کی کوشش کرو اور مردوں کی ہئیت جو خدا نے مقرر کی ہے بدلو۔

فیضی نے جواب دیا کہ صرف موچھیں ہی مردوں کے لیئے کافی ہیں۔ اس بولے لٹکانیسے فائدہ۔ ہمیشہ اسی قسم کی نوک جھوک ہوا کرتی تھی۔ ایکدن اکبر نے دریافت کیا کہ تم فیضی کی نسبت کیا فتوے دیتے ہو۔ مولانا نے فوراً ایک فتوی تیار کیا اس میں فیضی کی نسبت فتوی کفر دیا۔ اور وہ باتیں جن سے کفر کا فتوی قایم ہوا ابتک یہ تھیں۔ کہ فیضی قرآن کو نہیں مانتا پیغمبر آخر الزماں کی نسبت یقین نہیں رکھتا۔ خدا اور اسکی لازوال قوتوں پر بھروسہ نہیں رکھتا۔ دنیا کو دایم مانتا اور غیر فانی تسلیم کرتا ہے۔ اس فتوی پر فیضی نے قہقہہ اڑایا۔ مگر دربار پر اسکا اثر اچھا نہ پڑا کل سلطنتوں کے سفیر ہر وقت موجود رہتے تھے انھوں نے ایک ایک فتوی اپنے شاہوں کے نام روانہ کر دیا عبداللہ خان ازبک نے اس فتوی کو بہت غور کی نظر سے دیکھا اور اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ جب اکبر کے مصاحب دہریہ ہیں اسلیے اکبر بھی دہریہ ہوگا۔ اس نے ایک لمبا چوڑا خط اکبر کو لکھا اور یہ لکھا کہ تمنے دہریوں کو بڑے بڑے عہدے دیدئے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکی توجہ بھی اسلام سے پھری ہوئی ہے اکبر نے اسکا جواب مذہبی پیرایہ میں لکھا تھا اور اس میں یہ قطعہ عربی کا بھی درج کیا جو درج ذیل ہے قطعہ قیل ان الالہ ذو ولد قیل ان الرسول قد کہنا مانجا اللہ والرسول معاً من لسان الوری فکیف انا اکبر کے خیالات آزاد تھے وہ مذہبوں پر متعصبانہ نظریں نہ ڈالتا تھا۔ مگر تاہم وہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ میں مسلمان مشہور نہوں اور میرے ہمعصر سلطان مجھے مذہب کی رو سے حقارت کی نظر سے دیکھیں۔

عبدالقادر گو پرائیویٹ سکرٹیری تھا مگر پھر بھی اپنے مذہب کا پابند تھا اکبر کی آزاد پولیسی اور اسکے وزرا کی مذہب کی نسبت بے محابا رایوں نے اسے جادہ اعتدال سے نہیں ہٹنے دیا بلکہ وہ اور بھی دن بدن سخت ہوتا گیا۔

اکبر نے درباری ادب آداب (جو ہر شخص کے لیئے لازمی سمجھے جاتے تھے) جو دربار میں باریابی چاہتا تھا اسپر انکی ادائگی فرض ہو جاتی تھی مثلاً تین تین بار جھک جھک کر سلام کرنا اور تین بار تخت کے پایہ کو بوسہ دینا۔ یہ سب فرض کے برابر تھیں۔ لیکن صرف عبدالقادر ان درباری قیود سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آزاد کردیا گیا تھا اکبر علم اور لیاقت پر مرتا تھا۔ خواہ کیساہی بدمزاج شخص ہو لیکن یہ اُسکی بدمزاجی کو اُٹھا کر اُسکے سب ناز سہتا تھا۔

ایک زمانہ میں عبد القادر کچھ دن کے لیئے سندھ کا گورنر مقرر ہوگیا۔ چونکہ اُسے مختلف درباری باتوں کے سُننے سے زیادہ دلچسپی تھی اِسلیئے اُس نے اپنے چھوٹے بھائی حکیم ہمام سے جو رکن سلطنت تھا کہدیا تھا کہ مذہبی درباری گفتگو کی تمام خبریں مجھے دیتے رہنا متواتر یہی خبریں اُسے ملتی تھیں کہ آج مذہب کی فلاں بات پر قہقہہ اُڑ گیا اور کل فلاں مُلّا کی ڈاڑھی پر پھبتیاں ہوئیں۔ یہ خبریں سُنتے سُنتے مُلّا نے یہاں تک ارادہ کرلیا کہ اب اکبر کے دربار میں نہیں جانے کا اِدھر یہ ارادہ کیاہی تھا کہ اُدھر ایک فرمان اکبر کا پہونچا کہ تو فوراً حاضر دربار ہو یہ فرمان باقاعدہ بھیجا گیا تھا عبد القادر نے پس و پیش کیا کہ اگر جاتا ہوں تو پھر وہی دہریہ پنے کی باتیں گوشگذار ہونگی اور اگر نہیں جاتا ہوں تو وقت آکر پڑے گی۔

کچھ دن تک جواب نہ دیا پھر دوسرا فرمان جاری ہوا اور اُس میں یہ تحریر کیا گیا کہ شاید تمہارا اُٹھوس دماغ تمہیں آنے نہیں دیتا اور تمہیں فیضی سے ڈر لگتا ہے۔ مُلّا عبد القادر یہ دیکھتے ہی جل گئے اور مُلّانی رگ نے اُنپر زور باندھا۔ ایک سخت جواب مُلّا نے دیا جو کہ ایساہی نامہذب اور سخت لغو ہے جیسا کہ مُلّانی دماغ لکھتا وہ جواب ولسن صاحب نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے چونکہ وہ دلچسپ اور لطیف ہے اِسلیئے درج کیا جاتا ہے۔ وہو ہذا

بندگان عالی کو معلوم ہو کہ مجھے حضور کی خدمت کا شرف حاصل کرنے میں تساہل ہے نہ عذر ہے نہ میں فیضی کی فلسفیانہ گفتگو سے ڈرتا ہوں کیونکہ جب مجھے علم کلام پر پورا عبور ہے پھر میں اُسکی منطقی اور فلسفی تقریر سے کیوں ڈرنے لگا۔ مگر میں اسلام کی توہین سُننا نہیں چاہتا۔ ہرچند میں نے کوشش کی کہ طلب پر حاضر خدمت ہوں لیکن نہیں ہوسکتا اور جبتک مجھے یہ معلوم نہو جائے گا کہ حضور بندگان عالی نے توبہ کرلی ہو اور فیضی۔ ابو الفضل دوبارہ مسلمان ہوئے ہیں ہرگز حاضر نہیں ہوسکتا۔ میں حضور بندگان عالی سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا آپ پر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کوئی قرآن نازل ہوا کیا آپ میں یہ قدرت ہے کہ آپ معجزے دکھائیں کیا حضور وہ مصائب اور تکالیف سہہ سکتے ہیں کہ جو محمد عربی صلعم نے سہی تھیں کیا آپ کو اُس صبر کا حصہ ملا ہے جو ہمارے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بنی کو ملا تھا۔ جب کوئی صفت آپ میں نہیں ہے پھر آپ پیغمبر کیوں بنتے ہیں اور کیا وجہ ہے کہ آپ اپنا مذہب علیحدہ جاری کرنا چاہتے ہیں۔

حضور کی ان ہی باتوں سے میں متنفر ہوں اور دربار میں آنا نہیں چاہتا۔ میری لمبی ڈاڑھی اور کترواں لبوں پر قہقہہ اُڑتا ہے میرے عقاید میری روش میرے مذہبی خیالات کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ یہہ چند روزہ زندگی ہے اسمیں انسان چاہے جو کچھہ جی میں آوے کرے آخرت میں معلوم پڑیگی میں تو مکہ شریف ہجرت کرکے جاتا ہوں جو کچھہ میرا فرض تھا وہ مینے عرض کردیا اب حضور جانیں اور حضور کے دہریے مصاحب۔

جوں ہی یہہ خط اکبر کو پہونچا اور **ابوالفضل** نے اُسکا مضمون سنایا تو اکبر کو بہت رنج ہوا کہ ملا عبد القادر صرف اپنی ملانی طبیعت اور ٹھوس دماغ سے مکہ چلا گیا۔ تحریر ایسی لغو تھی کہ اکبر ہنسی کے سوا اور کیا کہہ سکتا تھا ملا عبد القادر دو تین برس وہاں رہے لیکن وہاں مولانا صاحب کی طبیعت نہ لگی محض اکبر کے رحم اور قدردانی پر ہندوستان کو مراجعت کی۔

جب سورت پہونچا تو ایک عرضی اکبر کی خدمت میں روانہ کی جسکا مضمون یہ تھا۔ کہ جو خیالات حضور اور حضور کے دربار کی نسبت مکہ روانہ ہونے سے پہلے ظاہر کیئے تھے اُن کو میں واپس لیتا ہوں اور آئندہ ایسی لایعنی باتوں کے بکنے سے توبہ کرتا ہوں جو کچھہ بے ادبی میں نے کی ہے وہ اسقابل ہرگز نہیں ہے کہ معاف کیجائے مگر میں تو اپنے کو مراحم خسروانہ اور قدردانی حضور پر چھوڑکر حاضر خدمت ہوتا ہوں۔ اکبر یہہ سنکر کہ میرا پرائیویٹ سکرٹیری آتا ہے بہت خوش ہوا۔ فوراً اپنے کئی ارکان سلطنت کو پیشوائی کے لیئے روانہ کیا۔ ملا کی وہ ہی عزت کی گئی کہ جیسی پہلے ہوتی تھی۔ اور اسی عہدہ پر ملا مقرر ہوگئے

جب **فیضی** کا انتقال ہونے لگا ہے تو حضرت **عبد القادر** بھی عیادت کیلیئے تشریف لیگئے **فیضی** پر کوفانی اور قاتل جانگداز بیماریاں دورہ کر رہی تھیں اور موت کا لمحہ قریب ہوتا جاتا تھا مگر پھر بھی اُسکے مرنے میں تین دن باقی تھے اور وہ اگر چاہتا تو باتیں کرسکتا تھا۔ جون ہی اُسکے مریض کمرہ میں (جہاں فیضی لیٹا ہوا تھا) **عبد القادر** پہونچا **فیضی** غل مچانے لگا اور پکار پکار کر کہنے لگا اللہ مجھی قتل از وقت نہ ماریو اجی حضرت فرشتے صاحب آپ کیونکر تشریف لائے۔ حالانکہ یہہ نازک وقت تھا لیکن پھر بھی **فیضی** کا مسخراپن نہیں گیا۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ گذشتہ صفحوں میں ملا اپنے کو فرشتہ کہہ چکے ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بیچارہ بہت شرمندہ ہوا اور یہ کہنے لگا فیضی تمہارے بھی عجیب خیالات ہیں ایسے موقع پر تو کلمہ لاالہ اللہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیہ وسلم پڑھنا چاہیئے۔

فیضی۔ ایسی عیادت کو سلام ہے کہ آپنے تو مجھے زندگی سے مایوس کردیا جو شخص دنیا سے رخصت ہونے کو ہوتا ہے وہی کلمہ شہادت پڑھتا ہے۔ میں ابھی تو اچھا ہوں اور اپنی اس حالت سے اُمید کرسکتا ہوں کہ شاید دو تین دن اور بھی جیوں۔ اسلیئے کلمہ پڑھنے اور توبہ کرنے کا بہت وقت ہے یہاں بھی مرتے مرتے فیضی نے مُلا پر ایک چوٹ کی۔

مُلا فیضی کی صورت دیکھکر رو اُٹھا اور کہنے لگا افسوس یہ باتیں اب ہم کیونکر سُنینگے فیضی بھی مُلا عبد القادر کو بہت چاہتا تھا دونو گلے ملکر خوب روئے فیضی نے اپنے دوست کے کہنے پر توبہ کی اور اُسکی ہدایت کی بموجب کلمہ محمدی بھی پڑھا۔ پھر بھی مُلا کو یقین نہ آیا کہ فیضی نے دل سے توبہ کی ہے اور یہ سچے دل سے کلمہ پڑھتا ہے کیونکہ مُلا عبد القادر پرایویٹ سکرٹری اکبر اپنی کتاب منتخب التواریخ میں فیضی کی بابت تحریر کرتا ہے کہ فیضی نے ہرچند توبہ کی اور مسلمان بنا چاہا لیکن وہ مسلمان نہیں مرا۔ جیساکہ ہم فیضی کے حالات میں مختصر اشارہ کر آئے ہیں مُلا عبد القادر نے اپنی نادر تصنیف منتخب التواریخ میں تحریر کیا ہے وہ ہم بجنسہ درج ذیل کرتے ہیں (ہمارا انتخاب سر ایچ الیٹ کی انگریزی تاریخ سے ہی) وہو ہذا۔

فیضی جسکو میں ابتداہی زمانہ سے جانتا تھا کہ یہ دہریہ ہے۔ ہرچند یہ اپنے خیالات کے چھپانے کی کوشش کرتا تھا لیکن پھر بھی موقع بے موقع اُسکے خیالات ظاہر ہوجاتے تھے اُس نے اور اُسکے بھائی ابوالفضل نے اکبر کو دہریہ بنا دیا تھا۔ یہ دونو بھائی مذہب کے جادہ سے اکبر کو ہٹانا چاہتے تھے جسکی گت یہ بنی کہ فیضی کا تو مرتے وقت مُنہ سیاہ ہوگیا تھا اور ابوالفضل کا چالیس دن تک سنڈاس میں سر پڑا رہا۔ فقط یہ عبارت عبد القادر کی ہے جو ہمنے ترجمہ کی اب سر ایچ ایلیٹ کی رائے مُلا عبد القادر کی بابت ظاہر کیجاتی ہے۔

مُلا عبد القادر حسب نسب و نو جانب سے شریف تھا۔ اسکی ماں سیدانی اور باپ قریشی شیخ تھا۔ انکی اصل یعنے اُن کے بزرگوں کا خاص وطن نجد تھا۔ یہ علم و دولت کی تحصیل میں گردش لگاتے لگاتے ہندوستان میں آگئے تھے۔ اُس زمانہ میں گجرات کی سلطنت قوی تر اور نسبتہً مہذب ترتھی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اسلیئے گجرات ہی میں سکونت اختیار کی۔

مُلا عبدالقادر جب پڑھکر فارغ ہوا تو اُسکی فاضل اور قابل طبیعت کا رجحان مذہب کی تقلید پر استواری سے ہوگیا۔ یھ اُس جاہلانہ طبیعت اور دماغ کا آدمی نہ تھا کہ جیسے کہ مذہبی لوگ ہوتے ہیں بلکہ یھ اسی قابل تھا کہ اکبر کے پرایویٹ سکریٹری کا عہدہ اُسے ملے۔ اکبر اس سے ایسا ہی خوش تھا کہ جیسے باپ اپنے کہامان اور فرمانبردار بیٹے سے ہوتا ہے عبدالقادر گو ملا تھا پھر بھی اُسکی طبیعت میں سکون تھا۔ تہذیب تھی۔ آداب و لوازمات درباری کا پابند نہ سہی تاہم اکبر کے خوش رکھنے اور اپنے منصبی فرایض کے انجام دینے کی اُس میں بہت بڑی قدرت تھی یھ مختلف علوم کا بہت شایق تھا۔ ریاضی۔ فلسفہ۔ ہیئت غرض سب علموں میں اسے دخل تھا۔

منصف بہت بڑا تھا جس مذہب کی جو بات اچھی ہوتی اُسکو بطیب خاطر تسلیم کرلیا کرتا تھا۔ جنگوں میں اکثر اُس نے کام دیا ہے۔ جب مرزا حکیم اکبر کے چچازاد بھائی کا جسکے قبضہ میں تقریباً کل پنجاب تھا انتقال ہوا ہے اور وہاں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکی تو اکبر نے ملا عبدالقادر کو روانہ کیا کہ کل مُلک کو دبالے اور وہاں کوئی تازہ فتنہ نہ کھڑا ہونے دے عبدالقادر صرف تین ہزار فوجکی سرکردگی میں پہلے لاہور پہونچا تین چار خفیف مقابلوں میں لاہور پر قبضہ کرلیا اور پھر آگے بڑھکر پشاور و قندھار و کابل فتح کرلیا۔

یھ کوششیں اور قابلیتیں نمایاں کارگزاریاں ہی تھیں جنسے اکبر نے درباری قیود اُٹھادی تھیں اور ملا عبدالقادر سیدھے سینہ تانے ہوئے حاضر دربار ہوجاتے تھے۔ علاوہ منتخب التواریخ کے اور بھی کئی کتابیں مذہب اور فلسفہ کی بابت تحریر کی ہیں۔ چونکہ ان کتابوں میں مذہبیت بھری ہوئی ہے اسلیئے اُنکی دلچسپی کم ہوگئی۔ کاش ملا آزادانہ کسی لائق اور قابل مسئلہ پر بحث کرتا تو اُسکی شہرت اسلام کے اور علما کی طرح تمام یورپ میں ہوتی فقط

یہاں تک سرایچ الیٹ کی رائے کا خلاصہ ہوا اب ایک مختصر نوٹ کرنیل کینیڈی کی کتاب سے بھی منتخب کیا جاتا ہے کہ وہ اس فاضل کی بنسبت کیا لکھتا ہے۔ بلفظہ کرنیل کینیڈی کی کتاب سے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ عبدالقادر کو جسکی لیاقت و قابلیت کا اعتراف اکبری دربار کرتا ہے اور اُسکے علمی مباحث نے اہل دربار کا اُسے پیارا بنادیا تھا بلاشبہ اُسکا شمار اُن نو شخصوں میں ہونا چاہیئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جو اکبری دربار کے نورتن کہلاتے ہیں گو مذہب کی طرف اسکا رجوع بہت تھا اور یہ ہمیشہ مذہب ہی پر ابوالفضل اور فیضی سے جھگڑتا رہتا تھا تاہم اسکے دماغ کی ہمیں قدر کرنا زیبا ہے کتابوں پر اسقدر عبور تھا کہ شاید بہت کم کسی کو ہوگا بڑے بڑی عربی کی کتابیں اُسے حفظ تھیں۔ مشہور یہ ہے کہ جسکا حافظہ اچھا ہوتا ہے اُسکا ذہن غبی ہوتا ہے مگر عبدالقادر نے اِس ظنی تشخیص کو توڑ دیا تھا وہ جس درجہ کا اپنی قوت حافظہ پر ناز کر سکتا تھا اُسی حد تک اُسے اپنے ذہن پر فخر کرنے کا موقع حاصل تھا۔ جتنے تاریخی واقعات اُس نے اپنی ضخیم کتاب میں درج کیئے ہیں وہ نہایت صحیح اور قابل تعریف ہیں ابوالفضل اپنے اکبرنامہ اور آئین اکبری میں بعض بعض واقعات کو چھپا ہی جاتا ہے اور کسی باعث سے ظاہر نہیں کرتا مگر یہ جو کچھ بیان کرتا ہے صفائی سے بیان کرتا ہے۔

اُس نے لکھا ہے کہ اکبر کے دربار کا سلام بجائے سلام علیکم کے اللہ اکبر تھا اور بجائے جواب سلام علیکم السلام کے جل جلالہ دیا جاتا تھا یہ بھی ابوالفضل اور فیضی کا طفیل تھا کہ اُسنے بادشاہ کو ایسا دہریہ بنا دیا تھا ابوالفضل اور فیضی کی اِن رایوں پر بحث کی ہے کہ جو اُنھوں نے اکبر کو مذہب کے بارہ میں دی تھی اور اکبری دربار کی اصلی اندرونی حالت سے بحث کی ہے۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر منتخب التواریخ نہ لکھی جاتی تو قابل اطمینان واقعے کبھی معلوم نہیں ہو سکتے تھے۔ یہ فاضل اکبر کے تین برس پہلے یعنی ۱۶۰۲ء میں عالم بقا کو سدھارا۔ فقط

اکبر کا آٹھواں رتن

تانسین

تانسین۔ جسکا اصلی نام ٹاٹنا سینا یا ٹونا ساٹنا تھا اطالیہ کا رہنے والا تھا۔ اسکی پیدایش میں مورخوں کی باہم مختلف الاقوالی ہے کوئی تو کہتا ہے کہ یہ بھی اطالیہ ہی میں پیدا ہوا تھا کوئی لکھتا ہے کہ یہ ہندوستان میں پیدا ہوا تھا۔ مگر اسکی بابت جو کچھ جلال الدین شروانی نے لکھا ہے وہ یہ ہی۔ تاریخ سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ اسکی پرورش کشمیر میں ہوئی تھی اور یہیں اُسے تعلیم ملی تھی۔ اس سے اتنا پایا جاتا ہے کہ شاید کشمیر ہی میں پیدا ہوا ہو۔ لامحالا یہ تو ضرور ہی تسلیم کرنا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پڑیگا کہ اِس کے باپ دادا اطائین تھے۔ اُن کے ہاں کئی پشت سے یہی گانے بجانے کا پیشہ ہوتا چلا آتا تھا۔ تان سین مجلس میں فخراً اسبات کو بیان کرتا تھا کہ میں حضرت داؤد کی اولاد میں سے ہوں خصوصاً جنکو موسیقی کی بیش بہا دولت خدا کی طرف سے مرحمت ہوئی تہی اور اُنھیں ارشاد ہوا تھا کہ تم اپنی خوش آوازی سے خدا کی مخلوق کو ایمان پر لاؤ۔ ۱۵۶۷ء مطابق ۹۷۵ھ ہجری کو تان سین کشمیر سے لاہور آیا تانسین کی آواز قدرتی سُریلی اور بلند تہی۔ ایسی خوش آواز کو جب وہ موسیقی علم کے قاعدہ سے بلند کرتا تھا تو واہ واہ کا نعرہ چاروں طرف سے بلند ہوجاتا تہا تان سین جب لاہور میں آیا ہے تو نہایت بے سروسامانی کی حالت میں پہونچا۔ یہاں چند مہینے رہا مگر دال نہ گلی اور کوئی صورت نہ نکلی پھر یہ دہلی چلا گیا۔ یہاں ملا سلامت کے ہاتھ پر مسلمان ہوگیا۔ اسکی عمر پوری اٹھارہ برس کی تہی۔

ملا سلامت شاہی مسجد میں رہا کرتے تھے اور کچھہ تصوف کے رستہ میں بھی اُنکا قدم تھا۔ آٹھویں دن اُن کے ہاں قوالی وغیرہ ہوتی تہی شہر کے اُستاد استاد خوش الحان گویے آتے تہے اور اپنی اپنی بانگی دکھاتے تھے تانسین کو موسیقی کے اصول سے بخوبی واقف تھا اور اُسکی آواز بھی اچھی تہی لیکن ابھی اپنے علم کو عمل میں لانے کا موقع نہیں ملا تھا اِسلیئے وہ گاتا ہوا جھجکتا تھا ایک دن اُس سے نہ رہا گیا اپنے پیر سلامت سے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو آج میں بھی کچھہ گاؤں۔ ملا سلامت نے سادگی سے اجازت دیدی بڑا مجمع ملا سلامت کے مکان پر ہو رہا تھا اور بڑے بڑے قوال اور گویے بھی بیٹھے ہوئے تھے تانسین نے جب اپنا گانا شروع کیا تو سبکے کان کھڑے ہوئے اور اب لوگ متوجہ ہو کر سُننے لگے۔ اِدھر قوال اور گویے بہی متوجہ ہوئے پھر جو سماں بندھا ہے کیفیت آ گئی۔ جو لوگ کچھہ بھی اصول موسیقی سے آگاہ تھے وہ تو بیتاب ہو کر اپنا سر چوکھٹ سے دیدے مارنے لگے اور جو محض اصول موسیقی سے نا آشنا تھے اُنکی کیفیت بھی دگرگوں ہوگئی۔ جب گا چکا تو بڑے بڑے گویے جنکی شہرت بہت تہی اور جو واقعی موسیقی میں اعلےٰ درجہ کے تھے اِس نوجوان بچہ کے پیروں پر گر پڑے اور دست بستہ گزارش کی کہ آپ ہمیں اپنا مرید بنالیں اور اپنا شاگرد کرکے کچھہ سکھائیے۔

ملا سلامت یہہ دیکھتے ہی نہال ہوگئے اور اُنھیں تانسین پر قبضہ پانیکی اسقدر خوشی ہوئی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

کہ شادی مرگ ہوتے ہوتے رہگئے - اب کیا تھا بڑے بڑے رئیس اور صوفی تانسین کو ہر وقت گھیرے رہتے تھے تانسین اسقدر پچا کہ ملا سلامت کو یہ خوف معلوم ہوا کہ کہیں کوئی رئیس یا کوئی صوفی تانسین کو میرے پاس سے جدا نہ کرے - اکیدن ملا سلامت نے تانسین سے کہا کہ میں تمسے چند باتیں کہنی چاہتا ہوں خدا کرے وہ تمھاری سمجھہ میں آجاویں اور تم اُنھیں تسلیم کرلو تانسین ذاتی شریف شخص تھا وہ مُلّا سلامت کو اپنا دینی باپ جانتا تھا اور اُن کے اشارہ پر کام کرتا تھا جو کچھہ ملا کہتے تانسین اُسے کلام مقدس جانکر عمل کرنے لگتا - اُس نے دست بستہ گذارش کی کہ جناب مولوی صاحب میں آپ کو اپنا دینی باپ جانتا ہوں اور یہہ بھی مجھے یقین ہے کہ جو کچھہ آپ میرے لیئے فرماتے ہیں وہ سب صحیح اور درست ہوتا ہے میں آپکی ہر ہدایت کو ماننا اور ہر قول پر ایمان رکھنا اپنا طریقہ اور اپنی نجات جانتا ہوں آپ بلا تکلف فرمایئے مجھے اُسکے قبول کرنے میں کچھہ عذر نہ ہوگا -

یہہ سنتے ہی ملا سلامت نے مفصلہ ذیل فقرے کہے -

میں چاہتا ہوں کہ کسی دوسرے شہر کو چلا جاؤں میں مناسب نہیں جانتا کہ مخالفوں میں اپنی عزیز زندگی برباد کروں - تانسین - ہائیں آپکے یہاں مخالف بھی ہیں حالانکہ یہہ مجھے ابتک نہیں معلوم تھا -

ملا سلامت - تم نہیں جانتے ایک تو تم بچہ اور دوسرے تم نئے آئے ہو میں خوب جانتا ہوں مجھے خوف یہہ ہے کہ کہیں شہید نہ کردیں - تانسین اپنے پیر اور اُستاد پر جان دیتا تھا اُسے دلی محبت تھی وہ ملا سلامت کی یہہ بات سنکر راضی ہوگیا تانسین اور ملا سلامت ۱۵۶۹ء مطابق ۹۷۷ھ بتاریخ یکم رمضان چھپ کر دہلی سے بھاگے اور سیدھے پشاور کی طرف روانہ ہوئے - غالباً اُسکے آنے سے دہلی والوں کو بڑا افسوس ہوگا مگر ملاجی تو کہیں کے کہیں لے اُڑے - جب یہہ پشاور کی سرحدات میں پوہنچے تو شب کو ایک کھوہ میں قیام کرنے کا اتفاق ہوا -

ملا کو خوف یہہ تھا کہ کہیں دہلی کے گورنر نے آدمی یا سوار گرفتاری کے لیئے نہ دوڑا دیئے ہوں یہہ دونو صرف شب کو رستہ طے کرتے تھے - ایک دن راہ طے کر رہے تھے کہ تانسین کی طبیعت بگڑ گئی ملا سلامت کو گھاٹی میں ایک کھوہ کے اندر قیام کرنا پڑا روپیہ وافی تھا - مگر اسباب کچھہ ساتھہ نہ تھا تانسین چونکہ تھک گیا تھا سو رہا مگر ملا سلامت اپنے پیارے مرید کی خبرداری کرتے رہے کبھی بیٹھہ جاتا تھا اور کبھی ٹہلنے لگتا تھا چاندنی خوب چٹک رہی تھی کہ یکایک ملا سلامت کو چند آوازیں آدمیوں کی معلوم ہوئیں

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پہلی آواز یہہ تہی گورنرنے یہہ سختی کی ہے کہ اگر ملّا اور **تانسین** نہ پکڑا گیا تو تم نکالدیئے جاؤگے
دوسرا بولا یہہ سچ ہے لیکن ہم اُسے کہاں ڈھونڈیں۔
تیسرا بولا ڈھونڈو یا نہ ڈھونڈو **ملا سلامت** اور **تانسین** تو ملنے کے نہیں۔ چوتھا بولا مایوس اور نا اُمید نہونا چاہیئے جوئندہ یابندہ۔ کہیں نہ کہیں ملجائینگے۔ پانچواں بولا جب تک ہماری جان میں جان باقی ہے ہم اُن کو اگر وہ زمین کی تہ میں چلے جائینگے جب بھی تلاش ہی کرکے رہینگے۔ اُسکی اِس الو العزمانہ گفتگو سے اسکے سب ساتھیوں کی کمریں مضبوط ہوگئیں اور وہ تازہ دمی سے پھر ڈھونڈنے پر آمادہ ہوئے یہہ آوازیں سنتے ہی **ملا سلامت** کے ہوش اُڑگیئے اور اُن کے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی وہ سٹ پٹا کر ایک کونہ میں چھپ کر بیٹھہ گیئے اور تھر تھر کانپنے لگے۔
اِدھر اُدھر خیال دوڑاتا ہے لیکن اپنی نجات کی کوئی تدبیر نہیں نکلتی۔ بھلا ملّا نا یہہ سمجھا کہ اگر میں **تانسین** کو جگاکر اِن کے حوالہ کردوں گا تو پھر یہہ میرے سر نہیں ہونگے اور میری جان بچ جاۓ گی اگر کمبخت وہیں چُھپا ہوا بیٹھا رہتا جب بھی خبر نہ ہوتی یہہ خبر نہ تہی کہ **تانسین** کو حوالہ کرکے بہی جان نہیں بچے گی۔ اپنی جان کے آگے اپنے بیگناہ اور چاہتے مرید کی محبت بہی بالائے طاق رکھدی۔ بیوقوفی سے پاس آبیٹھا اور آہستہ سے جگایا۔ ابھی تو سویا ہی تھا نیند کچّی تہی **تانسین** اُٹھ بیٹھا اور گھبرا کر دریافت کرنے لگا آپنے مجھے کیوں جگایا ہے خیر ہے۔
ملا سلامت۔ یہہ کچھہ ایسا ہی وقت ہے مجھسے کچھہ بات نکرو اور سیدھے باہر اُٹھکر چلے جاؤ۔
تانسین پریشان ہوکر۔ حضرت آخر کوئی وجہ بھی ہیں کیوں باہر چلا جاؤں آپ مجھے اسکا اصلی سبب بتایئے۔
ملا سلامت۔ اگر میری جان کی سلامتی چاہتے ہو تو مجھ سے اِس کہنے کا سبب دریافت نکرو۔ یہہ سُنتے ہی **تانسین** گھبراتا ہوا باہر نکل آیا۔ دیکھا کہ سامنے چند آدمی بیٹھے ہوئے باتیں کررہے ہیں۔ اُنھوں نے اِسکی صورت کی طرف دیکھا بھی نہیں بلکہ خود اُس نے ہی آواز دی کہ تم کون ہو اور یہاں کیوں بیٹھے ہوئے ہو۔ یہہ سب گیارہ آدمی تھے اُن میں **قیس** سردار تھا۔
وہ اُسکی آواز سنکر آگے بڑھے اور جوں ہی قریب آئے اُنھوں نے **تانسین** کو پہچان لیا وہ سب صورت دیکھتے ہی خوش ہوگیئے اور اُنھوں نے پرشوق لہجہ میں کہا میاں **تانسین** یہہ تو فرمایئے کہ **ملا سلامت** کو کہاں چھوڑا **تانسین** کو یہہ معلوم نہ تھا کہ یہاں یہہ آفت ہے اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہ لوگ ملا کی گرفتاری کے لیئے آئے ہیں - اگر ملا ذرا بھی اشارہ کر دیتے تانسین خود اُنکے ساتھ ہو جاتا اور ملاجی بچ جاتے - اِن گیارہ آدمیوں میں سوائے قیس کے تانسین اور کسیکو نہیں جانتا تھا تانسین نے اُن سے متعجب ہو کر دریافت کیا کہ قیس تم نے دہلی کیوں چھوڑی اور تم اِن خوفناک گھاٹیوں میں اسوقت کہاں ٹہل رہے ہو -

قیس - ہمنے بھی تمھارے ساتھ ہی دِلّی چھوڑی تھی تمھاری تلاش میں ہم اِن خوفناک گھاٹیوں میں آئے ہیں - یہ سنکر تانسین یہ سمجھا کہ شاید میرے گانے کی محبت اِنہیں یہاں لائی ہوگی تانسین نے محبت بھری آواز سے کہا آپئے اندر تشریف لائیے مُلا سلامت بھی تشریف رکھتے ہیں - جوں ہی قیس (کوتوال شہر) تانسین کے ساتھ اندر گیا مُلا سلامت شانی تسکیر ے ہوئے گردن شانوں سے بھڑائے ہوئے آنکھیں بند کیئے ہوئے بیٹھے ہیں قیس نے جاکر کہا السلام علیکم یا مولانا سلامت - اب بھی مولانا سلامت خبر نہوئے جب اُس نے اُن کے بازہ جھجوڑے تو وہ گھگیاتے ہوئے اُٹھ بیٹھے اور ہاتھ باندھکر قیس کے پیروں پر گر پڑے کہ میری عزت اور جان تمھارے ہاتھ میں ہے -

یہ سماں دیکھکر تانسین چکرایا اور قیس سے اصلی سبب دریافت کیا - جو کچھ کیفیت تھی قیس نے دہرادی یہ سنکر تانسین کو بُرا معلوم ہوا اُس نے حسرت بھری آواز میں مُلا سلامت سے یہ کہا کہ آپ کسی کا کچھ چُرا کر نہیں بھاگے - آپ نے کسیکو قتل نہیں کیا - کسیکو دھوکا نہیں دیا - میں کوئی غیر نہیں تھا آپ کا مرید تھا جیسے اب ہوں آپ کو ہرگز یہ لازم نہ تھا کہ آپ اپنا معزز عہدہ چھوڑ کر گورنر کی بیخبری میں فرار ہو جاتے بے شک یہ بڑی قابل شرم بات ہے -

پھر تانسین نے سفارشاً قیس سے کہا کہ میں تمھارے ساتھ دہلی چلتا ہوں مگر آپ کی بڑی عنایت ہوگی اگر آپ ملا سلامت کو یہیں چھوڑ دو گے قیس نے جواب دیا تم آزاد ہو ہماری گورنمنٹ کے ملازم نہیں ہو - یہ حضرت مولانا صاحب ملازم گورنمنٹ ہیں اگر ہم انہیں لیکر دہلی نہ پہونچینگے تو ہم علاوہ روزگار سے برطرف ہونیکے خبر نہیں کن کن سختیوں اور جیل خانہ کی حوالات میں پھنسینگے -

قصہ مختصر یہ کہ ملا سلامت اور تانسین نے ہرچند سفارش کی لیکن قیس نے ذرا بھی توجہ نکی اور وہ اپنی اُسی ضد پر قایم رہا - اور تانسین کو ملا سلامت کے ساتھ قیس دہلی لیکر پہونچا -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ملا سلامت کو یقین ہو چکا تھا کہ اب جان بچنی مشکل ہے دیکھئے کیا صورت پیش آتی ہے۔ پورے ساڑھے چار مہینے کی پریشانی کے بعد پھر ملا سلامت معہ تانسین دہلی میں داخل کیئے گیے۔ گورنر دہلی کو دربار میں فوراً پیش ہوئے چند سوالات کے بعد تانسین کی سفارش پر ملا سلامت چھوڑ دیئے گیئے۔ مگر نہ اُن کا وہ عہدہ رہا اور نہ ملا سلامت کو پھر دہلی میں رہنے کی اجازت ملی۔ اِس عرصہ میں ملا سلامت کو دست آنے لگے اور وہ پانچ چار ہی دن میں راہیِ مُلک بقا ہوئے۔ کچھ دن تک تانسین دہلی میں رہا یہاں پیر فنکی طرح پجتا تھا۔ گو تانسین کی آؤ بھگت سب سے زیادہ دہلی میں ہوئی تھی لیکن اُس کا دل نہیں لگا اور یہ چند روز رہکر سیدھا آگرہ پونہچا۔ اِسکے گانے وغیرہ کی شہرت نہ صرف دہلی بلکہ آگرہ میں بھی ہونے لگی تھی اِسلیئے جو کیفیت کہ دہلی میں حاصل تھی وہ ہی یہاں ہوگئی۔ اِس زمانہ میں اکبر بذات خود کسی مہم پر گیا ہوا تھا اِسلیئے آگرہ میں سوائے گورنر کے اور کوئی امیر نہیں تھا۔

اِس عرصہ میں تانسین کی شہرت بخوبی ہوگئی نہ صرف شہرت بلکہ موسیقی کے اصول بھی منجگئے اور اب تانسین استقابل ہوگیا کہ اکبر کو خوش کر سکے۔ چھ مہینے کامل تانسین یہاں ٹھیرا پھر سیدھا بہار اور بنگالہ کی طرف راہی ہوا۔ تانسین زیادہ تر یہ خوف کرتا تھا کہ ایسا نہو میرا ہم پیشہ کوئی مجھے زہر نہ دیدے اور یہ بات اِس زمانہ میں کوئی بڑی نہ تھی۔ جب تک کوئی رئیس اعظم یا خود شاہ سرپرست نہ بنجائے جان کا خوف نہیں جا سکتا تھا۔

یہاں داؤد خان حکومت کرتا تھا۔ یہ شخص اول نمبر کا عیش طلب اور راحت مزاج تھا اِس کا زمانہ اکثر لہو و لعب اور کھیل کود میں صرف ہوتا تھا۔ شب و روز ناچ گانا اور میخواری کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ بالکل مصداق ذیل اشعار پر عمل تھا **قطعہ** فرصت اگرت دست دہد مغتنم انگار + ساقی و مغنی و شرابے و سرودے + زنہار ازاں قوم نباشی کہ فریبند + حق را بسجودے و نبی را بدرودے +

جب تانسین وہاں پہونچا ہے اور اُس نے دربار رسی چاہی بہت آسانی سے وہاں تک پہونچگیا اور نوازشات خسروانہ اُمید سے زیادہ اُسپر کی گئیں تانسین کو یہ غنیمت ہوگیا کہ شاہ وقت میرا حامی بنگیا اب یہاں اور بھی موسیقی کے اصول منجھنے لگے اور رفتہ رفتہ یہانتک نوبت پہونچی کہ یکتائے زمانہ ہوگیا۔ داؤد خان نے ایکدن سر دربار یہ کہدیا تھا کہ اگر میری سلطنت بھی چھن جائے جب بھی میں اپنے کو شاہان جہاں سے برتر سمجھونگا اگر تانسین میرے پہلو میں بیٹھا ہوا اور میں طبلہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بجاتا ہوں وہ گاتا ہو۔ یہ باتیں سلطنت کے لیئے زہر ہوتی ہیں۔

تانسین میں وہ قدرت ہوگئی تہی کہ آناً فاناً میں چاہے جسکو بیہوش کردیا اور چاہے جسکو سکتہ میں کردیا اُسکی آواز غضب کی پُر درد اور سُریلی تہی۔ جب یہ گاتا تھا از خود معلوم ہوتا تھا کہ بیجان چیزیں بہی وجد کر رہی ہیں۔ قدرتی آواز بلند اور اثر پیدا کرنے والی تہی۔ بڑے بڑے بنگالی گویئے جو اپنے کو دنیا میں افضل سمجھتے تھے کان پکڑکر **تانسین** کے آگے جھک گیئے۔ اور ایکدن اُنھوں نے خود بادشاہ **داؤد خان** کے آگے کہدیا کہ پہلے ہم اپنے کو بہت کچھ سمجھتے تھے۔ لیکن اب معلوم ہوا کہ ہم بالکل جاہل ہیں اور ابھی ہمیں حاصل کرنیکے لیئے اور بہت کچھ باقی ہے۔ چلتے پانی کو ٹھیرا دینا اور اڑتے پرند کو روک لینا یہ **تانسین** کا ادنے کرشمہ تھا۔ **تانسین** چونکہ علم موسیقی پر پورا حاوی تھا اِسلیئے اُسے دوسری طرف توجہ بھی نہ تہی بشب و روز اسی میں غرق رہتا تھا اور ہر لمحہ اُسکو یہی شغل تھا تاکہ وہ اپنے علم کو جانچ کرے اور سمجھے کہ کیا قصور رہگیا ہے اور آیندہ اسمیں کیا ترقی ہوسکتی ہے۔

اِس کمال پر بھی **تانسین** اپنے کو مکمل نہ جانتا تھا اور اُسے ہر وقت یہی ٹک دو رہتی تہی کہ میرا علم اور بڑھے اور کوئی ایسا کامل و ماہر ملجائے کہ جس سے میں کامل بنجاؤں۔ ایک دن اسی خیال میں جا رہا تھا۔ ہوادار میں سوار تھا اِدھر اُدھر آٹھ دس سپاہی دوڑ رہے تھے کہ سامنے ایک فقیر رُوں رُوں کرتا ہوا دکھائی دیا۔ اُسکی رُوں رُوں نے **تانسین** پر یہ اثر کیا کہ ہودار سے اُتر پڑا اپنے ساتھیوں اور ہوادار کو رخصت کردیا اور آپ فقیر کے پاس جاکر ہو بیٹھا۔ فقیر اپنے خیال میں مست تھا اُسے یہ بھی نہیں معلوم ہوا کہ کون آیا ہے اور کون بیٹھا ہوا ہے۔

گھنٹہ بھر کامل محویت رہی جب محویت جاتی رہی تو اُس نے **تانسین** کی طرف مُنہ اُٹھا کر دیکھا اور مُسکراکر کہا آپ آج یہاں کیسے تشریف لائے شاہوں کے جلیسوں کو فقیر سے مقصد۔

تانسین علاوہ طباع و ذہین ہونیکے خلیق بھی تھا۔ اور اُسے فطرتی طور پر انکساری میں بہت غلو تھا۔ گھگیا کر **تانسین** عرض کرنے لگا حضور صلی پادشاہ تو آپ ہیں کہ آپ کو کسی کی احتیاج نہیں ہے میں تو نیازمند ہوں جس نے مجھپر کرم کیا خواہ پادشاہ ہو یا فقیر میں تو اُسی کا خادم بنجاتا ہوں **شعر**

بندہ ام بندہ مہرباں را + رمز فہمان و نکتہ داں را + فقیر کو **تانسین** کی یہ شیریں زبانی پسند آئی وہ بہت مہربانی سے پیش آیا اور اُس نے چند انگور نکال کر دیئے اور کھانے کی صلاح کی۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تانسین نے وہ انگور لیکر رکھ لیئے اور کھانے میں تامل کیا۔ فقیر کو **تانسین** کا یہ تامل بُرا معلوم ہوا۔ اور اُس نے جلکر کہا کہ پیارے **تانسین** اس میں زہر نہیں ہے۔ کچھہ مینے جادو نہیں کیا ہے جو تمھیں کھانے میں تامل ہوا۔

ناچار **تانسین** نے وہ انگور منہ میں ڈالے اور کہا کہ مینے اِس خیال سے تامل کیا کہ بجائے اِسکے میں آپکی خدمت میں کچھہ نذرانہ دوں اُلٹا آپ ہی کا کھالوں۔

فقیر۔ خوش ہوکر نہیں نہیں۔ اِسکا ہرگز تم خیال نہ کرو کچھہ پروا نہیں خوب کھاؤ اور خوب پیو۔ پھر اُس فقیر نے جسکا نام **کچکول** تھا انگوری شراب کا ایک جام **تانسین** کو بھر دیا۔ فقیر کی خاطر کچھہ ایسی منظور تھی کہ **تانسین** نے وہ گلاس بھی چڑھائی جب کچھہ نشہ ہونے لگا تو اب مطلب کی گفتگو آئی۔

کچکول۔ تم نے موسیقی کا علم کس اُستاد سے سیکھا۔ یہ سوال فقیر نے ذرا آمادگی سے کیا۔

تانسین۔ یہ ہمارا آبائی علم ہے ہم کسی غیر کے شاگرد نہیں ہوئے۔ مینے جو کچھہ تھوڑا بہت پڑھا ہے اپنے باپ سے پڑھا ہے اور میرے باپ نے اپنے باپ سے اسیطرح تعلیم ہوتی چلی آئی ہے کسی غیر کے آگے زانوئے شاگردی طے کرکے نہیں بیٹھے۔

کچکول۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ آپ کا خاندان کسی غیر کا شاگرد نہیں ہے مگر یہ تم خوب سمجھہ لینا کہ جبتک مختلف لوگوں سے کچھہ حاصل نہیں کیا جاتا یہ محض ناممکن ہے کہ آدمی کامل بنے۔

شعر۔ تا بدکان و خانہ در گروی + ہرگز اے خام آدمی نشوی۔ اگر تم مکمل ہونا چاہتے ہو تو اپنے اِس پُرانے طریقے اور خاندانی رسم کو بالائے طاق رکھو اور جہاں سے جو کچھہ حاصل ہو سیکھو یہہ بڑی حماقت ہے کہ ایک ہی کوئیں سے خواہ وہ کھاری ہو پانی پیتا رہے اور مختلف شیریں چشموں کی طرف رُخ نہ کرے۔

تانسین۔ اِسی خیال سے میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اگر کچھہ آپ سے فیض حاصل ہوجاوے تو اس سے بہتر میری خوش قسمتی اور کیا ہوسکتی ہے۔ یہ سُنتے ہی فقیر چونکا اور اپنی نیلی آنکھوں کو نیچے کی طرف گردش دیکر یہ کہنے لگا کہ مینے تو موسیقی کا کبھی نام ہی نہیں سُنا بابا میں ان باتوں کو کیا جانوں۔ میرا کام اِس دنیا میں سوائے تھوڑا سا کھانا کھا لینے اور شراب پی لینے کے اور کچھہ نہیں ہے۔ نہ مینے کوئی چیز کبھی حاصل کی نہ حاصل کرنے کی آرزو ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation

تانسین ایک ہوشیار اور کائیاں شخص تھا وہ سمجھ گیا کہ فقیر کی اس منفی گفتگو میں بھی اثبات کی تہ دی ہوئی ہے - یہ جان کر اپنے علم کو چھپاتا ہے اسوقت معاً اُس نے کچھ اصرار نہ کیا بلکہ ایک آدھ قدح شراب کا اور بھی چڑھانے دیا - جب فقیر نشہ میں مست ہوگیا اور اس نے اپنی بیخودی اور مستی کی حالت میں مفصلہ ذیل اشعار گائے -

عاشق آن نیست کہ بوی وصل نقد جاں را بدستاں بخشد عاشق آنست کو تبرک مراد
ہر چہ ہست آست رائیگاں بخشد دو جہاں راو شاخ گل داند دستہ بند دبہ دشمناں بخشد

اس گانے نے تانسین کو پورے طور سے آگاہ کر دیا کہ بجکول اعلےٰ درجہ کا موسیقی داں ہے اور اس سے ضرور کچھ نہ کچھ حاصل کرنا چاہیئے - تانسین یہ سوچ ہی رہا تھا کہ یکایک فقیر نے ایک قدح شراب دیکر کہا پیارے کچھ اپنا گانا نہیں سُناتے - تانسین نے ذرا بھی عذر نہ کیا اور فوراً گانے لگا - بجکول نے گانا سنکر سر ہلایا اور کہا کہ ابھی تم میں بہت کچھ خامی ہے - فلاں فلاں رُکن موسیقی تمہارا ٹھیک نہیں ہے - فلاں شعر جو تمنے پڑھا اس میں موسیقی کا فلاں اصول ادا نہیں ہوا جلال الدین شروانی نے اسکی کیفیت اپنی کتاب تاریخ الدول میں پورے طور سے لکھی ہے جسکا اختصار درج کرتے ہیں -

بجکول سے تانسین نے غرض اُن کو صول کو سیکھا جو اُسے نہ آتے تھے اور اپنی اُس خامی میں پختہ ہوا کہ جسکی اُسے خبر نہ تھی - ایک برس کامل فقیر کی خدمت میں اپنا اکثر وقت صرف کیا اور جو کچھ فقیر کو آتا تھا سب حاصل کر لیا -

اِدھر بنگال میں فتور پڑا اور اکبر نے چڑھائی کی - داؤد خان اِدھر اُدھر بھاگا بھاگا پھرا - کئی مقام پر تو داؤد خان کے ساتھ ساتھ تانسین بھی مارا مارا پھرا - لیکن جب اُس نے سوائے گردش اور مختلف تکالیف کے کچھ نہ دیکھا تو مجبور پھر آگرہ کی طرف رُخ کیا - یہاں اکبری دربار بڑی شان و شوکت پر تھا - آگرہ میں آتے ہی چند روز میں اکبر کے دربار میں باریابی ہوئی - چونکہ یہ اپنے فن میں کامل ہوگیا تھا اکبر کو اسکی صحبت اچھی معلوم ہوئی زینخان - اکبر کا کوکا اور تانسین کی خوب نبڑتی تھی - جیسا کہ مختصر طور پر زینخان کے حالات میں لکھا گیا -

تانسین کے حالات پورے طور پر مسٹر اسٹوارٹ بیلی نے تحریر کیئے ہیں اور وہ ہی بیان ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جو ہم نے درج کیئے ہیں - مگر جو باتیں کہ قابل نوٹ ہیں وہ ہم مسٹر اسٹوارٹ کی کتاب سے درج کرتے ہیں تاکہ ناظرین کو اور بھی دلچسپی حاصل کرنے کا موقع ملے -

جو کچھ ہم اوپر لکھ آئے ہیں یہ جلال الدین شروانی کی کتاب سے نقل کیا ہے اور جو کچھ اب لکھتے ہیں یہ ایک محقق فرانسیسی مسٹر اسٹوارٹ بیلی کی کتاب سے لکھا جاتا ہے - وھو ہذا -

تانسین کا درجہ اُن لوگوں میں کیا جاسکتا ہے کہ جو موسیقی میں نامی گزر گئے یا اُسکے زمانہ میں رُوم و اطالیہ میں تھے - اِسکا ہمعصر جو روم میں رہتا تھا اُسکا نام **انگیلا** تھا - ہندوستان میں **تانسین** اور روم میں **انگیلا** اپنی شہرت اور ناموری کا ڈنکا بجا رہے تھے - **تانسین** سے بہتر اسوقت ہندوستان میں کوئی نہ تھا کیونکہ یہ معمولی گویوں کی طرح سے صرف اپنی آں آں اور بلند آوازہی پر نازنہ کرتا تھا بلکہ اُسے اپنے عالم ہونے پر فخر تھا اُسکو دعوے تھا کہ چاہے مجلس کو مارے ہنسی کے لٹا دوں اور چاہے رولا رولا کر مار ڈالوں - چاہے ہوشیار کردوں اور چاہے سُلادوں دو باجے اُسکے پاس تھے جنکو یہ کہا کرتا تھا کہ مینے خود بنائے ہیں - یہ کہا نہیں جاسکتا کہ یہ بات کہانتک درست ہے لیکن ہاں اسقدر کہہ سکتے ہیں کہ ایسے سُلانے جگانے ہنسانے رلانے کے چار باجے حکیم فارابی معلم ثانی نے ایجاد کیئے تھے - اب یہ رائے نہیں قایم ہوسکتی کہ آیا یہ **تانسینی** باجے اُن ہی کی نقل ہے یا اُس نے خود ایجاد کیئے تھے -

بہر حال اسقدر ہم آزادانہ اپنی رائے قایم کرسکتے ہیں کہ یہ بہت بڑا موسیقی دان تھا اور اپنے وقت کا داؤد خوش الحان اگر اسکو کہیں تو بیجا نہیں ہے - زمانہ کبھی اسکی نیکنامی اور شہرت کی نقوش اپنی پیشانی سے نہیں مٹا سکتا **شعر** وہ قایم ہے جبتک کہ دُنیا ہے قایم + وہ دایم ہے جبتک کہ دنیا ہے دایم + بڑے اعجاز کی بات **تانسین** میں یہ تھی جس سے وہ تمام جہان میں نیکنام تھا - اور **اکبری دربار** میں محبت اور اُلفت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا - اور جس سے سوائے چند متعصب ہم پیشہ لوگوں کے اور کوئی اُسکا دشمن نہ تھا کہ وہ دریا دلی اور کشادہ طبیعت سے جو کوئی موسیقی کے اصول سیکھنا چاہتا تھا بہت غور سے سکھا دیتا اور ضبط کرا دیتا تھا - یہانتک مسٹر اسٹوارٹ بیلی کی کتاب کا ترجمہ کیا گیا اب آگے **لین پول** کی کتاب ایشیاٹک ری سرچیز میں سے منتخب کیا جاتا ہے جو قابل دید ہے - جب **تانسین** - **اکبر** کے دربار میں آیا ہے تو اکبر نے پہلا سوال

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہہ کیا کہ موسیقی کا نتیجہ کیا ہے اور اُس میں وقت صرف کرنے سے کیا فایدہ ہے - تم نے اِتنی عمر صرف کرکے کیا حاصل کیا - تانسین نے دست بستہ عرض کیا حضور پہلے دو سوالوں کا جواب دینے میں مجھے تامل کرنا پڑیگا - مگر آخری سوال کا جواب کہ تونے اِتنی عمر صرف کرکے کیا حاصل کیا یہہ ہے کہ مینے اِتنی عمر صرف کرکے حضور کی درگاہ معلے میں حاضر ہوکر شرف ملازمت بندگان عالی حاصل کی -

یہہ جواب اکبر کو بہت اچھا معلوم ہوا - پہلے تانسین کی معمولی تنخواہ مقرر ہوئی لیکن رفتہ رفتہ تانسین صرف اپنی قابلیت سے اکبر کی ناک کا بال ہوگیا - جنگ میں بھی اکبر کے ہمرکاب رہتا تھا اور وقت بیوقت اپنے گانے سے اکبر اور کُل دربار کا دل خوش رکھتا تھا -

ایک کتاب جس میں تانسین نے اپنے تجربے اور گانے وغیرہ کی ترکیبیں لکھی ہیں ابتک مشہور انام ہے صرف وہی کتاب ہو جس سے صدہا کتابیں بنگئیں اور لوگوں نے موسیقی میں بہت بہت کچھہ ترقی کی - اکبر کے دربار میں ایک تانسین ہی نہیں تھا بلکہ بیسیوں اور بھی گویے تھے سب سے زیادہ زینخان ہی تھا - جسکو موسیقی میں پورا کمال حاصل تھا - مگر وہ بھی تانسین کے آگے کان پکڑتا تھا - قصہ مختصر یہہ کہ تانسین اپنے وقت کا سینا تھا - بلکہ سینا سے بھی بڑھا ہوا تھا کیونکہ سینا کی آواز اچھی نہ تھی اور یہ خوش آواز بہت تھا -

ایک مورخ نے اِسکو پیغمبر گویان لکھا ہے - یہ بات کسی قدر صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ تمام ہندوستان میں یہہ قاعدہ ہے کہ قوال یا گویا جب علم موسیقی کی الف بے تے شروع کرتا ہے تو تانسین کی نیاز دیجاتی ہے - بغیر تانسین کی نیاز کے کیا ممکن ہے کہ کوئی قوال یا گویا موسیقی سے کچھہ حاصل کرسکے - تانسین اکثر دریا یا نہر کے کنارہ پر بیٹھکر اپنے گانے کی مشق کیا کرتا تھا - کہتے ہیں کہ جسوقت وہ بیٹھکر گاتا تھا تو مچھلیاں کثرت سے کنارہ پر جمع ہوجاتی تھیں - اِسکی تصدیق اور تکذیب کے لیئے ہمارے پاس کوئی شہادت نہیں ہے - لیکن ہاں ہم اسقدر کہہ سکتے ہیں کہ تانسین کی آواز پر جب لسبان رقص کرنے لگتا تھا تو جانوروں کا محو ہوجانا شاید چنداں کچھہ تعجب کی بات نہو - خیر ہمیں اس سے کچھہ بحث نہیں جس کسیکو علم موسیقی اور سائنس سے کچھہ مذاق ہے وہ سمجھہ سکتا ہے کہ جوگی کی پونگی کی ناموزوں اور بھدی آواز پر کالا ناگ کسطرح رقص کرنے لگتا ہے - اور کیسا محو ہوجاتا ہے کہ بار بار پونگی پر اپنا پھن دے دے مارتا ہے - پھر اگر تانسین کے گانے پر مچھلیاں جمع ہوجاتی ہوں تو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کچھہ تعجب کی بات نہیں -
احمد شاہ گجراتی نے بڑی دلچسپ کیفیت وہاں کے گویوں کی لکھی ہے - وہ لکھتا ہے کہ جتنے گویے کہ گجرات کے شہروں میں بستے ہیں - اُن سب کا یہہ عقیدہ ہے کہ جب تک ہم **تانسین** کی توجہ اپنے اوپر مائل نہ کرینگے اور اُن کو بھوگ نہ دینگے کبھی ہماری زبان نہیں کھلیگی آواز میں کچھہ فرق ہوا اور اِس نے **تانسین** کی نیاز دلوائی چلا کھینچا کہ کسی طرح میری آواز کھلجائے بعض ہندو گویوں کے ہاں اُسکی تصویر بھی موجود ہے اور وہ اُسکی پرستش کرتے ہیں اور کثرت سے شیرینی وغیرہ چڑھاتے ہیں - سجدے کرتے ہیں اور جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو اُسکی تصویر کے پیروں پر ڈالدیتے ہیں -

تانسین نے یہہ کمال اپنی انکساری کی وجہ سے حاصل کیا تھا - جہاں اُس نے سُنا کہ کوئی موسیقی کا ماہر آیا ہے وہ سیدھا اُسکے مکان پر گیا کچھہ اپنے علم کی بانگی دکھائی اور کچھہ اُسکی بانگی دیکھی کچھہ سکھایا کچھہ اُس سے خود حاصل کیا - نہ کبھی بخل کیا اور نہ کبھی کسی سے کچھہ سیکھنے میں شرم کی - اِسی قسم کی نیک عادتیں انسان کے لیئے نیک پھل پیدا کرتی ہیں -

تانسین کو علاوہ مذاق موسیقی کے اور علوم میں بھی کسیقدر دخل تھا - زبانیں کئی بول لیتا تھا اور ہر زبان کے اکثر اشعار اُسے بر زبان تھے - **اکبر** کا جس زبان میں دل چاہتا تھا **تانسین** سے گانا سُنتا تھا -

ایک دن کا ذکر ہے کہ دربار ہو رہا تھا یعنے اِس دربار سے دربار عام مراد نہیں ہے بلکہ دربار خاص مقصد ہے اور یہہ دربار بھی گویا گانے بجانے کا تھا - **اکبر** کے اشارہ سے **زین خان** نے کہا کہ **تانسین** جب جانیں کہ آج تم ہمسے اپنے گانے پر واہ واہ کرا دو -
تانسین نے دست بستہ عرض کی کہ یہہ کونسی بات ہے **زین خان** اگر تم اپنا منہ بھی باندھہ لو جب بھی بند منہ سے ہی واہ واہ کی صدا نہ نکلے تو آج سے میں گانا چھوڑ دوں گا جتنے لوگ اِس مجلس میں شریک تھے اُنھوں نے اپنے دل کو خوب مضبوط کر لیا - کہ **تانسین** کے گانے پر کبھی واہ واہ نہ کرینگے -
مگر یہ ساری باتیں نقش بر آب ہو گئیں اور وہ اُستوار عہد کچھہ نہ رہے - جب **تانسین** کی موسیقی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خیر آواز نے بلند پروازی کی یکایک پہلے **زنیخان** ہی کے مُنہ سے نکلا واہ اُستاد کیا کہنے۔ یہ باتیں **تانسین** کے کمال کے ادنے کرشمے تھے وہ اِس سے بھی زیادہ اپنے گانے سے مشاہدے کراسکتا تھا"

جلال الدین شروانی نے ایک واقعہ نقل کیا ہے جو جسقدر حیرت انگیز ہے اُسیقدر دلچسپ بھی ہے اِسلیئے ہم درج ذیل کرتے ہیں۔

مجلس عیش ونشاط گرم تھی **تانسین** و **زنیخان** وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے **ملا عبدالقادر** اور راجہ **بیربل** بھی حاضر خدمت تھے۔ اِدھر اُدھر کے فنون پر بحث ہو رہی تہی کبھی کبھی **اکبر** بھی کچھ کہنے لگتا تھا۔ اور اُسپر رائے زنی کرتا۔ اِسی اثناء میں **بیربل** نے یہ کہا کہ دیپک کی بڑی تعریف سُنی ہے لیکن ہم نے کبھی کسیکو آگ لگاتے نہیں دیکھا دو باتیں ہیں کیا تو یہ اصول ہی غلط ہے یا اُس کا جاننے والا کوئی نہیں۔

یہ سُنکر سب **تانسین** کیطرف دیکھنے لگے لیکن **اکبر** کی نیچی نگاہیں تھیں۔ **تانسین** یہ رستہ دیکھہ رہا تھا کہ اگر **اکبر** آنکھ اوٹھا کر دیکھے تو میں کچھہ عرض کروں **اکبر** نے دو تین منٹ تک خیال کرکے کہا کہ اصول تو غلط نہیں معلوم ہوتا۔ یہ دوسری بات ہے کہ کوئی جاننے والا نہو۔ اصول کبھی غلط نہیں ہوسکتا۔

اِسکے بعد **اکبر** کی نیچی نظریں اونچی ہوئیں اور **تانسین** سے لڑنے لگیں **تانسین** دست بستہ آگے بڑھا اور اُس نے یہ التماس کیا کہ جو کچھہ حضور نے ارشاد کیا ہے عین صواب ہے اُسمیں سر مُو تفاوت نہیں ہے۔ یہ اصول دیپک غلط نہیں ہے نہ اُسکو کوئی غلط کہہ سکتا ہے ہاں اُسکا جاننے والا اِسکی بابت میں کچھہ کہہ نہیں سکتا۔

اکبر۔ پرشوق لہجہ میں اِس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں یہ گانا آتا ہے۔

تانسین۔ حضور کی توجہ وفضل وکرم سے۔ یہ سُنتے ہی سب کی نظریں **تانسین** پر پڑنے لگیں اور **بیربل** متعجب ہوکر تکنے لگا۔ **تانسین** بہی اُن کو متعجب نظروں سے دیکھہ رہا تہا۔ جو اُسکی طرف پڑ رہی تھیں۔

قصہ مختصر یہ کہ ایکدن **تانسین** کے دیپک گانے کے لیئے مقرر ہوا۔ اور یہ کیفیت دریائے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دریائے جمن کے کنارہ پر ٹھیری - اسوقت بہی خاص خاص آدمی موجود تھے - پھر بھی کوئی دو ہزار آدمیوں کا مجمع ہو گیا تھا -

تانسین نے ناف تک پانی میں کھڑا ہو کر گانا شروع کیا - چند لمحہ کے بعد پانی میں شعلے نکلنے لگے جب وہ شعلے بلند ہوئے اور پانی تیل کی طرح پکنے لگا تو اکبر نے براہ دور اندیشی تانسین کو روک دیا کہ کہیں سارا دریا نہ بھڑک اٹھے - یہ شعلہ زبانی اگر اکبر نہ روکتا تو خبر نہیں کیا کیا رنگ لاتی اور کہاں کہاں آگ لگاتی -

اسی قسم کی بہت سی باتیں تانسین کے بیان میں لکھی گئی ہیں - ہم نے جو کچھ لکھا ہے یہیں وہ ہی کافی معلوم ہوتا ہے اسلیئے زیادہ طول طویل مضمون کے درج کرنے کی ضرورت نہیں ہے صرف آخر میں اسقدر لکھنا کافی ہے کہ یہ خلیق مخیر اول درجہ کا تھا - چار بیٹے مختلف بیویوں سے اسکے ہوئے لیکن سوائے ایک بیٹے کے جسکا نام حشمت تھا اور تینوں بیٹے پڑھ لکھکر مولوی بنگیئے -

تانسین کا انتقال ۱۵۹۵ء میں ہوا - تانسین اگرہ ہی میں مدفون تھا لیکن ۱۸۵۷ء کے غدر میں اسکی قبر کسی نے اکھیڑ کر پھینکدی بعض کہتے ہیں کہ تانسین کا کشمیر میں انتقال ہوا تھا بعض لاہور میں بتاتے ہیں - خیر کہیں انتقال ہوا ہو یہ بات قابل نوٹ ہے کہ اسکی شہرت قیامت تک رہے گی +

اکبر کا نوان رتن

حکیم ابوالفتح گیلانی

حکیم - ابوالفتح کا اصلی نام مسیح الدین اور اسکے باپ کا نام مولانا عبدالرزاق تھا یہ در اصل گیلان کے رہنے والے تھے ابوالفتح کا سگا بھائی حکیم ہمام اور سوتیلا بھائی عبدالقادر پرائیوٹ سکریٹری اکبر تھا - مولانا ابوالفتح فاضل اجل اور عالم متبحر تھا اُسکی تعلیم اور لیاقت کا شہرہ اکبری عصر میں تمام ہندوستان میں ہو رہا تھا - حکیم ابوالفتح کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حالات نہایت وسیع اور طول طویل ہے مگر ہم نہایت اختصار سے کچھہ دلچسپ حالات درج کرتے ہیں۔
حالات شروع کرنے سے پہلے اسقدر لکھنا اور بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حکیم ہمام کا وہ عہدہ نہ تھا کہ جو ابوالفتح کو ملا تھا۔ بعض ناواقفوں نے حکیم ہمام کو بھی اکبر کے نورتنوں میں شریک کردیا ہے اسلیئے اطلاع ناظرین کے لیئے یہہ ضروری ہے کہ حکیم ہمام کو وہ اقتدار حاصل نہیں تھا کہ جس سے وہ نورتن میں ایک رتن شمار کیئے جانے کے قابل ہوتا۔

حکیم ابوالفتح نے چھوٹی عمر میں تمام نظری اور عملی علوم تحصیل کرلیئے تھے۔ اکبر کے ہاں کسی شخص نے کبھی ایک دفعہ میں عالیشان رتبہ حاصل نہ کیا۔ جتنے بڑے بڑے عہدہ دار تھے سب چھوٹے چھوٹے عہدوں سے بڑے عہدوں پر ممتاز ہوئے تھے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔
ہر سیول افیسر جیسے کمشنر ڈپٹی کمشنر یا گورنر و لیفٹیننٹ گورنر سب معمولی ادنے جنگی عہدوں سے ترقی پا پاکر بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز ہوگیئے تھے۔
حکیم ابوالفتح بھی پہلے جنگی دفتر میں صرف ساٹھہ روپیہ کا نوکر ہوا اپنی محنت اور مشقت سے یہانتک ترقی کی کہ یکایک دہلی کا نائب گورنر ہوگیا۔ ابوالفتح کی اِس اعجوبہ ترقی پر ایک دُھندمچ گیا سینکڑوں دشمن از خود پیدا ہوگیئے اور چاروں طرف سے پوشیدہ عرضیاں نیئے نیئے بہتان اور الزامات کی اکبر کے دربار میں گذرنے لگیں۔
اکبر ایک روشن دماغ اور عاقل بادشاہ تھا سمجھہ گیا کہ اِس عہدہ سے لوگ جلنے لگے ہیں اُس نے بناوٹی عرضیوں پر ذرا بھی توجہ نہ کی۔ ابوالفتح نے چند روز میں وہ نمایاں کارگزاریاں کیں کہ چند روز کے لیئے گجرات کی مہم پر بھیجدیا گیا۔ گجرات پر جانا ابوالفتح کے حق میں اکسیر ہوگیا۔ ایک سچے اور خیرخواہ خادم کی وہ دلپسند باتیں کہ جو ایک آقا کو خوش کرسکتے ہیں وہ ابوالفتح سے ظہور میں آئیں۔ جنگ میں بھی نمایاں شجاعت کے کام اور ان پولٹیکل معاملات کو سلجھایا کہ جو اُلجھکر پھر نہیں سلجھتے۔
گجرات کی فتح میں چونکہ ابوالفتح کا زیادہ حصہ تھا اسلیئے خطاب سہ ہزاری عطا ہوا۔ تنخواہ میں بھی معقول اضافہ ہوا۔ یُوں ہی رفتہ رفتہ ترقی کرکے ابوالفتح پنجہزاری کے عہدہ پر پوہنچا۔ اور پھر اکبر کا مصاحب خاص بنگیا۔
اکبر اپنے نورتنوں کو اُس عزت سے یاد کرتا تھا کہ جیسی اُنکی لیاقت ہوتی تھی۔ چنانچہ اُس نے جو منشور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

منشور تعزیت حکیم ہمام کے نام ابوالفتح کے انتقال پر لکھا ہے اُنہیں مفصلہ ذیل الفاظ استعمال کیئے ہیں۔ وہو ہذا ہواکب عالی در حوالی دمتورتا باحسن ابدال رسیدہ بود کہ بتاریخ روز مراد ہفتم شہر پوریاہ الٰہی سنہ سی وچہار موافق شب پنجشنبہ نوزدہم شہر شوال سنہ نہصد ونود وہفت بحسب سرنوشت ازلی حکیم نامی ومخلص گرامی قدوہ محرمان اسرار زندہ ہمنفسان حقیقت گزار دقیقہ شناس حقایق معانی حدیقہ پیرائے بہارستان نکتہ دانی نمک ریز مجلس انس ساقی بزمگاہ قدس مطالب دوام آگہی محور ضائے پادشاہی بیدار دل شبستان ضمائر ہشیار مغز انجمن سرائر۔ مستشار دولت ابد مقرون موتمن سلطنت روزافزوں متقرب الحضرت سلطانی حکیم ابوالفتح گیلانی ازیں سرائے فانی وتنگ نائے ظلمانی بمرض اسہال ارتحال نمود حسرت فراواں از فراق صوری خود در دل اقدس گذاشت ہرچند ہیکل عنصری وقالب خاکی او از نظر غائب شدہ اما شمائل روحانی ولطائف ذاتی بہ خجستہ ترین صورتے پیش دید خاطر حاضر ست"

اِس سے ہر شخص سمجھہ سکتا ہے کہ حکیم ابوالفتح کی کیا قدر و منزلت اکبر کے دربار میں تھی۔ اور وہ اُسے کیسا پیارا تھا۔ ابوالفتح کا حکیم خطاب حکمت کی رو سے ملا تھا نہ کہ طبیب ہونیکی وجہ سے حکیم کے معنی انگریزی میں ڈاکٹر کے ہیں۔ جو شخص تمام علوم پر قادر ہو اُسے حکیم کہتے ہیں۔

شیخ ابوعلی سینا صرف ایک عیب کی وجہ سے حکیم نہیں کہلاتا اور وہ عیب یہ تھا۔ کہ گانے میں اُسکی آواز اچھی نہیں تھی۔ گو یہ عیب فطری عیب تھا جو بظاہر علاج سے نہیں جا سکتا مگر پھر بھی لوگ اُسے حکیم نہیں کہتے۔ اِس سے ثابت ہوا کہ حکیم کا اطلاق صرف اُس ہی شخص پر ہو سکتا ہے کہ جو ماہر علوم فنون ہو۔ حکیم ابوالفتح کی علمی قابلیت اعلےٰ درجہ پر بڑھی ہوئی تھی۔ تمام علمی کتابیں اُسے ازبر تھیں۔ وہ بھی مذہبی مباحث میں شریک ہوتا تھا۔ مگر کٹا مسلمان تھا۔

ابوالفضل اور فیضی سے ابوالفتح کی دوستی تھی۔ مگر مذہبی پہلو دونو کا کبھی ٹھیک نہ بیٹھتا تھا۔ حکیم موصوف بہت بڑا مخیر اور مہمان نواز تھا۔ ہاسپی ٹیلیٹی یا مہمانداری کی ابوالفتح کی دھوم دھام مُلک ہند میں مچ رہی تھی۔ جتنے پردیسی مسافر آتے وہ زیادہ تر ابوالفتح ہی کے ہاں قیام کرتے تھے۔ عرفی شاعر بھی حکیم ابوالفتح کے ہاں آکر قیام پذیر ہوا تھا۔ مشہور ہے کہ جب عرفی آگرہ میں داخل ہوا ہے اُسکی بُری حالت تھی کیونکہ نہایت بے سروسامانی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی حالت میں شیراز سے ہندوستان کی طرف رُخ کیا تھا۔ اکبر کے دربار کی جاہ و جلال کی شوکت اور قدر کی آوازیں ایرانیوں کے کانوں میں گونج رہی تہیں اور وہ بہت شوق سے اپنا رخ سیدہا اکبر کی طرف کرتے تھے۔

جب عرفی آگرہ میں آیا ہے تو اُسے یہہ دِقت ہوئی کہ کونسا وسیلہ پیدا کروں کہ میری معیشت کی کوئی صورت نکلے اور مجھے دربار رسی حاصل ہووے۔ اِودھر اودُھر ملکر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ حکیم ابوالفتح یہاں بڑا مہماں نواز خلیق ہے وہاں جانے سے دلی اُمید بر آئے گی۔

عرفی۔ اُسی زدہ حالت میں ابوالفتح کے پاس آیا اور ایک قصیدہ مدحیہ پیش کیا جس کے چند اشعار حسب ذیل ہیں۔

صبحدم کز دریچہ ادراک نگرستم بساحت افلاک
شاہد طبع خویشتن دیدم رستہ از قید آب و آتش خاک

یہ چند تمہیدیہ اشعار لکھکر تعریف لکھی جو مبالغہ اور لغو سے پُر ہے۔ جسکے چند اشعار حسب ذیل ہیں۔

داورا عرفی از ثنائے تو رفت از حضیض بہک براوج سماک معنی از کلک او خیال بارد
کہ سوانح زگردش افلاک زدہ دراں بحر غوطہ کز آبش بوالفرح را نشد گلو نمناک
بدعا میرود کنوں کہ دہد خصم را زہر دوست را تریاک تا تواں گفت زہر ا اقراص
تا تواں گفت غنچہ را ضحاک رقص عیش تو باد گردش چرخ گور خصم تو باد خندۂ خاک

بڑی خاطرداری سے ابوالفتح نے عرفی کو اپنے ہاں اُتارا۔ جب کئی دن عرفی کو آئے ہوئے گذر گیئے تو ایک دن حکیم موصوف سے کہنے لگا۔ افسوس ہے کہ جسکی آرزو کے لیئے میں یہاں آیا تھا وہ پوری ہوتی معلوم نہیں ہوتی۔

حکیم ابوالفتح نے کہا کہ یہاں اکبر کے دربار میں سُخن کی قدر نہیں ہے۔ یہہ دوسری بات ہے کے اکبر اُن ہی علما اور فضلا کے اشعار پسند کرتا ہے کہ جو اُسکے وزرا ہیں۔ یہہ محض ناممکن ہے کہ میں تمہیں براہ راست اکبر کے دربار میں لیجاؤں۔ پہلے تم امرا سے ملکر کچھہ تعارف حاصل کرو۔ اور جہانگیر کے دربار کی حاضری سے مشرف ہو لو اُسکے بعد پھر ممکن ہوا تو اکبر کا سلام ہو جائیگا۔

ابوالفتح نے پہلے خانخاناں سے ملوایا پھر فیضی اور ابوالفضل سے تعارف حاصل کیا اور بعد از بڑی مدت کے بعد اُسے دو چار بار اکبر کے دربار میں حاضر ہونے کا موقع مل گیا تھا۔ یہہ ابوالفتح

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہی کا فیض تھا کہ جس سے مسافر اسطرح عزت پاتے تھے اور انہیں عہدے ملتے تھے۔ چند وقایع حکیم ابوالفتح کے بیان کیئے جاتے ہیں جن سے وہ ہمیشہ مشہور رہیگا اور اسکی شہرت دنیا کی بقا تک نہیں مٹے گی۔

جہانگیر کے محل میں ایران کی ایک شہزادی شیعہ مذہب بڑی عالمہ تھی۔ گو یہ جہانگیر کی بڑی چاہتی بیویوں میں سے تھی۔ اور بھی دربار میں بھی اُسکا اقتدار کم نہ تھا۔ ایکدن وہ جہانگیر سے کہنے لگی کہ حضور جہاں پناہی کے دربار میں ہر اہل مذہب کو بحث کرنے اور منطقی دلیلیں اپنے اثبات مذہب پر دینے کے لیئے حکم کیا گیا ہے اگر حضور اجازت دیں تو میں بھی اپنے مذہب کے ایک عالم کو بلوا کر سُنیوں سے بحث کراؤں۔

جہانگیر نے اپنی نور جہاں بیگم کی یہ تجویز دل سے منظور کر لی اور حکم دیدیا کہ تم چاہے جس فاضل کو بلاؤ جو بآزادی بحث کر سکے جہانگیر اگرچہ دہریہ ہوتا چلا تھا پھر بھی حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی عظمت اُسکے دل پر غالب تھی اور وہ آپکا ذکر بڑے تپاک سے کیا کرتا تھا۔

شہزادی نے حکم ہوتے ہی خواجہ علی حسین نامی کو جو ایران کے مشہور علما میں سے بحث کرنے کے لیئے ہندوستان بُلا لیا۔ جہانگیر کے دربار میں سوائے مذہب شیعہ اور کُل مذاہب کے مقتدی حاضر خدمت رہتے تھے۔ فطری طور پر کُل مذاہب خصوصاً سُنیوں کو دلی نفرت تھی وہ کبھی نہیں چاہتے تھے کہ ہمارے دربار میں تبرائی آئیں۔

جون ہی خواجہ علی حسین آگرہ میں پہونچا شاہی طرف سے اُسکے لیئے مہمان نوازی کے سامان بطرز احسن کیئے گئے۔ ابوالفضل اور فیضی کو تو چنداں خیال نہیں ہوا۔ لیکن علما کے مذہبی گروہ میں ایک ہل چل پڑ گئی۔ سید عبداللہ مخدوم الملک ابوالفتح گیلانی عبدالقادر ابوالفتح کا سوتیلا بھائی۔ اسی طرح سے اور مذہبی علما جمع ہوئے اور باہم مشورہ کیا۔

اس انجمن کا ابوالفتح کو میر مجلس بنایا گیا تھا۔ سب نے ابوالفتح سے کہا کہ کیا کرنا چاہیئے۔ جہانگیر آزاد ہے اور خواجہ علی حسین۔ جہانگیر کی آزادی کو خوب جانتا ہے وہ برملا تبرا کہے گا۔ اگر ہم میں سے کسی نے غصہ میں اُسکی گردن اُتار لی تو علاوہ قاتل کے مارے جانے کے ہمارا سُنی گروہ بدنام ہوگا اور ہمپر جہالت اور وحشت کا الزام عائد کیا جائیگا کیا عجب ہے اسی جرم میں جہانگیر دربار

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہہ بات بڑی عقل کی تہی ابوالفتح نے اِس رائے کو بغور سُنا ۔ تھوڑی دیر تامل کرکے یہ گویا ہوا۔ جو کچھہ آپ صاحبوں نے کہا ہے وہ صحیح ہے اور سوچنے کی بات ہی ۔ میرے خیال میں مباحثہ کرنا کوئی بات نہیں ہے ۔ مگر یہہ کیونکر ممکن ہوسکے گا کہ ہم اپنے بزرگوں کی نسبت تبرا سُنکر بھی خاموش ہو رہینگے مینے ایک بات سوچی ہے اگر آپ صاحبونکی سمجھہ میں آجاوے تو مناسب ہی ۔
ہم میں سے کسی شخص کو اُس سے مناظرہ کرنیکے لیئے آمادہ نہیں ہونا چاہیئے ۔ اِسلیئے کہ ہمارا علم اور ہمارا اقتدار یہہ گواہی نہیں دیتا کہ ہم اُس سے بھڑیں ۔ ملا دو پیازہ کو ابھی طلب کیا جائے اور اُسکو یہ سمجھایا جائے کہ وہ خود بحث کرنیکی درخواست کرے ۔ ہم سب اُسکی درخواست کو منظور کرا دینگے بعد ازاں وہ یہہ سوال کرے ۔ پھر جو کچھہ نتیجہ ہو گا دیکھہ لیا جائیگا ۔
ابوالحسن المخاطب ملا دو پیازہ کو بلاکر یہ ساری باتیں سمجھا دی گئیں ۔ وہ خود بھی اِن باتوں میں بڑا مشتاق اور جلتا ہوا تھا ۔ یہ سُنکر بہت خوش ہوا اور مجلس کی برخاستگی کے وقت یہ کہنے لگا قطعی ہم ہی فتحیاب ہونگے ۔
دوسرے دن علما کا ایک عظیم الشان جلسہ کیا گیا ۔ تقریباً کُل رئیس و امیر جو اُسوقت موجود تھے حاضر دربار تھے ۔ ملا دو پیازہ کی عرضی پہلے ہی گزر چکی تہی ۔ جب علما کا جلسہ جم گیا تو جہانگیر نے کہا کہ ملا دو پیازہ کہاں ہے آکر پہلے بحث کرے کیونکہ ہمنے ابوالفتح گیلانی کی رائے سے یہ امر تسلیم کرلیا ہے کہ پہلے ابوالحسن کو بحث کے لیئے چھوڑا جائے ۔
یہہ سُنتے ہی ابوالفتح نے ابوالحسن کی طرف اشارہ کیا وہ فوراً اُٹھہ کھڑا ہوا ۔ خواجہ علی احرار نے ابوالحسن کی صورت دیکھتے ہی یہہ سوال کیا درحق علی ابن ابی طالب چہ میگوئی اُسکو پہلے ہی ابوالفتح نے سکھا پڑھا دیا ۔ دوسرے یہ کیا کم ذات شریف تھے با آواز بلند کہنے لگے اشعار

علی امام علی امین و علی ایمان   علی امین و علی سرور و علی سردار   علی علیم و علی عالم و علی اعلم
علی حکیم و علی حاکم و علی گفتار   علی نصیر و علی ناصر و علی منصور   علی مظفر و غالب علی سرو سردار
علی عزیز و علی عزت و علی افضل   علی لطیف و علی انور علی انوار   علی ست فتح فتوح و علی ست راحت روح
بہست فاضل و فضل علی سرو سردار   علی سلیم و علی سالم و علی مُسلم   علی قسیم و قصور و علی ست قاسم نار
بڑی مدد و علی صافی علی صوفی   علی وفی و علی صفدر و علی سردار   علی نعیم و علی ناعم و علی منعم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

علی بود اسد اللہ قاتل کفار علی زبعد محمدؐ زہرچہ ہست بہست
اگر تو مومن پاکی نظر دریغ مدار

خواجہ علی حسین یہ سنکر بہت خوش ہوا اور اب وہ مُلّا ابوالحسن دوپیازہ کے سوال کے جواب دینے کو مستعد ہوا۔ پہلے اُس نے سوال کے سُننے کے لیئے آمادگی ظاہر کی۔

ابوالحسن نے علی حسن شیرازی سے سوال کیا کہ درحق معین الدین چشتی چہ میگوئی۔ یہ سُنتے ہی علی حسین کو غصہ آگیا اور غصہ آنے کا سبب یہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں معین الدین چشتی کا نام کیوں لیا گیا۔

غضب انگیز طیش میں کچھ معلوم نہوا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور کہاں بیٹھا ہوا ہوں۔ چھوٹتے ہی یہ جواب دیا معین الدین چشتی کدام سگ بود۔ یہ سُننا تھا کہ جلال و طیش جہانگیری بیچارہ علی حسین پر پلٹ پڑا۔ بغیر تامل کے جہانگیر نے حکم کیا کہ ابھی اِس گستاخ کی زبان گدی کے نیچے سے گھسیٹ لو۔ بھلا کسکی مجال تھی جو پردیسی مولوی کی سفارش کر سکتا۔ حکم ہونا تھا کہ اُس کی زبان جلاد نے گدی کے پیچھے سے اینچ لی۔

یہ کارگذاری گو ابوالحسن نے کی اور کچھ دنوں تک اسی کی عوام میں شہرت بھی ہوگئی مگر درحقیقت اسکا اصلی بانی ابوالفتح تھا جو بعد ازاں ہماشما کو معلوم ہوگیا پھر کسی شیعہ عالم کی ہمت نہوی کہ وہ جہانگیری دربار میں آکر مباحثہ کرتا۔ یہ خبر ایران میں پہونچی جہانگیر نے بھی اشارتاً مُلا کی بدتہذیبی کو تحریر کیا اور شیعہ علما کی بدتہذیبی پر افسوس کیا۔ ایران میں بھی ایک تخلل عظیم برپا ہوگیا اور ہر فرد بشر نے سخت غم کیا۔ ایرانیوں نے اِس واقعہ کو کربلا کے واقعہ سے دوم نمبر پر رکھا اور اسپر ہزاروں مرثیے تصنیف ہوگیئے۔

مشہور بات ابوالفتح کے ہاں فرزند کا پیدا ہونا ہے۔ خوش قسمتی سے ابوالفتح کے کل دوست اور اکبری دربار کے نورتن موجود تھے۔ شہزادے بھی حاضر دربار تھے۔ چھٹی میں ابوالفتح نے اکبر کی معہ شہنشاہ زادوں اور امرا کی دعوت کی۔ پورے دس لاکھ روپیہ ابوالفتح کے اِس میں صرف ہوئے تھے۔ دعوت کا سامان لکھنا فضول ہے۔ ہر شخص اندازہ کرسکتا ہے کہ دس لاکھ روپیہ کا کتنا سامان ہوتا ہے عرفی نے بھی ایک قصیدہ ابوالفتح کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ اُسکو بھی دس ہزار روپیہ انعام ملے بعض مورخ بیان کرتے ہیں سے کھلے تھے۔ اور وہ اسی تاریخ سے امیر بنگیا تھا۔ دوسرا شہ...

...کہ اکبر کے بعد جہانگیر کے زمانہ میں اسکا ظہور ہوا۔ اگر یہ بات صحیح سمجھ...

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اکبر کی خفگی ہے۔ اور جسکی اصلی کیفیت یہ ہے۔ جس افغانی جنگ میں بیربل مارا گیا ہی ابوا
بھی ایک پلٹن کی کمان کر رہے تھے۔ یہ یہاں سے روانہ ہوا اور بیربل کے ساتھ قندہار
پہونچا۔ قندھار سے اپنی پلٹن لیکر جدا ہوگیا اور کوہی رستوں کو طے کرنا شروع کیا ابوالفت
نہ صرف ڈاکٹر اور حکیم تھا بلکہ ایک بہادر اور اولوالعزم جری سپاہی تھا۔ اسکی شجاعانہ اور اولوالعز
کوششیں ایسی زبردست اور قوی تھیں کہ ہمیشہ تیر بہدف ہوتی تھیں۔

علما کے گروہ میں افلاطون زمان بلکہ سب کا مقتدی۔ میدان جنگ میں بہادر شہسوار۔ ارس
اور افلاطون نے کبھی جنگ میں تلوار کے قبضہ پر ہاتھ نہیں ڈالا اور ابوالفتح جیسا فاضل شخص
صدہا بار جنگ میں کامیاب ہوچکا۔

ابوالفتح کا خیال تھا کہ بیربل مشرق کی جانب سے پٹھانوں کو پائمال کریگا اور میں شمال
کی جانب سے دباتا ہوا چلوں۔ ابوالفتح کے ساتھ صرف دو ہزار جرار فوج تھی جو شمال کیطرف
بڑھی چلی جارہی تھی۔ فوج اور رسد کا انتظام ابوالفتح نے بہت اچھا کیا تھا کئی خچر پانی کی کپھ
بھرے ہوئے ساتھ تھے کہ اگر کہیں پانی نہ ملے تو وہ کام آئے علاوہ اسکے اور رسد کا سامان
کافی تھا۔ ابوالفتح جانتا تھا کہ اگر خوفناک دروں میں سے گزروں گا تو مجھے رستہ نہ ملنے پر دق
ہوگی، اسلیئے وہ کھلے میدان رستہ طے کرنے لگا۔ جتنی بستیاں کہ راہ میں آئیں اُن سب کو فتح کر
اور سرکش افغانوں کو زیروزبر کرتا ہوا حسینی شاہ پر پہونچا۔ یہاں کثرت سے افغان جمع تھے
اُنکی بے تعداد فوج اس رستہ کو روکے ہوئے پڑی تھی کہ جدہر سے ابوالفتح گزرنا چاہتا تھا۔
ابوالفتح کو پایونیر یعنے پیشرو فوج نے اطلاع دی کہ دس بارہ ہزار افغانی اس مقام پر ٹکے ہوئے ہیں
ابوالفتح کے دس بارہ ہزار کی سنکر ہوش اڑ گئے کوئی تدبیر بن نہ آتی تھی۔ اگر واپس پھر جاتا ہوں پھر
ممکن نہیں۔ وہ تعاقب کرکے مارینگے اور اگر قایم رہتا ہوں تو اُن سے مقابلہ کرنا مشکل ہے۔ بڑی
کشمکش سے یہ فیصلہ ٹھیرا کہ وہیں خیمہ زن ہوں اور جنگ شروع کردینی چاہیئے پھر جو کچھ ہد
عملدرآمد کیا جائیگا۔

دن کو تو لشکر کو آرام دیا صبح کو لشکر کی آراستگی میں وقت گزارا پھر دوسرے دن را
... فاصلہ پر چلے
... صبح دیئے انہیں یہ ہدایت کردی کہ تم یہاں سے کوئی دس کوس کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

Entered in Database

24/12/66
Signature with Date

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

AKBAR BADHSHA
G.K.U.